

# اویتا روادا اور رسالت

(ایک تقابلی مطالعہ)

ڈاکٹر محمد احمد

ترجمہ: مولانا عبدالحق فلاجی

# اوٹار وَادا اور رسالت

(ایک تقابلی مطالعہ)

ڈاکٹر محمد احمد

تل جمعہ  
مولانا عبدالحق

C:\MONO.gi  
not found.

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشورز، نئی دہلی २५

## ترتیب

- پیش لفظ
- ؟ (۱) اوتارواد: ایک عمومی تعارف
- اوتار کا صحیح مفہوم • اہل علم کے خیالات • خدا جنم یا اوتار نہیں لیتا
- ؟ (۲) اوتاروں کے درجے اور ان کی تعداد
- اوتاروں کی تعداد میں اختلاف • اوتارواد کی روایات ایک جائزہ
- چوبیس اوتار کی روایت
- ؟ (۳) خدا کا اوتار کیوں؟
- دعا دینے کی بنابر اوتار سب دعا دینے کی وجہ سے اوتار
- ؟ (۴) اوتارواد - کچھ بنیادی سوالات
- خدا کا حقیقی تصور • کیا ویدوں میں رسالت کا تصور موجود ہے؟ • کیا انگی رسول ہیں؟
- ؟ (۵) اوتارواد کے بنیادی عناصر
- ؟ (۶) اوتارواد کا فروغ
- رام بھکتی کا آغاز
- ؟ (۷) کچھ دیگر مکاتب فکر اور فرقے
- ؟ (۸) اوتارواد پرمنی کہانیاں ایک جائزہ
- پُرانوں کی قدامت • سنک سنتدن سناتن سنت کمار • برہما، بزر ناراين • ستّیہ  
ناراين برت کھسا ہری • متّیہ (مجھلی) اوتار • کیا حضرت نوح اور منو ایک ہی ہیں؟  
• منو: کیش لمعنی لفظ سویدک سپتی کی کوئی اصلیت نہیں • ستیار تھے پر کاش کا بے بنیاد الزام  
• وسٹ منوا و منو مرتی • عقل کہتی ہے • وراہ • کورم • نرنگھ • دامن • کرشن • رام

**• ورکش نارain کتھا: ایک سرکاری کوش**

؟

(۹) بودھ مذہب میں اوتار واد

**• بدھ جی اور یشنو اوتار واد**

؟

(۱۰) چین مذہب میں اوتار واد

؟

(۱۱) رسالت

**• لفظ اللہ کا مفہوم • اللہ تعالیٰ کی بے مثل صفات • رسالت کی ضرورت • انسان کتنا****ناشکرا ہے! • رسالت کی عظمت۔**

## عرض ناشر

اوتار واد اور رسالت۔ ایک تقابلی مطالعہ ڈاکٹر محمد احمد مدیر کانٹی کی ہندی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ مرکزی شعبہ دعوت جماعت اسلامی ہند نے اس کتاب کی اہمیت اور فائدیت کے پیش نظر اس کا ترجمہ کرایا ہے۔ ترجمہ کی خدمت مولانا عبدالحق فلاحی نے بڑی محنت اور توجہ سے انجام دی ہے۔

یہ کتاب برادران وطن کے اہم مذہبی تصور اوتار واد کو سمجھنے میں معاون ثابت ہو گی، نیز دعوت کا کام انجام دینے والوں کے لیے رہنمائی فراہم کرے گی۔ ان شاء اللہ۔ ہم ڈاکٹر محمد احمد کے بے حد شکرگزار ہیں کہ انہوں نے اردو میں اس کی اشاعت کو پسند فرمایا۔

اردو ترجمہ میں 'شنودھرم' اور 'پیچ راترک دھرم' کے ابواب حذف کر دیے گئے ہیں۔ اسی طرح 'خاتم النبیین ﷺ' کی حیات طیبہ کا باب بھی حذف کر دیا گیا ہے کہ اردو میں سیرت نبوی پر چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں موجود اور اردو قارئین کی دسترس میں ہیں۔ قارئین کے تاثرات کو بھی شامل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

ڈاکٹر محمد احمد کا ہندو دھرم پر گہرا اور وسیع مطالبہ ہے، اس بنابر پورے اطمینان سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ اپنے موضوع پر ایک مستند کتاب ہے۔ امید ہے کہ اردو قارئین میں اسے قبول عام حاصل ہوگا۔

ناشر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## پیش لفظ

پیش نظر کتاب ۳۲، رنومبر ۲۰۰۰ء کو ہندی ہفت روزہ کانفرنس (نئی دہلی) کے خصوصی شمارہ کی شکل میں شائع ہوئی تھی۔ اس کی اشاعت کے معا بعد ۲۸، رنومبر کو محترم ڈاکٹر سر بیندر آگیان (بنگلہ، پنجاب) کا ایک تاثراتی خط موصول ہوا جس میں انہوں نے اس خصوصی شمارے کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا مشورہ دیا تھا، موضوع سے دلچسپی رکھنے والے بعض دیگر حضرات نے بھی کچھ اسی طرح کا خیال ظاہر کیا تھا۔

اس خصوصی شمارہ کو ہمارے قارئین نے بیجید پسند کیا جس سے یقیناً ہماری حوصلہ افزائی ہوئی اور ہم نے اسے کتابی صورت میں لانے کا فیصلہ کیا، بفضلہ تعالیٰ کچھ ایسا حسن اتفاق رہا کہ یہ خاص نمبر کتابی شکل میں شائع ہو گیا!

”اوتاب واد اور رسالت“ ایک تقاضی مطالعہ ہے جس کی تکمیل میں ۸ رسالے لگے، دوران مطالعہ یہ بات ابھر کر سامنے آئی کہ ”اوتاب واد“ جس مفہوم میں راجح ہے حقیقتاً وہ ہے نہیں۔ لفظ ”اوتاب“ اللہ تعالیٰ کے خود میں پر آ کر انسانیت کو نجات دلانے کے مفہوم میں نہیں ہے بلکہ بنیادی طور سے اس مفہوم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ انسانوں کی رہنمائی کرتا اور تکالیف سے نجات دلاتا رہا ہے۔ اس طرح اوتاب واد کا مفہوم وہی ہے جو رسالت کا ہے۔

میں نے اس موضوع پر ۱۹۹۲ء میں کام کرنا شروع کیا تھا اور اس بات کی پوری کوشش کی کہ تحقیق، موضوع سے ہٹنے نہ پائے اور سچائی کا پتہ چل سکے۔ اس بناء پر اصل موضوع کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی گئی جس میں کمی اور کوتاہی کا بھی امکان ہے۔ مگر یہاں ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں

کہ اس تحقیق سے ہمارا مقصد کسی بھی مذہب یا مذہبی جذبات کو ٹھیک پہنچانا ہرگز نہیں ہے اور نہ اس سے پہلے ہم نے کبھی اس طرح کی جرأت کی، ہمارا مقصد افہام و تفہیم اور حقیقت تک رسائی رہا ہے، اور ہے۔ لہذا اس کتاب میں شائع شدہ حقوق کے سلسلہ میں اگر کوئی بات قابلِ اصلاح ہوتا ہو تو براہ کرم مطلع کرنے کی زحمت فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔ آپ کو یہ کتاب کیسی لگی، اپنے قیمتی خیالات سے ضرور آگاہ فرمائیں۔  
ربِ کریم سے دعا ہے کہ ہماری یہ کوشش قبول فرمائے۔

ڈاکٹر محمد احمد  
مدیر: ہفت روزہ / ماہنامہ کانٹی

## اوٹار واد: ایک عمومی تعارف

اوٹار واد کا مرجہ مفہوم اور اس سے مراد ہے: زمین پر خدا کا نزول، بالفاظ دیگر، خدا کے مجسم ہونے یا مادی شکل و صورت اور جسم اختیار کرنے کا اوٹار کہتے ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اگرچہ خدا ہمہ گیر اور ہمیشہ ہر جگہ موجود ہے تاہم ضرورت پڑنے پر وہ خوداپنی یوگ مایا (قدرتِ کاملہ) سے زمین پر جنم لیتا ہے اور اس وقت تک وہ دنیا میں رہتا ہے جب تک کہ اس کے دنیا میں آنے کا مقصد پورا نہیں ہو جاتا۔ ویدک لٹریچر میں اوٹار واد کا تصور پایا جاتا ہے۔ اوٹار واد کے مرجہ مفہوم کے مویدین کے مطابق برہمن لٹریچر (تیغیریہ برہمن: ۱-۶) اور شفت پتھ براہمن (۵-۱-۷) میں برہما (پرچاری) کے اوٹار لینے کا بھی ذکرہ ملتا ہے۔ جبکہ پرانوں، اور خاص طور سے بھاگوت مہاپر ان اور وشنو مہاپر ان اور دیگر ہندو منہ بھی صحیفوں میں وشنو (نارائن) کے اوٹار لینے کی بات آئی ہے۔ مختلف دیوتاؤں کے اوٹاروں میں وشنو اوتار ہی سب سے زیادہ مشہور ہے۔ لفظ وشنو کی تشكیل (ویژل) مصدر سے ہوئی ہے جس کا مطلب ہے: چہار سو پھیلنا یا ہمہ گیر ہونا۔ یہ ایشورتی کی ایک خصوصیت ہے جو کہ شخصیت میں تبدیل ہوئی۔ بھاگوت دھرم (فرقہ) نے اس خصوصیت کو شخصیت بنانے میں اہم روル ادا کیا۔ اوٹار واد اسی مذہب کی دین ہے۔ اس فرقہ کو ویشنو مٹ اور ”پانچ راتزمٹ“ (پانچ راتزمٹ مत) بھی کہتے ہیں۔

بھاگوت دھرم کے اہم اصول درج ذیل ہیں:

خالق کائنات، تنہا خدا ہے۔ اس کے متعدد نام ہیں جن میں وشنو، نارائن، واسو دیو، جناردن وغیرہ خاص ہیں۔ وہ اپنی قدرت کاملہ سے پوری کائنات کی تخلیق کرتا ہے۔ اسی سے

برہما، شیوا اور شنونو غیرہ پیدا ہوئے۔ روح بھی اسی کا جزو ہے جو خدا کا قرب حاصل کر کے مکمل ہوتی ہے۔ گاہے گا ہے جب دنیا پر مصیبت آتی ہے تو خدا اوتار لے کر اسے دور کرتا ہے۔ خدا کے ایسے اوتاروں کو ماننا اوتار رواد کہلاتا ہے۔

یہ بات معقول اور سچائی سے ہم آہنگ نہیں معلوم ہوتی کہ خدا خود مادی جسم اختیار کرے۔ وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اسے یوگ مایا (حیلے یا کرشمے) کی کیا ضرورت؟ زیادہ معقول اور منی برحقیقت بات یہی ہو سکتی ہے کہ خدا اپنے بندوں، رسولوں اور پیغمبروں کو انسانوں کی رہنمائی کے لیے بھیجے اور ان کے ذریعہ سچائی کا بول بالا کرے اور غیر حق/باطل کو خاک میں ملا دے، اور ایسا ہی ہوا ہے۔

## اوخار کا صحیح مفہوم

ویدک اٹریچر میں لفظ "اوخار" کا واضح استعمال نہیں ملتا بلکہ "اوخاری" اور "اوخار" لفظوں کے استعمالات سنگھتا وال (سanhita اول) یعنی ویدوں کی تشریحات پر منی کتب اور برہمنوں (وید کے وہ حصے جو منتر نہیں کہلاتے) میں ملتے ہیں۔ رگ وید (6-25-6) میں "اوخاری" لفظ آیا ہے جس کا ترجمہ مشہور ماہر لغت سائین نے اڑچن اور مصیبت سے نجات دلانے والا بتایا ہے۔ "اوخت" لفظ یگر وید (6:17) میں آیا ہے جس کا مفہوم مستشرق گرفتھے Descent بتایا ہے۔

مذکور کتاب میں اس کا مفہوم "نیچے اتارنا" میں اس کا مفہوم "نیچے اتارنا" کا ویکی ایجاد کر کر جو اس کا مفہوم کہ اوتار کا مفہوم خدا کا زمین پر کوڈکھا ہے، (دیکھیے صفحہ 236)۔ لفظ اوخار خود ترادیتا ہے کہ اوتار کا مفہوم خدا کا زمین پر نازل ہونا یا اترنا نہیں ہے بلکہ اس لفظ کا صحیح مفہوم "خدا کے ذریعہ زمین پر اتارا گیا" ہوتا ہے، "اترنا" نہیں۔ لفظ "اوخار" کا مفہوم ازروئے قواعد بھی "اتارا گیا" ہی ہوتا ہے۔ مشہور ماہر لغت اور شارح پاڑنی  $\frac{1}{2}$  Ksh نے سنسکرت گرامر کی اپنی سب سے مشہور تصنیف آشنا دھیانی  $\frac{1}{2}$  Ksh میں اس لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے vorj.k وorkj% کھاہے جس کا مفہوم ہے "نیچے اتارا گیا۔" اس لفظ کی ساخت کے نظریہ سے دیکھیں تو  $\text{तूर्वा}$  اور  $\text{तूर्वा}$  مصادر سے تشکیل پانے والے لفظ اوتار کا مطلب ہوتا ہے: وہ مقام یا  $\text{तूर्वा}$  جس کے توسط سے اوتار ہو، اور

وہ مقام یا مرکز رسرچ شمہ جہاں سے (کسی کا) نزول ہو<sup>(۱)</sup>، یعنی خدا کے پاس سے اوخار ہوتا ہے لہذا خدا جسے اتنا تا ہے اسے اوخار کہتے ہیں، وہ خود نہیں نازل ہوتا۔ ہندو مذہب کے معروف محقق ڈاکٹر وید پر کاش آپا دھیائے کا بھی یہی خیال ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ خدا خود اوخار بن کر نہیں آتا بلکہ وہ دنیا کی خرابیوں کو دور کرنے اور معاملاتِ زندگی کی اصلاح کرنے کے لیے اپنے نبی اور رسول بھیجتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم انھیں اوخار کہہ سکتے ہیں۔ مہا بھارت اور کین اپنند ۲/۳% میں وارد لفظ <sup>adsumifui knt</sup><sub>64-۷۵</sub> (یعنی وجود میں آنا، ظہور، پیدائش) ”اوخار“ کی جگہ پر آیا ہے۔ اس سے بھی ”اوخار“ کے اصل مفہوم کے قریب پہنچا جاسکتا ہے مگر بد فتنتی سے لفظ ”اوخار واد“ بالکل غلط مفہوم میں رانج ہو گیا ہے۔

## اہل علم کے خیالات

”گائزی سماج“ کے عظیم اسکالر مسٹر بلرام سنگھ پر ہار قم طراز ہیں:

غربت اور سماجی برائیوں میں اضافہ کے نتیجہ میں جب امن عالم خطرے میں پڑ جاتا ہے اور نوعِ انسانی کا مستقبل تاریک نظر آنے لگتا ہے تو بھگوان اس عدم توازن کو دور کرنے کے لیے دیوبوت، مہماٹو (نبی، فرستادہ، عظیم انسان) صحیح ہیں جو اس عدم توازن کو توازن میں، اور بدنظری کو ڈسپلن میں بد لئے کے منصوبے بناتے اور انھیں بروے کارلاتے ہیں۔ دیوبوتوں کا سلسلہ بہت لمبا ہے، ماضی سے لے کر حال تک مختلف علاقوں میں بے شمار دوست (پیغمبر) آئے ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے دائرة عمل میں اپنے اپنے طور پر بدنظری اور اختلال اور غربت و افلاس کا مدوا کیا ہے<sup>(۲)</sup> سوامی وویکانند جی نے بھی رسالت اور پیغمبری کے تصور کو تسلیم کیا ہے<sup>(۳)</sup> انسانوں کی تکلیف دور کرنے کے لیے خاص انسانوں کے آنے کی بات ڈاکٹر پی. وی. کا نے کاونے کاونے (ڈاکٹر پی. وی. کاونے) بھی تسلیم کرتے ہیں۔ (موصوف ہندو مذہب کے مستند اور جید عالم اور

(۱) نو یہاری تائمس (ہندی روزنامہ) نئی دہلی ایڈیشن، ۲۰ ربیعی ۱۹۹۲ء صفحہ ۷۱۶ بعنوان: وشنوکی اوخار پر تائیں (विष्णु की अवतार प्रतिमाएं)

(۲) ”دیوبوت (پیغمبر) آیا، ہم پیچان نہ سکے“ ص ۵، ۲۷۱ گیگ زمان یو جنا، مکرا۔

(۳) ”مہاپُشوں کی حیوان گاتھائیں“ (عظیم انسانوں کی سوانح) پیغمکش: راشٹر بندھو۔

شارح ہیں)۔ وہ اوتارواد کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہندوستانی اوتار سدھانٹ گیوں اور منو شرودوں<sup>(۱)</sup> (मन्वन्तरों) کے اصول سے متعلق ہے۔ جب دنیا سخت مشکلات سے دوچار ہوتی ہے تو لوگوں کو یہ یقین ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے نجات آئے گی (یعنی چھکارا ملے گا) اور ان کا یقین بالکل حقیقت کا روپ اختیار کر لیتا ہے جب کوئی بہت خاص آدمی کسی عظیم جذبہ سے متاثر ہو کر کسی خاص زمانے میں کسی خاص مقام پر ظاہر ہو جاتا ہے<sup>(۲)</sup> (شری رام کرشن پرم نہیں نے رسالت کے اصول کو تسلیم کیا ہے، اور شری کرشن جی کو خدا کا پیغمبر تسلیم کیا ہے<sup>(۳)</sup>)

قرآن پاک میں آیا ہے:

وَ إِنَّ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَّا فِيهَا نَذِيرٌ ۝ (فاطر: ۲۵ / ۲۳)

”کوئی انسانی گروہ ایسا نہیں گزرا جس میں کوئی خبردار کرنے والا نہ آیا ہو۔“

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ہے:

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۝ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَبِبُوا  
الطَّاغُوتَ

”ہم نے ہر بُتی میں ایک ڈرانے والا بھیجا اس تاکید کے ساتھ کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو۔“

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر دور، ہر زمانے اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں اور اوتاروں کو بھیجا رہا ہے، اور بندوں سے محبت کی بنایا اس نے ایسا کیا۔ شانہ زیہ بھکتی (شانہ زیہ بھکتی) میں کتاب میں کہا گیا ہے:

(۱) ہندو عقیدہ کی رو سے کائنات کی عمر کا اندازہ کرنے کے لیے یہ گیگ، منو شرود اور کلپ تین خاص بیانے مقرر ہیں۔ چار گیوں (ست یگ، تریتا، ذؤپر اور کلچ) سے مل کر ایک مہا یگ (4320000 سال)، 41 مہا یگوں کا ایک منو شرود اور منو شرود کا ایک کلپ ہوتا ہے۔ (متجم)

(۲) دھرم شاستر کا ایجاد: صفحہ ۲۸۳، جلد: ۲، ناشر: اتر پردیش ہندی سنسکھان، طبع ۱۹۸۴

(۱) ویمین ن دھرم میں ایجاد کیا گیا ہے۔

مुख्य تस्य हि कारण्यम्

یعنی اس کا حرم و کرم ہی اس کا سبب رہا۔

لیکن خدا ہمیشہ زمین پر اپنے پنجبر بھیجنے کے لیے مجبور نہیں ہے۔ یہ اس کی خواہش پر منحصر ہے۔ وہ آزاد اور مقتدر اعلیٰ ہے، اس پر کسی کا کنشروں نہیں ہے<sup>(۱)</sup> وہ جب تک چاہے اپنے پنجبر بھیجتا ہے اور جب چاہے یہ سلسلہ ختم کر دیتا ہے۔  
گیتا اور اوتار رواو:

شری مدھگوت گیتا میں کرشن جی نے واضح طور سے اوتار واد کی وکالت کی ہے۔  
متعدد اہل علم حضرات یہ بات تسلیم کرتے ہیں لیکن ایسے شہرت یا فافت محققین بھی ہیں جو اسے نہیں مانتے۔ اس کے مُوید وہی ہیں جو اوتار کا مفہوم سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ اس کی تائید میں گیتا کا یہ شلوک بالعموم پیش کیا جاتا ہے:

यदा-यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत

अभ्युत्थानम् धर्मस्य तदात्मानं सृजाप्यहम् (4/7)

شنکرانند نے اس شلوک کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

”جب بھی ویدک دھرم زوال پذیر ہوتا ہے وزن آشرم (بہمن، چھتری، شودر اور ویشیہ) کے مذہبی نظام پر عمل پیرالوگوں کی فلاح اور ترقی کے لیے میں مذہب کی حفاظت اور لا مذہبیت کا خاتمه کرنے کے قابل جسم اختیار کرتا ہوں<sup>(۲)</sup>“

اس ترجمہ سے ازخود واضح ہے کہ اس میں سچائی سے کام نہیں لیا گیا ہے۔ ویدک دھرم اور وزن آشرم نظام پر عمل پیرالوگوں کی بات بھی اس ترجمہ میں غیر ضروری طور پر آئی ہے۔ اس شلوک میں اگلے شلوک کی پہلی سطر کو شامل کر کے سوامی منگلانند پوری اس کا ترجمہ مذکورہ ترجمہ سے ہٹ کر کرتے ہیں۔ موصوف قدیم بھگاؤ گیتا (پ्रا�ین بھगवات گیتا) جس میں محض ستر (۷۰) شلوک ہیں، کے ۲۰ میں شلوک میں ”سाधुनां विनाशाय च दुष्कृताम्“ پरिचाणाय سाधुनां विनाशाय च दुष्कृताम् کی لائن کو شامل کرتے ہیں۔ وہ اس گیتا کو اصل مانتے ہیں۔ موصوف آج کل کی سب سے زیادہ مقبول اور مروج

(2) इच्छामृहीतामितो लदेहस्साधिषेष जगद्वितीयः—विष्णु मुराण (6-5-84)।

(1) “श्रीमद भगवद्गीता” सानुवाद शंकरानंदी व्याख्या सहित پृ. 224

سات سو (۷۰۰) شلوکوں والی گیتا کو نہیں تسلیم کرتے۔ وہ سب سے پہلے اس شلوک کا ربط اس طرح واضح کرتے ہیں:

”اب (ہم) یہ بتاتے ہیں کہ کن حالات میں شری کرشن جی یا ایسے عظیم یوگی لوگ دنیا میں آ کر جنم لیتے ہیں۔“

انھوں نے اس شلوک کا جو ترجمہ کیا ہے وہ اس طرح ہے:

”اے بھارت (ارجن)! دنیا میں جب بھی مذہب کی کمی اور لامذہبیت کی زیادتی ہو جاتی ہے تب میں سادھوؤں (راست بازوں اور صالحین) کی حفاظت کرنے اور برے لوگوں کا استیصال کرنے کے لیے خود کو پیدا کرتا ہوں<sup>(۱)</sup> اسی طرح کی بات مہا بھارت کے وہن پُرب (272-71) اور آشومیدھک پرب<sup>(۲)</sup> (آشومہدیک پرب) میں بھی ملتی ہے۔

گیتا کے اس شلوک (شعر) کی تشریع کرتے ہوئے پُربی جی رقم طراز ہیں: ”اوتار واد کے نظریہ پر یقین رکھنے والے حضرات اسی شلوک کا ثبوت اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں مگر یہاں پرمیشور (خدا) کے جسم بننے کی کوئی بات نہیں کہی گئی۔

(۱) اس سلسلہ میں یہ روایت (شُرُوتی) موجود ہے:

”आप्त कामस्य सृहा“

مطلوب یہ کہ جو علم و معرفت کے شناور ہیں ان کو کسی کام کے نتیجہ/ اجر و ثواب سے کوئی مطلب نہیں ہوتا (یعنی وہ بے غرض کام کرتے ہیں: مترجم)

(۲) ”مجھ“ سے مراد ”برہم پرماتما“ (خالق حقیقی) ہے۔ شری کرشن جی نے پَنَّا تُّمَا کی جگہ خود کو کیوں کہا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شری کرشن جی عظیم یوگی (صاحب معرفت) تھے۔ اس بنا پر وہ غیر محسوس خدا (پरबrahm) میں اس قدر مستغرق تھے کہ خود اپنی ذات کو اس سے الگ نہیں دیکھتے تھے۔ ایسے صاحب کمال و معرفت اور عظیم روحانی شخصیات اسی طرح کی تربیت کرتے ہیں۔ اس کا قدیم ثبوت بھی ملتا ہے:

بُرْهَدَ آرَنبُكْ أُنْبَشَد (بृहदारण्यक उपनिषद) میں آیا ہے کہ وام دیو رishi نے کہا تھا کے

(2) ”پ्राचीन भगवद्गीता“, پृ. 24, پ्रകाशक : गोविन्द राम हासानन्द, 4408, नई सड़क, दिल्ली, संस्करण 1975

سورج میں جوانسان روشن (روشنی دے رہا) ہے وہ میں ہوں۔ اصل جملہ یہ ہے:

तद्वैतत् प्रश्यऋषिर्वामदेवः प्रतिपेदेऽहं मनुर्भव सूर्यश्चेति तदिदमत्येतर्हिय  
एवं वेदाह ब्रह्मास्मीति । —बृहदारण्यक उपनिषद (1-4-10)

**شری لوك مانیہ تلک مهاراج نے اپنی تالیف ”گیتھا رہسیّہ“ (گیتا رہسیّہ) کے نویں باب میں صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے: ظاہر یا باطن مجسم برہم کی عبادت سے توجہ کے ذریعہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا بندہ / عابد بالآخر ”اح“ (بزہدار میگن اپنیشاد: 10-4-1) یعنی میں ہی برہم (خدا) ہوں،“ کی حالت میں جا پہنچتا ہے اور ”بڑھماسٹے کی“ (یعنی برہم / خدا اور روح کے اتصال / جزو لا ینیک ہونے) کی حالت آشکارا ہونے لگتی ہے اور اس کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ پھر وہ اس میں اتنا مگن ہو جاتا ہے کہ اس بات کی طرف اس کا ذہن ہی نہیں جاتا کہ میں کس حالت میں ہوں۔“ یہ ”سما دھی یوگ“ ہے جس میں ڈوئی کا ذرا بھی شائنبہ نہیں رہتا۔**

قارئین کو معلوم ہو کہ یوگی راج شری کرشن جی کی ایسی ہی حالت تھی جس کا تعارف تلگ مهاراج کے متذکرہ جملے میں کرایا گیا ہے۔ اس لیے جہاں جہاں ”پرمیشور کی عبادت کرو“ کہنا مناسب تھا، وہاں وہاں کرشن جی نے ”میری عبادت کرو“ کہا ہے۔ اس کا معہوم یہی ہے کہ میں جس بزہم پر ماتما (خاص الخاص خدا) کا نامانندہ ہوں اس کی عبادت کرو (۱)،“ گیتا کے مذکورہ شلوک کی پُری جی کی تشریح یقیناً سچائی کا اکشاف کرتی ہے۔ دوسرا طرف شری بلراج سنگھ پُری ہار جی نے اس کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے سچائی کھل کر سامنے آجائی ہے۔ اس کا ترجمہ اس طرح ہے:

”جب مذهب کا زوال ہوتا ہے اور لا مذهبیت کو فروغ حاصل ہوتا ہے تو نیکی اور بھلائی کی حفاظت اور شیطنت کے خاتمہ کے لیے میں پاک روحوں کی تخلیق کرتا ہوں (۲) شریکتی کجا آریہ نے اس شلوک کی تشریح کرتے ہوئے خدا کے ذریعہ سماج سدھار کرنے والے مہا پرшوشوں کو ترغیب دے کر بھینے کی بات لکھی ہے (۳)“

(۱) ”प्राचीन भगवद्गीता“، पृ. 25

(۲) دیکھئے: ”دیودوت آیا، ہم پہچان نہ سکے“، صفحہ: ۵

(۳) وشوچیوٰتی، ۴۷

اس ترجمہ میں خدا کے خود محسوس ہو کر دنیا میں آنے کی بات نہیں کہی گئی ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ پاک روحوں کی تخلیق کرنے یعنی پاک روحوں کو دنیا میں دین قائم کرنے اور براہیوں کو مٹانے کے لیے بھیجا رہا ہے۔ پاک روحیں وقتاً فو قیادتیا کے مختلف خطوں اور قوموں میں آ کر لوگوں کی رہنمائی کرتی رہی ہیں۔ اوخار واد کا صحیح مفہوم یہی ہے۔

### خدا جنم یا اوخار نہیں لیتا

خدا کی پیدائش نہیں ہوئی<sup>(۱)</sup> یہ اس کے وقار اور عظمت کے خلاف ہے کہ وہ مادی جسم اختیار کرے اور سارے عالم کا رب ہو کر بھی عام جاندار مخلوقات کی طرح زندگی بسر کرے۔ وید بھی اس مفہوم میں خدا کے اوخار لینے کی تائید نہیں کرتے۔ یہ وید میں واضح طور سے آیا ہے:

س پर्यगाच्छक्रम कायम-ब्रणम् स्नाविर शुद्धमपापविद्धम् ।

कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्यथातहतथ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छाशवतीभ्यः समाभ्यः ।

— یजुर्वेद (40-8)

**ڈاکٹر پنڈت شری پادامودر ساتو لے کر، نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:**

”وہ (خدا) ہر جگہ گیا ہوا ہے۔ وہ جسم سے عاری اور اعصاب سے بے نیاز ہے۔ وہ پھوڑے پھنسی اور زخم نہیں رکھتا۔ وہ پاک اور طاقتور ہے۔ وہ گناہوں سے آلوہ نہیں ہے۔ وہ دلوں کا مالک ہے۔ غور و فکر نے والا ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ و افضل اور فاتح ہے۔ وہ اپنی طاقت سے قائم ہے/ قائم بالذات ہے۔ کرنے لائق کام وہ کرتا رہتا ہے<sup>(۲)</sup>۔

آریہ ساج کے بانی شری دیاندسر سوتی جی نے اس منتر کی تشریح تفصیل کے ساتھ کی

ہے جس کے کچھ حصے یہاں پیش کیے جا رہے ہیں:

”یعنی وہ پرماتما آسمان کی طرح ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔“ س پर्यगात्

”یعنی تمام عالم کو وجود میں لانے والا وہی ہے۔“ شुक्रम्

(۱) قرآن پاک میں ہے: کُمْ يَلِدْ وَكُمْ يُوْلَدْ نَوْهُ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا۔ ناس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا۔ (سورہ اخلاص: ۳-۴)

(۲) یजुر्वेद کا سुवोध भाष्य, पृ. 647, 648, प्रकाशक : स्वाध्याय मण्डल, पारडी, जनपद—बलसाड, संस्करण : 1989

= وہ کبھی جسم (اوٹار) نہیں اختیار کرتا۔ کیوں کہ وہ غیر منقسم، لا محدود اور بے عیب ہے۔ اس بنابر وہ کبھی جسم نہیں اختیار کرتا۔ اس جیسی کوئی ہستی نہیں ہے۔ اس وجہ سے خدا کے جسم ہونے کا سوال نہیں پیدا ہوتا<sup>(۱)</sup> لیکن اس سے بھی واضح ہے کہ خدامادی جسم میں حلول نہیں کرتا۔ گیتا میں بھی خدا کو غیر مولود (جس کا جنم نہ ہوا ہو) کہا گیا ہے، مگر تصوراتی انداز میں اس کے ظہور کی بات بھی وابستہ ہے۔ شلوک یہ ہے:

अजोऽपि	सन्नव्ययात्मा	भूतानामीश्वरोऽपि	सन्।
प्रकृदि	स्वामधिष्ठाय	सम्भवाम्यामायया ॥ १६ ॥	

—श्रीमद् भगवद्गीता (4:6)

شری ہے دیال گوینکا نے اس کا ترجمہ درج ذیل لفظوں میں کیا ہے:  
 ”میں غیر مولود اور لا فانی ہوتے ہوئے بھی، نیز تمام مخلوقات کا خالق ہوتے ہوئے بھی  
 اپنی فطرت کو زیر کر کے اپنی قدرت کاملہ (योगमाया) سے ظہور پذیر ہوتا ہوں“<sup>(۲)</sup>  
 گیتا کے اس شلوک کو بھی خدا کے اوٹار کے ثبوت کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس شلوک کو سمجھنے سے قبل ”مایا“ (یعنی لیلا) پر غور کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر پنڈت شری پاد دامودر ساتو لے کرنے بیجو دید کے (30:22) مانتر کی تشریح میں لفظ ”مایا“ کا متعدد مفہوم بتایا ہے جو اس طرح ہے: حکمت، بناوٹ، دست کاری میں مہارت، سیاسی سوچ بوجھ کا استعمال، غیر معمولی طاقت یا عقل اور فہم، آرٹ، ہنر، فہم، غیر مرئی، غیبی طاقت۔“<sup>(۳)</sup>

ڈاکٹر ساتو لے کر، نے ”مایا“ کا پہلا مفہوم حکمت یعنی حقیقت بینی، نکتہ رسی اور دقيقہ سنجی بتایا ہے۔ اس مفہوم کو اگر ہم اس شلوک پر چسپا کریں تو اب اس انی صحیح مفہوم تک ہماری رسائی ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس کا ترجمہ یہ ہو گا کہ میں اپنی حکمت کو ظاہر کرتا ہوں یا اپنی حکمت سے میں میرا ظہور ہوتا ہے۔ اس میں خود اللہ تعالیٰ کے مادی وجود اختیار کرنے کی تردید ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ حکمت یعنی بصیرت کے اظہار کرنے کا مفہوم ہے: اپنی کھوج، تحقیق اور حاصل علم کا اظہار کرنا، اور حکمت سے اپنے ظہور (پ्रک� होने) کا مفہوم ہے: اسکی ذہنی اُنچ، یافت (Finding) سے

(1) ”दयानन्द ग्रंथ-माला“, پرथम ਖੰਡ ‘ਆਰ्याभिविनय’ ਸੇ ਉਦਘੂਤ, ਪ੃. 596, 597, ਪ੍ਰਕਾਸ਼ਕ : ਸ਼੍ਰੀਮਤੀ ਪਰੋਪਕਾਰਿਣੀ ਸਭਾ, ਅਜਮੇਰ, ਸ਼ਾਸਕਰਣ : 1983

(2) ”गीता तत्त्व-विवेचनी ठीका“, ਪ੃. 175, ਪ੍ਰਕਾਸ਼ਕ : गीता प्रੈਸ, गोरखपुर, संਸ्कਰण : 1950

(3) यजुर्वेद का सुबोध भाष्य, पृ. 497

کسی چیز کا ظہور ہو۔ کیوں کہ خدا جب کسی مقصد کے لیے حکمت کا استعمال کرتا ہے تو اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے اس میں خود ملوث نہیں ہوتا۔ چنانچہ بیگ روید میں ہے:

تَرَجَّعْ إِلَيْهِ تَرَجَّعْ نَحْنُ نَحْنُ إِلَيْكُمْ (40:5)

ڈاکٹر ساتو لے کر کے لفظوں میں اس منتر کا ترجمہ یہ ہے:

”وَهُوَ دُوسُرُونَ كُوچِلَا تَاهِي مَغْرُورٌ نَّهِيْنَ جَنِشِيْنَ كَرْنَا (۱) وَهُوَ قَاتِمٌ هِيْهِ (۲) بِيْجَرُو يِدِيْد (۳)“

یہ ضرور ہے کہ اس کا جادہ جلال اور اس کا نور چہار سو پھیلا ہوا ہے (۴)

”مایا“ کے سلسلہ میں شری دیانندسرسوئی کا کہنا ہے کہ:

اگر یہ کہتے ہو کہ ”مایا“ خدا کی طاقت ہے تو صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ دجل فریب کے مفہوم میں لفظ ”مایا“ مشہور ہے۔ کوئی اگر کہے کہ یہ مایا وینی (ما�ا وی) یعنی مایا والا ہے، تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دجل فریب والا ہے۔ خدا تو مایا (چهل فریب) اور جہالت وغیرہ عیوبوں سے پاک ہے۔ اسی بنابر وہ صاف شفاف، دجل فریب سے پاک، لافقی، خالص، بیدار، کامل اور آزاد طبیعت کا مالک ہے۔ ایسا بھی خیال نہ کرنا چاہیے کہ خدا دجل فریب والا ہے۔ کیوں کہ اس میں شری پتھلی مُنی (پتنجلتی مُنی) کی شہادت بھی موجود ہے: پُرُوشः परामृष्टः क्लोशकर्म विपाकाशवैर परामृष्टः पुरुषः  
”یعنی علمی اور جہالت وغیرہ مصیبتوں اور نیک و بد اعمال کے نتائج سے الگ انسان وغیرہ کی برابری کے جذبے سے پاک انسان پرمیشور (پرمےشوار) کہلاتا ہے۔“ (۵)

آیتیہ برہمن (8-23) میں لفظ مایا کا استعمال غیر معمولی اور اندر جال جیسی چالاکی اور ہوشیاری کے مفہوم میں ہوا ہے۔ شنکر اچاریہ نے بھی ”بھگو دیگتا بھاشیم“ (bhagavān dīgata bhaśiM) (भगवद् दीता भाशिM) کے ذریعہ جسم اختیار کرنے کی بات لکھی ہے (۶) مگر ٹرک /  
باعظ م (۷) کتاب کی تمهید میں ٹرک (ما�ا) کے ذریعہ جسم اختیار کرنے کی بات لکھی ہے (۸) مگر ٹرک /  
فریب یا دروغ بانی کا جو اصول انہوں نے پیش کیا ہے وہ غیر عملی اور محض تصوراتی لگتا ہے۔ شنکر اچاریہ کی ”مایا“ کا تعارف کرتے ہوئے رائل سائنس فریٹ یاین جی رقم طراز میں:

(1) یजुर्वेद کا سुबोध بाल्य، پृ. 647

(2) یजुर्वेद کا سुबोध بाल्य، پृ. 647

(3) اپنے ह देवः प्रदिदोऽनु सर्वाः —यजुर्वेद (32:4)

(4) ”दयानन्द ग्रंथमाला“، प्रथम खण्ड، ”वेद-विरुद्ध मत खण्डनम्“ سے उदृथत، پृ. 685

(5) ”शकراचार्य“، टी.ए.पी. مہا دی�ن، نेशनल بُک درسٹ، پृ. 91، سंस्करण 1990

”ازل اور ابد میں ندارد، حاضر میں بھی ویسا“ کے مطابق یہ عالم درحقیقت ہے، ہی نہیں، پھر یہ محسوس (کھلے انداز سے معلوم) کیوں ہو رہا ہے؟ یہ تو ”مایا“ ہے۔ مداری ڈھیر کے ڈھیر روپے بناتا ہے مگر کیا وہ حقیقی روپے ہیں؟ اگر ایسا ہوتا تو اسے تماشہ دکھا کر ایک ایک پیسے مانگنے کی ضروت نہ پڑتی۔ وہ روپے کیا ہیں؟ مایا۔ مایا (جعل فریب) کے سوا کچھ بھی نہیں۔ دنیا بھی مایا ہے، ماں بھی مایا، باپ بھی مایا، بیوی بھی مایا، شوہر بھی مایا، احسان بھی مایا، غریب کی کام سے پستی، بھوک سے ترپتی انتہیاں بھی مایا، لئکن امیر کی پھولی تو نداور اینٹھی مونچھیں بھی مایا، کوڑوں سے لہولہاں ٹرپتا غلام بھی مایا، اور بے قصور پر کوڑے بر سانے والا طالم مالک بھی مایا، چور بھی مایا، شاہ بھی مایا، غلام ہندوستان بھی مایا، آزاد ہندوستان بھی مایا، ہٹلر کا تشدد بھی مایا، گاندھی کی اہنسنا (عدم تشدد) بھی مایا، جنت بھی مایا، جہنم بھی مایا، مذہب بھی مایا، لامہ بہیت بھی مایا، علمی بھی مایا، آزادی بھی مایا۔ دنیا جادو ہے، مایا ہے اور کچھ نہیں۔

یہ ہے شنکر کا مایا واد جو کہ سماج کی ہر نا برابری اور ہر ظلم کو قائم اور برقرار رکھنے کے لیے زبردست تھیار ہے۔

مایا (جعل فریب) خدا سے کیسے لپٹتی ہے، شنکر اس سوال کو ہی غلط بتاتے ہیں۔ لپٹنا در حقیقت ہے ہی نہیں۔ سب سے عظیم اور ہمیشہ ایک جیسا رہنے والے برہم (خدا) پر جب اس کا کوئی اثر ہوتا اسے لپٹنا کہیں گے۔ ”مایا“ میں کوئی حقیقی نہیں، یہ تو علمی اور جہل کے سوا کچھ بھی نہیں۔<sup>(۱)</sup>

مادھوا چاریہ نے شنکر کے مایا واد کی زبردست تردید کی، جس کی تفصیل میں یہاں جانے کا موقع نہیں۔ اس میں دورائے نہیں کہ لفظ ”مایا“، ”غیر حقیقی پن“، کاظہار کرتا ہے اور یہ متنازع فیہ موضوع بن چکا ہے، غالباً اسی کے پیش نظر سوامی پر بھوپاد نے گیتا کے مذکورہ شلوک (4:6) کے ترجمہ سے لفظ ”مایا“ ہشادیا ہے۔ اور اس کی جگہ رسمی و صنعتی آدھی ویکھیں جس کے ترجمہ پر لکھا ہے۔<sup>(۲)</sup> جب کراصل شلوک میں ”مایا“ لفظ آیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسے آدھی ویکھیں جس میں ظہور کیا مراد ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے سوامی جی کہتے ہیں: شری بھگوان خود اپنے جسم میں ظہور

(1) ”دربان دیگر دیگر“، پृ. 819، کیتاب مہلان، سنسکریت 1992

(2) ”شیمद् भगवद्गीता यथारूप“، پृ. 164، پ्रکाशक: भवित वेदान्त बुक ट्रस्ट، बम्बई 1972

کرتے ہیں۔ عام جانداروں کی طرح جسم نہیں اختیار کرتے۔ صاحب معرفت انسان کو موجودہ جنم میں ایک طرح کا جسم حاصل ہوتا ہے اور جب اس کا پھر جنم ہوتا ہے تو دوسرا قلب اسے ملتا ہے۔ موجودہ عالم میں یہ متعین نہیں ہے کہ روح کس قلب میں اگلا جنم لے گی۔ وہ ایک قلب سے دوسرے قلب میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ مگر شری بھگوان (خدا) ایسا نہیں کرتے (۱)

یہاں یہ سوال از خود پیدا ہوتا ہے کہ خدا جب خودا پنے قلب میں ظہور کرتا ہے تو کیا وہ دنیا کے عام جانداروں کی طرح تکلیف اٹھائے گا جو کہ اس کی عظمت اور وقار کے منافی بات ہوگی؟ مایا وادی کہتے ہیں کہ وہ دنیوی تکالیف سے آزاد رہتا ہے۔ اور تکلیف بھی کسی جبکہ وہ مایا ہے! (۲)

شری جے دیال گوئی کا رقم طراز ہیں: بھگوان کا کسی بھی شکل میں ظہور ہونا اور پھر پس پر دہ چلے جانا۔ یہ جنم لینا یا مرنا نہیں ہے بلکہ محض ایک لیلیا (تفریحی عمل) ہے (۳) وہ ایک طرف تو مایا وادی کی تائید کرتے ہیں تو دوسری طرف اس سے تھوڑا ہٹ کر خودا پنے قلب میں خدا کے ظہور کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ وہ شری مدھاگوت گیتا کے اس شلوک (30-3-30) کو پیش کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ ”اے جان عالم (خدا)! شنگ، چلر، گد اور پڈم (کمل) کے حسن سے منور چار بازوں والی اپنی اس حسین روحانی صورت کو اب چھپا لیجیے۔“ جبکہ یہ بالکل واضح ہے کہ شری کرشن جی کی پیدائش عام انسانوں کی طرح دس ماہ تک رحم مادر میں ٹھہرنے کے بعد وقت مقررہ پر ہوئی اور انہوں نے ایام حمل کے دوران کافی تکلیفیں اٹھائیں۔ شری کرشن جی اپنے خدا کے حضور اپنی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

سماپ्त	مानुष	जन्म	खिनोऽहं	दुःखनाशन् ।
गर्भवासे	महदूदुखं	प्राप्त	मदनदाहक ॥	

—देवी भागवत पुराण (4-25-43/44)

یعنی اے تکالیف کا ازالہ کرنے والے! انسان کا جنم پا کر میں دکھی ہوں۔ اے کام دیو (جس کے دیوتا) کو جلا کر خاکستر کرنے والے! ایام حمل میں، میں نے کافی تکلیف اٹھائی ہے۔“

(۱) ”ش्रीमद् भगवद् गीता यथारूप”, پृ. 164, उक्त

(۲) ”शंकराचार्य”, پृ. 91, दी.ए.म.पी. महावेचन

(۴) ”गीता तत्त्व-विवेचिनी”, پृ. 176

شری کرشن جی کے اس اعتراف سے ایک تو ان کے خدائی خدمت گار ہونے کی بات کا اظہار ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ انھوں نے اپنی پیدائش سے پہلے بہت زیادہ تکلیفیں اٹھائیں۔ موصوف ”مہابھارت“ میں ایک مہاپُرش کی شکل میں بھی دکھائی پڑتے ہیں<sup>(۱)</sup>

خدا کے بارے میں یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ مگر ہر ایک چیز پر اسی کا کنٹرول ہے۔ یہ اس کی عظمت اور وقار کے بالکل منافی ہے کہ وہ دنیاوی جانداروں جیسی تکالیف برداشت کرے اور حقیقت سے پرے مایا (ٹرک / چھل - کپٹ) سے خود کو مجسم ظہور کرے۔ گینتا کے درج ذیل شلوک اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

ناہं پ्रکاشः सर्वस्य योगमायासमावृतः ।

मठोऽयं नाभिजानाति लोको मामजमव्ययम् ॥ (7:25)

شری بے دیال گوینکا نے اس شلوک کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

”اپنی یوگ مایا (کرشنائی طاقت) سے چھپا ہوا میں سب کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ جاہل، ناواقف عوام مجھ غیر مولود اور غیر فانی خدا کو نہیں جانتے یعنی مجھے پیدا ہونے والا اور مرنے والا سمجھتے ہیں<sup>(۲)</sup>“

مذکورہ شلوک (شعر) نے واضح کر دیا ہے کہ خدا کی پیدائش نہیں ہوتی، وہ اوتار نہیں لیتا۔ وہ اپنے نبی اور رسول بھیجا رہا ہے۔ اور حضرت ﷺ پر یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا۔



(1) ‘वैष्णव धर्म’, پृ. 32، परशुराम चतुर्वेदी، راجकمल پ्रकाशन

(2) ‘गीता तत्त्व-विवेचिनी’, پृ. 323



## اوخاروں کے درجے اور ان کی تعداد

اوخاروں کی زور دار تائید کرنے والے پُران ”شری مدھا گوت“ میں واضح طور سے آیا ہے: ”نیچپر (فطرت) کے تین اوصاف ہیں: سُتو، رنج اور تم (یعنی نفس مطمئنہ، نفس امارہ، جہل، انھیں تسلیم کر کے اس کا نات کی حالت، پیدائش اور قیامت کے لیے ایک لاثانی عظیم تر خدا ہی و شنو، برہما اور رُذر (یعنی شیو) یہ تین نام اختیار کرتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

اس شکوہ میں خدا کے ۳ نام بتائے گئے ہیں مگر ان کی مجسم شکل کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ جب کہ دیگر مقامات پر اس کے اوخار لینے کی بات کہی گئی ہے۔ کہا گیا ہے کہ آغاز آفرینش میں خدا نے مختلف عالموں کی پیدائش کی، خواہش کی، خواہش ہوتے ہی خدا نے ۱۶ خصوصیات (کالا اجوں) والے انسان کا اوخار (قالب) اختیار کر لیا۔<sup>(۲)</sup>

اس ٹھمن میں ۱۰ حواس (اندھیوں)، ۵ مادوں (بھوت) اور طبیعت (مَن): انھیں ۱۶ خصوصیات (کالا اجوں) کا نام دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ تمام خصوصیات اپنی حقیقت کے مطابق ہی قالب اختیار کرتی ہیں۔<sup>(۳)</sup> مطلب یہ کہ وہ وِشنو کا قالب اختیار کرتی ہیں مگر ان کی پُر نور پیدائشوں کی کہانی نہایت سربستہ رازدار نہ ہے۔<sup>(۴)</sup>

اوخاروں کے متعدد درجے ہیں جن میں سے کچھ نام اس طرح ہیں: پُرشا و اتار

(۱) (شری مدھا گوت: 23-2-1)، گیتا پریس گور کپور، طبع ۱۹۹۱ء

(۲) ایضاً (۱-3)

(۳) ایضاً (29-2-10)

(۴) ایضاً (29-3-1)

(پुरुषا واتار) ، گُنا واتار (گुणا واتار) ، لِنیَا واتار (لیلा واتار) ، شوئیَا ویشا واتار (شکریا ویشا واتار) ، اَزْچَا واتار (شکریا ویشا واتار) ، اُنْشَا واتار (انشیا ویشا واتار) ، یُگَا واتار (یوگا واتار) ، کُلَا واتار (کلاؤ واتار) وغیرہ، اس کے علاوہ وِیچھا واتار (وی�ھا واتار) اور اُخْزِنِیامی اوتار (انٹریامی اوتار) بھی ہیں۔ ان میں سے متعدد اوتاروں کا کائنات میں بالترتیب نزول ہوتا ہے<sup>(۱)</sup> ایشور (وشنو) کے مکمل اوتار کو ۱۶ خصوصیات (کلاؤ ہم) سے متصف سمجھا جاتا ہے اور رسولہ خصوصیات سے کم اوصاف رکھنے والے اوتار اُنْشَا واتار اور کُلَا واتار اور انہم نے جاتے ہیں<sup>(۲)</sup> لکھو بھا گوتا مر تم لکھو بھا گوتا مٹھ۔ نامے کتاب میں ۱۶ خصوصیات کا شمار درج ذیل شلوک میں کیا گیا ہے:

(۱) شری (۲) بُھو (۳) کُرْتی (۴) لِنیَا (۵) کُنْتی (۶) کاُنْتی (۷) وِدیَا (۸) وِیلا  
 (۹) اُنْکَرْشِنی (۱۰) گیانا (۱۱) کریا (۱۲) بُوگا (۱۳) پُر بُوی (۱۴) سُتیَا (۱۵) آُوگر ہا (۱۶) آیشنا<sup>(۳)</sup>

”ساتوٹھ میثھ“ (ساتھ تانٹر) نامی کتاب میں خدا کے اوتاروں کی درجہ بندی کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اوتاروں میں علم، تاثیر وغیرہ کے مکمل صورت میں ظہور پذیر ہونے کی بنیاد پر انھیں خدا کا مکمل اوتار، جزوی اوتار (انشیا واتار) یا ہنرمندانہ اوتار (کلاؤ واتار) کہا گیا ہے۔ اگرچہ تمام اوتاروں میں علم، خوبی، شجاعت وغیرہ موجودہ رہتی ہیں تاہم بعض اوتاروں کے کاموں میں علم، جرأۃ و بصالۃ وغیرہ خصوصیات کا اظہار مکمل طور پر نہیں ہوتا اسی لیے انھیں کُلَا واتار (ہنرمندانہ اوتار) یا اُنْشَا واتار (جزوی اوتار) کہا جاتا ہے۔ جس اوتار میں دولت و حشمت، علم، مذهب، رہبانیت، شہرت، عظمت اور کمال جیسی خصوصیات کا مکمل اظہار ہوتا ہے انھیں ”پُر زنا واتار“ (مکمل اوتار) کہا جاتا ہے۔ اس طرح مذکورہ خالص صفات سے متصف اور مملویا جزوی طور پر ظہور ہونے کے تسلسل سے انھیں پُر زنا واتار (مکمل اوتار)، انشا واتار (جزوی اوتار) یا کُلَا واتار

(۱) شری مد بھگود گیتا میتھا روپ

(۲) شری مد بھگوت (۱-3-28)

(۳) شریم: کیتھیریلا لیلاؤ کا نیٹھی ویڈھیتی ساتھ کم۔

ویملا دیا نویلے تا مُعْدَّ: پونڈ ششکتی: ۱۱

ویملا توکری ہنی جانا کیا یوگا تہی و ہ

پرہی ساتھا تہیشانانو ہنی نویسختا: ۱۱ ۱

-پوری خند شریکرूणامृत خند، شلوک 69 اور اس شلوک کی و्याख्यا ।

(ہنرمندانہ اوتار) کہا جاتا ہے۔<sup>(۱)</sup> اس کتاب کے مطابق مکمل طاقت کے چوتھے حصہ کو جزو (انش) سولہویں حصہ کو ہنر (کला) اور سو دیس حصہ کو غیر معمولی شخصیت (وی�وتی) کہا جاتا ہے۔<sup>(۲)</sup> اسی کتاب میں رام کو جزوی اوتار بتایا گیا ہے جبکہ کرشن کو مکمل اوتار پڑھرا یا گیا ہے۔<sup>(۳)</sup> آچاریہ شترنے گیتا کی شرح ”گیتا بحاشیہ“ میں شری کرشن کو انٹھا اوتار (جزوی اوتار) تسلیم کیا ہے۔<sup>(۴)</sup>

اوთاروں کے درجات سے آگئی حاصل کر لینے کے بعد فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر خدا کے اوთاروں میں کچھ ایسے اوთار کیوں ہیں جو ہنر اور اوصاف کے اعتبار سے کم تر ہیں؟ آخر خدا ظہور کر کے بھی کم تر کیسے رہ گیا؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اقتدار عالیٰ کی صورت میں ظہور کرے اور پھر بھی اس میں خامیاں ہوں؟ ایک معمولی انسان کی طرح وہ طرح طرح کی تکلفیں برداشت کرے اور لیلا (کرامات) کے نام پر اس سے ایسے اعمال منسوب ہو جائیں جو اس کی عظمت اور وقار کے شایان شان نہ ہوں اور پھر ایک دونیں، ایشور کے اوთاروں کا تانتاگ جائے گویا کوئی چیز اسی وقت ہوتی ہے جب وہ خود جسم اختیار کر لے۔ یہ بات معقول نہیں معلوم ہوتی۔ ”انٹھیا می اوتار“ نامے کتاب میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اس اوتار میں خدا کی کوئی ظاہری مجسم شخصیت نہیں ہوتی۔<sup>(۵)</sup>

رسول یا پیغمبر کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ خدا نے جسے چاہا، دوسرے کے مقابلے اسے زیادہ خوبیوں سے نواز اور اس کے درجات بلند کیے۔ قرآن میں ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَمِنْهُمْ مَنْ كَلَمَ اللَّهُ وَ

رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ

ترجمہ: ”ان رسولوں میں سے کسی کو ہم نے کسی پر فضلیت عطا کی۔ ان میں سے کسی سے تو اللہ نے ہم کلامی کی اور کسی کے درجات بلند کیے۔“<sup>(۶)</sup>

(۱) ”ساتھت-تتر“، ترییی پٹل، شلوک 27-33 ।

(۲) ”ساتھت-تتر“، ترییی، شلوک 9 ।

(۳) ”ساتھت-تتر“، ترییی، شلوک 27-33 ।

(۴) گیتا شانکر بھاٹ، (گورखپور سے پ्रکاشیت)، پृ. 14، اسमें کہا گया ہے: ”انشون کृष्ण: किल سम्बूभव“ ।

(۵) ”वैणव धर्म“، پृ. 58، परशुराम चतुर्वेदी، راجकमल پ्रकाशन ।

(۶) ”کुरआن مرجیع“، سوہ 2، آیات 253، اننیواد: مسلمانہ موسیٰ محدث فارسی خاں، پرانا شکر: مکتبہ اعلیٰ حسنیات، نई دہلی،

سنسکریت: 1993

### اوتابوں کی تعداد میں اختلاف:

ہندو دھرم گرنتھوں میں اوتابوں کی تعداد اور ان کے ناموں میں بڑا اختلاف ہے۔ تقریباً ہر مذہبی صحیفے کی اپنی الگ رائے ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ہی کتاب کے مندرجات میں یکسانیت نہیں ہے۔ ایک مقام پر کچھ آیا ہے تو دوسرے مقام پر کچھ اور۔ ایک حقیقت کی دوسرے مقام پر تردید ہو جاتی ہے۔

اوتابوں کو بھاگوت دھرم یا بھاگوت فرقہ نے فروغ دیا ہے۔ اس فرقہ کے خاص گرنتھ شری مد بھاگوت میں آیا ہے:

vorkjk ála[;s;k gis%RofuksjZk%A

�थाविदासिनः कुल्याः सरसः स्यु सहस्रशः ॥ (1-3-26)

یعنی ”جس طرح بڑے تالاب سے ہزاروں چھوٹے چھوٹے نالے نکلتے ہیں اسی طرح رشی، مُنی دیوتا، انسان، راجہ، فتوحات کرنے والے مہاراجہ وغیرہ جتنے بھی عظیم طاقتوں انسان ہوئے ہیں وہ سب بھگوان کے کلا اوتاب (ہمندی کے اوتاب لینے والے) اور انسا و تار (جزوی اوتاب) ہی ہیں۔<sup>(1)</sup>

کیا ان سب کے اچھے اور بُرے اعمال ایشور کی مایا مایا لیلا ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بُری وُش پُرانا (11-41: ہری وشنو پوران) میں بھی ایسا کہا گیا ہے کہ زمانہ قدیم میں ہزاروں اوتاب ہوئے ہیں اور مستقبل میں بھی ہزاروں ہوں گے۔ بھی بات مہا بھارت کے شانتی پُرپ (339-106) شان्ति پار (16-11/12) میں بھی ہے۔

مہا بھارت میں بھی اوتابوں کے ناموں اور تعداد میں یکسانیت اور تسلسل نہیں پایا جاتا۔ اسی شانتی پُرپ کے نارا بیهی اُش (نارا یونیک اंश) میں صرف چھا اوتابوں اور ان کے فرائض کا تذکرہ آیا ہے جن میں وَرَاه، نر سنگھ، وَمَنْ بھار گورام، دَشَ رَتْھِ رام اور سَاتُوْث کے نام آتے ہیں۔ ایک دیگر مقام (36-337) پر وَرَاه، نر سنگھ، وَمَنْ اور مَكْشِيَہ اوتاب (مَكْشِيَہ اور تار)۔ صرف ان چار اوتابوں ہی کا تذکرہ ہے۔ ”مگر تھوڑی ہی دور اور آگے چل کر ان اوتابوں کے ساتھ

(3) ”شیءیہ بھاگوات رہسیّ“، (پرثیم سکوندی)، پृ. 56، لेखک گیریधیر व्यास शास्त्री, व्यास बंधु, उदयपुर, 1972 । اُور ”شیءیہ بھاگوات“، پृ. 56، گیتا پ्रेस، गोरखपुर

ہنس، گورم (کوسم) متشیہ (مطہر) اور کلکلی کے نام بھی جوڑ کر ان کی تعداد دس کرداری گئی ہے<sup>(۱)</sup> ان میں سے بھی ابتدا کے ۳ نام شروع ہی میں آجاتے ہیں اور کرشن (ساتھی) کا شمار آخری اوخار کلکلی (کلکلی) کے ٹھیک پہلے کیا جاتا ہے<sup>(۲)</sup>

نارا بیتہ آٹش<sup>(۳)</sup> (نارا یونیو اंش) میں دس اوخاروں کے نام اس طرح آئے ہیں:  
ہنس، گورم، متشیہ (مطہر)، واراہ، نرسنگھ، وامن، رام بھارگو، دش تھی رام، ساتوت اور  
کلکلی<sup>(۴)</sup>

یہاں مہاتما بدھ جی کا نام نہیں ہے اور کرشن کو ساتوت کہا گیا ہے۔ آدی پُران (آدی پُران) میں واحد یوکوساتوت کہا گیا ہے۔ شری بھارندار کے مطابق ہری ونش پُران میں۔ واراہ، نرسنگھ، وامن بھارگو رام، دش تھی رام اور کرشن۔ ان چھ کا ہی ذکر ہے۔ وائیو پُران میں پہلے بارہ اوخاروں کا تذکرہ ہے جن میں سے کچھ کے نام شیو اور اندر کے اوخاروں میں سے معلوم پڑتے ہیں اور پھر دوسری جگہ ان کی تعداد صرف دس کرداری گئی ہے۔ جن میں وَتَّا تری (دत्तात्रेय) اور وید ویاس (वेद-व्यास) بھی آجاتے ہیں۔ وَتَّا پُران میں سب سے پہلے ان دس اوخاروں کا تذکرہ آتا ہے جو نمکورہ چھ کے علاوہ چار دیگر کو بھی جوڑ کر اس تعداد کو پورا کرتے ہیں اور جو تقریباً اسی شکل میں اب تک مشہور ہیں اور ان پُران (अस्ति पुराण) نے بھی اسی کا تتبع کیا ہے<sup>(۵)</sup>

### اوخار واد کی روایات۔ ایک جائزہ

ڈاکٹر شمشیر دیال اُستھی کی رائے کے مطابق ”بھگوان“ کے اوخاروں کی دو خاص روایات ہیں:

پہلا دشا و تار، اور دوسرا چوبیس اوخار کی<sup>(۶)</sup>

(۱) نارا یونیو उपاخ्यान، (339-77 سے 102)।

(۲) دس ابतاروں کی سੂ�ی کو مہا�ارات کے پूनا سंस्करण نے پ्रकشिप्त ठहرایا ہے۔ اس سंदर्भ میں اध्याय 326-71 اور 326-95 کی تিপ्पणیاں دेखیں جا سکتی ہیں।

(3) "Vaishanavism, Shaivism and minor religious systems", by : R.G. Bhandarkar, page : 59, Poona 1928.

(4) ہنس: کوئی شیع مतیو شیع پ्रاٹھاریو دھی جو تمسق واراہیو نہیں ساہنے رام اے و چ رامو داشرथی شیع ساتھی: کلکلی رے و چ ॥ - شانتی پار्व (339-101)।

(5) بھاندارکار کی ڈپریکت پुस्तک کے پृष्ठ سانچہ 59 سے ہیں ڈرڈھریت ।

(6) ”ویدک منکرتی اور درشن“ ص ۱۰، سرسوتی پکاشن پرک مندر، الہ آباد، ایڈیشن ۱۹۷۸ء

مگر دشاوتار (یعنی دس اوتاروں) اور چوبیس اوتاروں کے ناموں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ دھرم گرنتوں میں کہیں ۱۶، کہیں ۳۲ تو کہیں ۳۰ یا کچھ اور اوتار کے نام ملتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم دشاوتار کو لیتے ہیں۔ اس کے سلسلے میں کچھ باتیں اوپر آچکی ہیں۔

دس اوتاروں کے نام مہا بھارت کے علاوہ واراہ پُران (۱۷-۴۲، ۴۸-۵۵) تا ۳۶-۴۷ اور ۷ (۳۷)، مئیسہ پُران ۶-۷، ۲۸۵ (زرنگھ پُران، باب ۳۶)، پدم پُران (۱۳-۶، ۴۳-۱۵) اور اگنی پُران (۱۶-۲) میں وارد ہوئے ہیں۔ ان مذہبی کتب میں درج ناموں میں زیادہ عدم یکسانیت نہیں ہے مگر کہیں کہیں ترتیب میں روبدل ضرور ہوا ہے۔

دشاوتار کے تذکرہ میں عام طور پر درج ذیل نام لکھے جاتے ہیں: (۱) مئیسہ (۲) گُورم (۳) واراہ (۴) زرنگھ (۵) وامن (۶) پرشورام (۷) رام (۸) کرشن (۹) بدھ (۱۰) ملکی (۱) دشاوتار کی ایک ساختھ پوجا کا بھی نظام ہے۔ قابل ذکر ہے کہ شری مدھگود گیتا میں کرشن اور رام کو چھوڑ کر دشاوتاروں میں کسی کا نام نہیں آیا ہے۔ اس کے دسویں باب کے ۲۶ ویں شلوک میں رام کے بارے میں کہا گیا ہے: *لیجی مسخ لوگوں میں، میں رام شاس्त्रभूततामहम्*۔ ہوں: (۲)

وایو پُران میں دشاوتاروں کا تذکرہ دوسری طرح ہوا ہے۔ اس میں ترتیب اور نام بالعوم بدل گئے ہیں۔ اس سے متعلق شلوک اس طرح ہے:

�र्मान्नारायण स्तस्मात्भूतोश्चाक्षुषेऽन्तरे ।  
यज्ञं प्रवर्तयामास चैत्ये वैवस्वतेऽन्तरे ॥  
द्वितीयो नरसिंहोऽमृद्र द्रसुरपुरस्सरः ।  
बलिसंस्थेषु लोकेषु व्रतायां सप्तमेयुगे ।  
दैत्येस्त्रै लोक्याक्रान्ते तृतीयो वामनोऽभूत् ॥  
व्रतामुगे तु दशमे दत्तात्रेयो बभूव ह ।  
नष्टे धर्मे चतुर्थश यामार्काडेय युरस्सरः ।  
पंचमः पञ्चमदशम्यां तु त्रेतायां संबभूव ह ।  
मान्धाता चक्रवर्तित्वे तत्यौ उत्थ्यपुरस्सरः ।  
एकोनविंशे व्रतायां सर्वक्षत्रान्तकोऽभूत् ।

(۱) ”ہندو دھرم کوش“ ص ۵۳، ایڈیٹر: ڈاکٹر راج بلی پانڈے، اتر پردیش ہندی سنسختان، ۱۹۷۸، اور ”ہندو دھرم

پر تیک پر تیک دھرم پاریچय ص: ۳۸، ۳۸، گوری ہر پر کاشن، دلی، ۱۹۹۱ء

(۲) شری مدھگود گیتا ملکی پوپ (شیوا ملکی) صفحہ: ۳۸۸

जागदग्न्यस्तथा षष्ठो विश्वामित्र पुरस्सरः ।  
 चतुर्विंशे युगे रामा वशिष्ठेन पुरोधसा ॥  
 सप्तमो रावणस्यार्थं जड़े दशरथात्मजः ।  
 अष्टमो द्वापरे विष्णुरच्छविंशे पराशरात् ।  
 वेदव्यासस्ततो जड़े जातूकर्णपुरस्सरः ॥  
 तथैव नवमो विष्णुरदित्यां कश्यपात्मजः ।  
 देवक्यां वसुदेवान् ब्रह्मगाम्य पुरस्सरः ॥  
 अस्मिन्नेव युगे क्षीणे संध्याशिल्पे भविष्यति ।  
 कल्कि विष्णुयशा नाम पराशर्यः प्रतापवान् ।  
 दशमो भाव्यः संभूतो याज्ञवल्क्यपुरस्सरः ॥

—वायु पुराण, अध्याय 98, श्लोक 68-104

**مذکورہ شلوکوں کا ڈاکٹر گنور لال نے حسب ذیل ترجمہ کیا ہے:**

”چاکُشش مَؤْثِرٌ<sup>(۱)</sup>“ (ایک خاص زمانہ) میں دھرم<sup>(۲)</sup> سے نارائن کا اوتار ہوا جنہوں نے ویسُوت مَؤْثِرٌ<sup>(۳)</sup> SoLore عوUrj میں ”یکیہ کاچینیہ“ (یکیہ شala) کا آغاز کیا۔ رُدَر کو آگے کر کے وشنو کے دوسراے اوتار ترنسنگھ ہوئے۔ ساتویں تریتا یگ<sup>(۴)</sup> میں جب دنیا بکی راشش کے تابع ہو گئی تو تیسرا اوتار ”وَمَن“ کا ہوا۔ دسویں تریتا یگ میں مارکندیہ پُرسنگ کا چوتھا اوتار دُتا تریتیہ<sup>(۵)</sup> کا ہوا۔ اس وقت مہب پر زوال آگیا تھا۔ پندرہویں تریتا یگ میں پانچواں اوتار چکرورتی ماندھاتا کا ہوا جن کے پروہت اُنچھیہ آنگریز<sup>(۶)</sup> میں جام دُگنیہ پُرشورام انسیویں تریتا یگ<sup>(۷)</sup> میں تمام چھتریوں کا خاتمه کرنے والے جام دُگنیہ پُرشورام کا چھٹا ویشو اوتار ہوا۔ اس وقت گوشکن و خوانہ اُن کے پروہت (پیر) تھے۔ چوبیسویں تریتا یگ میں وَسَسْطُھ پروہت کی موجودگی میں ساتواں اوتار دشترتھی رام کا ہوا جنہوں نے راون کو قتل کیا۔ اٹھائیسویں یگ میں پاراشر سے جاؤ کرنیہ پُرسنگ ویاس<sup>(۸)</sup>

(۱) مَؤْثِر سے مراد اکابر چتر یگیوں کا زمانہ جو برہما کے ایک دن کے چودھویں حصہ کے برابر تسلیم کیا گیا ہے۔

(۲) نالاندا विशाल शब्द सागर पृ. 1059।

(۳) ایک خاص دینتا کا نام جن کی پیدائش برہما کے دائیں پستان سے ہوئی تھی، برہما نے کائنات میں انسانوں کو پیدا کرنے کے لیے جو پانچ چیزوں میانی تھیں ان میں سے دھرم ایک تھے۔ ان کی ۱۳ بیویاں تھیں جو کہ دُش (دش) کی بیٹیاں تھیں۔ (۴-۷-24, 28-31, 15-77) : 3-12-25, 4-1-48-49, विष्णु पुराण : भागवत पुराण ।

(۵) پُرانوں میں ان کی بیویوں میں فرق ہے۔ تیرہویں دواپر (کائنات کی عمر کا تیسرا دور) کے دیاس کا نام دھرم نارائن تھا جو اس وقت تھے جب وشنو کا بابی (बालि) نام کا اوتار ہوا۔ (वायु पुराण: 23-158)

کا آٹھواں اوتار ہوا۔ اسی زمانے میں کشیپ ولد اوتھنی رُو پنی دیو کی میں واسدیو کرشن کا نواں ویشنو اوتار ہوا جن کے پروہت گاگیہ رشی ۲۸۷۲ کے تھے۔ گنج کے اختتام پر وشنو کا دسوال اوتار کلکی وشنویشا ۱/۴ کے نام سے ہوا جو پراشر گوت (خاندان) کے براہمی تھے اور یا گیہ ولکیہ نام کے کوئی ان کے پروہت (پیر) تھے<sup>(1)</sup> اس پر ان میں کلکی اوتار کے آچنے کی بات آئی ہے جب کہ دوسرے پرانوں میں اس اوتار کے مستقبل میں آنے کی بات کہی گئی ہے۔

جس طرح واپس پر ان میں دس اوتاروں کے نام اور ان کی ترتیب میں اختلاف ہے اسی طرح برہمنا غنڈ پر ان ۲/۱[3-73-75] میں اس سے مختلف نام دیے گئے ہیں۔ تعجب ہے کہ دس اوتاروں کی چرچا شری مدھا گوت پر ان میں نہیں دکھائی پڑتی۔ اس میں تین الگ الگ ابواب میں اوتاروں کا تذکرہ ہے۔ اس ایک مقام پر (۹) اوتاروں کا تذکرہ ضرور آیا ہے جن کے نام اس طرح ہیں: مشیہ ۱/۶، بیشیرس ۱/۷، گورم، سوکر، نرنگھ، پرڈمن ۱/۸، آڑڈھ ۱/۹، بدھ اور کلکی ۱/۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹ اور شلوک تک۔

مشیہ پر ان میں اگرچہ تین مقامات (285-6, 7) پر اور ۱۵-۵۴ تا ۱۹ اور ۳۴۰-۴۷-۲۳۷ پر دشادوار کا تذکرہ آیا ہے مگر اس میں یکسانیت نہیں ہے۔ ایک مقام (47-106) پر تو صرف سات اوتاروں ہی کے نام دیے گئے ہیں۔ یہ نام درج ذیل ہیں: دشادوار ۱/۱۰، ماندھاتا، جام ۱/۱۱، بھارگو رام، دشتری نام، وید ویاس، بدھ اور کلکی۔ اسی پر ان میں ایک دیگر مقام (99-14) پر بارہ اوتاروں کا تذکرہ ہے۔

پرانوں کے علاوہ شنکرا چاریہ کی تصنیف ”پُرچُخ سار تھتر ۲/۱“ کے صفحہ ۵۹-۲۰ میں ان اوتاروں کے ناموں کا ذکر ہے مگر ان میں بدھ کا نام نہیں ہے۔ یہ نام درج ذیل ہیں: مشیہ، گورم، واراہ، نرنگھ، قبض، بھارگو رام، دشتری رام، بلرام، کرشن اور کلکی۔

چھمیزہ رہ ۱/۱۱۶ نے جو ۱۰۴ء میں ”دشادوار“ نام کی کتاب لکھی ہے، اس میں مہاتما بدھ بھی اوتاروں میں شامل کیے گئے ہیں۔ اسی طرح جے دیو کے ”گیت گووند“ (بارہویں

(1) ”ઇતیھاस پुराण साहित्य का इतिहास“, पृ. 119, 120, इतिहास विद्या प्रकाशन, दिल्ली, संस्करण : मई 1978

صدی) میں بدھ کو اوتار سلیم کیا گیا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ساتویں صدی کے کچھ پرانوں میں بدھ جی کی نذمت کی گئی ہے مگر بعد میں انھیں اوتار مان لیا گیا۔

### چوبیس اوتار کی روایت

عہد حاضر کے مصنفین نے اگرچہ اپنی تصانیف میں چوبیس اوتار کی روایت کا تذکرہ کیا ہے اور ان اوتاروں کا نام بھی لکھا ہے لیکن کسی پُرانا یا ہندو مذہبی کتاب میں ان چوبیس اوتاروں کی روایت کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اس میں دورائے نہیں کہ پرانوں ہی میں اوتاروں کا تفصیل سے ذکر آیا ہے مگر ان میں تنوع پایا جاتا ہے۔ معاصر مصنفین نے بھی ر/۲۳ اوتاروں کی جو فہرست پیش کی ہے ان میں ناموں اور ترتیب میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ ڈاکٹر راج بلی پانڈے کے مطابق اوتاروں کی تعداد حسب ذیل ہے:

- ۱- نارائن ، ۲- برہما (خلق کائنات) ، ۳- سنگ- سنت گمار سناتن
- ۴- lud&luUnu&luRdqekj&luKru ۱/۲
- ۵- گل ۱/۲
- ۶- دشا تری ۱/۲
- ۷- سیش ۱/۲
- ۸- گر ۱/۲
- ۹- رشک ۱/۲
- ۱۰- پرٹھو ۱/۲
- ۱۱- مٹیہ، ۱۲- گورم، ۱۳- نہس، ۱۴- دھنو تری ۱/۲
- ۱۵- وامن، ۱۶- پرشورام
- ۱۷- موہنی، ۱۸- نرسنگھ، ۱۹- وید ویاس، ۲۰- رام، ۲۱- برام، ۲۲- کرشن، ۲۳- بودھ، ۲۴- کلکی ۱/۲

ڈاکٹر شمسہر دیال اوتھی کے مطابق ر/۲۳ اوتار درج ذیل ہیں:

- ۱- پونہ ۱/۲
  - ۲- سوگر، ۳- نارائن، ۴- کل، ۵- دشا تری، ۶- یکیہ، ۷- رشک، ۸- کچھپ ۱/۲
  - ۹- پرٹھو ۱/۲
  - ۱۰- دھنو تری، ۱۱- نرسنگھ، ۱۲- وامن، ۱۳- پرشورام، ۱۴- دھر و پری ہری ۱/۲
  - ۱۵- رام، ۱۶- کرشن، ۱۷- برام، ۱۸- ویاس، ۱۹- بودھ، ۲۰- کلکی، ۲۱- گریو، ۲۲- گچیدر دو دھارک ہری ۱/۲
  - (2) ۲۳- نہس (۲)
- قابل ذکر بات یہ ہے کہ اوتھی جی اگرچہ لکھتے تو یہ ہیں کہ بھاگوت ۲.۷۷ میں بھگوان کے

(1) "ہندو دharma ش"، پ ۵۴।

(2) "वैदिक संस्कृति और दर्शन", प ۱۱۰

درج ذیل ۲۳/اوخار بتائے گئے ہیں مگر انہوں نے صرف ۳۳/اوخاروں ہی کا ذکر کیا ہے کیوں کہ بھاگوت پُران میں ۲۳/اوخاروں کا تذکرہ ہے، ہی نہیں، اور اس حوالے میں پہلا اوخار واراہ (خزیر) کا ہے جب کہ اوستھی جی نے اسے دوسرا مقام دیا ہے۔ اس پُران میں ۲ مقامات پر ۲۳/اوخاروں کے نام آئے ہیں اور ایک مقام پر ۲۳/اوخاروں کے نام ہیں۔ ان میں برخلاف ہے۔

”ہندو دھرم پرستی“ (ص: ۲۷-۲۸) پر درج ہے کہ پرانوں کے مطابق وشنو کے ۲۳/اوخار ہیں مگر کسی پُران کا حوالہ نہیں دیا جاتا۔ ۲۳/اوخاروں کا جو شمار کیا گیا ہے وہ بھی مذکورہ ناموں اور ان کی ترتیب سے مختلف ہے۔ اور وہ اس طرح ہے:

۱- برہما، ۲- واراہ، ۳- ناراد، ۴- نارائن، ۵- گپل، ۶- دَثَاثِرِیَّ، ۷- لیکش<sup>۱/۴۷۷</sup>،  
۸- رِشْمَه<sup>۱/۴۷۸</sup>، ۹- پُرٹھو، ۱۰- مُنیسیہ، ۱۱- گُورم، ۱۲- دَھَنُوُتَرِیَّ، ۱۳- موہنی،  
۱۴- نَزَنَگَه، ۱۵- وَامَن، ۱۶- پُرُشُورام، ۱۷- ویدویاس، ۱۸- رام، ۱۹- لُکْرام، ۲۰- کرشن، ۲۱- بُدَھ، ۲۲- مُکَلَّی، ۲۳- بُنَس، ۲۴- گز<sup>۱/۴۷۹</sup>۔

یہ بات ناقابل فہم ہے کہ پرانوں یا کسی دیگر گزتھ میں جب ۲۳/اوخاروں کا شمار نہیں ملتا تو آخر کیوں یہ روایت قائم کی گئی؟ اس کی کہیں کوئی بنیاد نہیں ملتی، پھر اوخاروں کے ناموں اور ترتیب میں بہت زیادہ فرق بھی ہے۔

اس لیک سے ہٹ کر بھی اگر غور کریں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اوخاروں کے بیان میں کسی بھی نظریہ سے یکسانیت نہیں ہے۔ اس ضمن میں کچھ چیزیں پہلے آچکی ہیں۔ البتہ چند چیزوں کی طرف یہاں اشارہ کیا جا رہا ہے۔ شری مدھاگوت میں کئی مقامات پر وشنو کے اوخاروں کا تذکرہ آیا ہے۔ اس پُران کے پہلے باب (اسکندر) میں اوخاروں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جس میں ۲۲/اوخاروں کا تذکرہ ہے۔ اس باب میں پہلا اوخار سَنَگ - سَنَدَن - سَنَدَن - گُمار، سَنَان  
کا بتایا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ خدا نے پہلے کوئی مار سرنگ میں ان چارہ ہمنوں کی شکل میں اوخار لے کر نہایت مشکل مسلسل برہم چڑیہ<sup>۱/۴۸۰</sup> (تجدد) کی زندگی گزاری<sup>(۱)</sup>

(1) س اے پرथم دے دے: کاؤما ر سارما اسٹیٹ: | چھار دشوار براہمی مخہنڈت م-(1-3-6)

اسی پُران کے دوسرے باب (اسکنڈھ) میں پہلا اوخاروا راہ کا بتایا گیا ہے<sup>(۱)</sup> جبکہ گیارہویں باب کے ایک مقام<sup>11.4.3</sup>; پر نارain کو پہلا اوخار بتایا گیا ہے۔ اس باب میں ۱۲ اوخاروں کا تذکرہ ہے۔ دوسرے باب کے ساتوں ذیلی باب میں جہاں ۲۲ اوخاروں کے نام آئے ہیں انھی اوخاروں میں دھڑو اور پٹھو کے نام آئے ہیں۔ یہ نام کسی دیگر مقام پر نہیں ملتے۔ ہری نش پُران میں ۳ بار وشنو کے اوخاروں کی فہرست ملتی ہے، مگر درج ذیل چارت سے واضح ہے کہ اس میں یکسانیت کا فقدان ہے:

۱۔ پُشکر، واراہ، نر سنگھ، وامن، دَتَّا تری، پرشورام، رام، کرشن، ویدویاس، مکلی<sup>1.41</sup>۔

۲۔ وامن، نر سنگھ، پرشورام، واراہ، هونی، رام، کرشن<sup>2.22</sup>۔

۳۔ واراہ، نر سنگھ، وامن، پرشورام، کرشن<sup>2.48</sup>۔

۴۔ واراہ، نر سنگھ، وامن، رام، کرشن<sup>2.71</sup>۔

وشنو پُران میں ایک مقام<sup>1.4.7</sup>; اور<sup>(۸)</sup> پر پُجا پتی کے منشیہ، گُوزم اور واراہ اوخاروں کا تذکرہ ہے جبکہ ایک دیگر مقام<sup>1.9.143.144</sup> پر وشنو کے آدیتیہ، بھارگو، رام اور کرشن نام کے اوخاروں کی فہرست دی گئی ہے۔ اسی پُران میں<sup>1.9.139.41</sup> میں آیا ہے کہ لکشمی، وشنو کے اوخاروں میں ان کے ساتھ آتی ہیں۔

پُرانوں کے علاوہ دوسری کتابوں میں اوخاروں کی تعداد میں مزید اضافہ نظر آتا ہے۔ اہر بُدھنیہ سنگھتنا<sup>1/4</sup> ۵.۵۰<sup>۱/۴</sup> ۵۷ تا<sup>۱/۴</sup> میں واسدیو کے ۳۰ اوخاروں کے نام آئے ہیں۔ ان کی فہرست ڈاکٹر اٹو شریڈر نے اپنی تصنیف ”بنج ران<sup>۱/۲</sup>“<sup>۱/۲</sup> اور اہر بُدھنیہ سنگھنا، کی تمهید میں پیش کی ہے<sup>(۲)</sup>

”وید اُنٹ درشن“<sup>1.2.۷</sup> کے مطابق بھگوان کے خاص اوخار ۳۹ ہیں۔ البتہ کچھ اہل علم حضرات نے ۲۸ اوخار بتائے ہیں۔

اوخاروں کے سلسلہ میں قابل ذکر ہے کہ صرف وشنوہی اوخار نہیں لیتے بلکہ دوسرے دیوتا بھی اوخار لیتے ہیں۔ شیو، کرشن، سورج، ہنومان، لکشمی، آگنی وغیرہ اوخار لیتے ہیں۔ دیویاں بھی

(1) (2-7)

(2) ”آہینہ عجیب سہیتا“، (دو جیلدوں مें) ادیوار (مدراس)، ۱۹۱۶।

اوہاریتی ہیں، دانوں  $\frac{1}{4}$  بھی اوہار لیتے ہیں، والوں پُران (باب ۳۳) میں شیو  $\frac{1}{4}$  کے ر/۲۸ اوہاروں کا نام آیا ہے۔ شیو پُران (باب: ۱۹، ۲۰) کے مطابق ہنومان شیو کے اوہار تھے، گورکھ ناتھ جی کا شمار بھی شیو کے اوہاروں میں ہوتا ہے۔

سوامی پر بھو پاد کے مطابق: اپندر، مہا بھارت، شری مد بھاگوت وغیرہ مستند شاشتروں (ہندوشریعت کی کتب) کے مخفی رازوں میں خفیہ طور سے شری چندر کی مہا پر بھو کو بھگوان شری کرشن کا اوہار قرار دیا گیا ہے<sup>(۱)</sup> اسی طرح رام داس جی کو لوگ ہنومان کا اوہار مانتے ہیں<sup>(۲)</sup>

تمبکار گا چاریہ  $\frac{1}{4}$  سورج کے، اور وَلَبْحَا چاریہ، اُنی کے اوہار تسلیم کیے جاتے ہیں۔ (بھرث) اور شتر گھن کو بھی شنکھ اور سدرش چکر کا اوہار ٹھہرایا گیا ہے۔ ”آڈھیا تم راماين“ ۳.۲.۱۶; ۱.۴.۱۸<sup>۳</sup>; آنند راماين  $\frac{1}{4}$  Rkskrk  $\frac{1}{4}$  ۹.۶.۱۶<sup>۴</sup>; رام رہمیہ (باب ۳)، پدم پُران (اتر کھنڈ ۲69.934495) اور سَمَيُو پاکھیان  $\frac{1}{4}$  Aksakjstqj  $\frac{1}{4}$  میں ایسی ہی بات ملتی ہے، اوہاروں کے سلسلہ میں دیگر مثالیں بھی ملتی ہیں۔ یہ اوہار دوسرا فرقہ سے افضل ثابت کرنے کے جذبہ اور مقابلہ آرائی کا نتیجہ معلوم ہوتے ہیں گرہ اوہار واد کے تختیل نے مذہب کو دلچسپ بنانے کرتے ہواروں اور مذہبی گرم کا نہ دوں (رسوم اور اعمال) کے اضافے میں کافی مدد کی۔ ”ر/اوہار“ نام کا ایک مقام قابل ذکر ہے جو اونکار یشور  $\frac{1}{4}$  سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر دور ہے۔ وہاں پوشنوکے ر/اوہاروں کی مورتیاں ہیں۔

★ ★ ★

(1) ”شیمद्भगवद्गीता यथारूप“, پृ. 168।

(2) ”विश्व प्रसिद्ध धर्म, मत एवं सम्प्रदाय“, پृ. 38, پुस्तक महल, 1980।

## خدا کا اوتار کیوں؟

وشنو کے اوتار لینے کی بات زیادہ مشہور ہے۔ وشنو کو خدا مانا جاتا ہے۔ اوتار کی تائید کرنے والی تمام مذہبی کتب میں وشو کے اوتار کا بالعوم تذکرہ آیا ہے<sup>(۱)</sup> مگر وشنو نے کیوں اوتار لیا اس کا کوئی ایک جواب نہیں ملتا۔ اوتار کی بالعوم سو جھیں بتائی جاتی ہیں:

۱- مذہب کا احیاء اور انسانوں کو تکلیفوں سے نجات دینا۔ (گیتا ۴:۷)

۲- دعا دینے کی وجہ سے وشنو کو جنم لینا پڑا، اور

۳- بد دعا کے سبب بھی انھیں جنم لینا پڑا۔

ان میں سے پہلا سبب تو معقول ہے۔ خدائی احکام اور تعلیمات میں جب تغیر واقع ہو جاتا ہے یا ان میں آمیزش ہو جاتی ہے جس کے سبب سماج میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو خدا اپنے احکام اور اپنی تعلیمات کو یعنی مذہب کو اس کی اصل شکل میں اوتاروں کے توسط سے لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان کی رہنمائی کرتا ہے، مگر اس کام کے لیے خدا کو خود قالب (جسم) نہیں اختیار کرنا پڑتا بلکہ وہ یہ کام اپنے پیغمبروں، رسولوں اور اوتاروں (صحیح مفہوم میں) کے ذریعہ کرتا ہے۔ یہ حقیقت گزشتہ صفحات میں تفصیل کے ساتھ پیش کی جا چکی ہے۔

وہ صرف ہندوستان ہی میں اپنے پیغمبر (اوთار) نہیں بھیجا رہا ہے بلکہ ساری دنیا میں اس کے رسول یا پیغمبر آچکے ہیں۔ ہندو دھرم گرنتھوں میں جن اوتاروں کے نام آتے ہیں ان میں سے

(۱) وینو فرقہ کے علاوہ دوسرے فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھی اپنے معبودوں اور اپنی قابل پرستش شخصیات کو اوتار تسلیم کیا ہے جس کا سبب غالباً وشنو اوتار کی عظمت ہے۔

بیشتر کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ اسے انسانیت کی بُدھمتی ہی کہیں گے کہ رسولوں اور پیغمبروں کو ان کے تبعین نے بر بنائے جہالت و عقیدت خود انھی کو خدا یا خدائی میں شریک ٹھہرالیا اور وہ بھی انھی معبودوں میں شامل کر لیے گئے جن کی تردید اور مخالفت میں انھوں نے ساری زندگی لگا دی تھی۔ تمام رسولوں اور پیغمبروں نے ایک خدا کی طرف لوگوں کو بلا یا اور اپنے قول و عمل سے انسانوں کو سچائی کا راستہ دکھایا۔ اس پرستم ظریفی یہ ہے کہ لوگ انھیں خدا سمجھ بیٹھے یا یہ مان لیا کہ خدائی میں وہ بھی حصہ دار ہیں جبکہ ان میں کچھ بھی سچائی نہیں۔ وہ تو بس خدا کے بھیجے ہوئے رسول یا پیغمبر تھے، خدا یا خدائی میں شریک کوئی شخصیت نہیں۔

### داد دینے کی بنابر اوتار

اوخار لینے کا دوسرا سبب و شنوی جو کے ذریعہ دی گئی دعا بتایا جاتا ہے۔ شروع شروع میں گشیپ - آدیتی (کشیپ-آدیتی) جوڑے کا وامن اوخار کے ساتھ تعلق سمجھا جاتا تھا مگر بعد میں رام اور کرشن کی کہانیوں کے ریفارنس میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ گشیپ، برماء کے پوتے اور مرپیجی (مرپیچی) کے بیٹے تھے۔ دش (دکش) کی ۱۳/بیٹیاں ان سے بیا ہی تھیں<sup>(۱)</sup> ان کی بیویوں میں آدیتی، وینتا (خاتما)، کرودھا (کروधا)، ارا (ارا)، والا (الا)، وغیرہ شامل ہیں۔ والیو پران (65.115.17) کے مطابق دش اپنی بیٹیوں کی وجہ سے ایک بار جب غضباناک ہو گئے تو انھوں نے ”گشیپ“، ایک قسم کی شراب (پی لی جبھی سے وہ گشیپ کھلانے لگے۔

مہا بھارت کے آدی پرب (1-27) پر آدی دی میں گشیپ اور وینتا کی تپسیا (ریاض) کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں انھیں دونزینہ اولادیں آرلن اور گرزن (جرلن اور گرلن) حاصل ہوئیں۔ آدیتی (آدیتی) کی عبادت اور ریاضت کا تذکرہ مہا بھارت میں بھی جا بجا ملتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ وشنو کی ماں بن سکیں (3-135، 26، 27، 3-83)۔ منشیہ پران (9-243) میں بھی آدیتی کی تپسیا کا تذکرہ ہے۔ ہری دش پران (3-67...69) میں دیوتا، گشیپ اور آدیتی مل کر ایک ہزار سال تک تپسیا کرتے ہیں اور وشنو سے یہ دردان (دعا) لیتے ہیں کہ وہ وامن کی شکل میں

(۱) بھاگوت 4-1-13، 4-1-7، 3-14، 3-2-31، 4-1-20 (براہماण्ड پران) پورا�، برمائند پران

63:41 (مत्स्य پوراण)

ادیتی کے رحم سے پیدا ہو کر بلی (بھلی) کو شکست دیں گے۔ وامن پُران (باب ۲۸ تا ۳۳) اور ولمسکی راماین کے ”دُکْشِنَاتُيْهٗ پاٹھ (20-10-1-29) (داشکشانات्य पाठ) میں بھی گشیپ اور ادیتی کی تپسیا اور نمکورہ دعا کی وجہ سے وامن کی شکل میں وشنو کے اوتار کا تذکرہ ہے۔

ادیتی کو دیوتاؤں کی ماں کہتے ہیں (متھیہ پُران 15-179)۔ شری کرشن جی کی ماں دیوکی کو انھی کا اوتار تسلیم کیا گیا ہے (بھاگوت 3.1.33)۔ برہم وَبُؤزُتُ پُران (47-9) [کرشن جنم کھنڈ ۸، برہما نٹ پُران 200-71-2] اور متھیہ پُران (1-47) میں گشیپ ادیتی کو سود یو دیو کی بتایا گیا ہے۔ اسی طرح رام پچھڑت مائس (187-1)، کشمیری راماین (ایودھیا کا نڈ 13) اور آڈھیا تم راماین (بال کھنڈ 32-3-24، 3-32) میں گشیپ ادیتی کے دشتر گھنٹہ کو شلیا (رام کے والدین) کی شکل میں ظہور کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ کر تی واس راماین (کھنٹی واس راماین) بال کا نڈ 39 رکھ میں وشنو، گشیپ ادیتی کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے دیوتاؤں سے کہتے ہیں کہ دشتر گھنٹہ اور کو شلیا نے میری خدمت کی ہے اور میں ان کو یہ وعدہ کر چکا ہوں کہ میں تمھارے گھر پیدا ہوں گا۔ پُرانوں میں گشیپ ادیتی کی کہانی مٹو شٹ روپا سے بھی جوڑی گئی ہے۔ چنانچہ پدم پُران کے اتر کھنڈ، باب 269 رکھ میں آیا ہے کہ سوامِ بھو مٹو (س्वायंभुव मनु) <sup>(۱)</sup> نے ایک ہزار سال تپسیا (ریاض) کر کے وشنو سے یہ وردان (دعا) لی کہ وشنو تین جنموں میں ان کے بیٹے بن جائیں اس لیے سوامِ بھو مٹو شٹ روپا باری باری دشتر گھنٹہ کو شلیا، وسد یو دیوکی اور گلگج میں سنبھل گاؤں کے برہمن ہری گپت اور دیو پر بھا کی شکل میں ظہور کرتے ہیں۔

بھاگوت پُران یا شری مد بھاگوت (43-32-3-10) میں آیا ہے کہ سُتپا (منو کے بیٹے) اور پُرشنی (پृشی) نے دیوتاؤں کے ساتھ بارہ ہزار سال تک سخت ریاض کیا۔ بھی سو کھے پتے کھائے تو کبھی ہوا پی کر زندہ رہے۔ انہوں نے بھگوان سے ان کے جیسا بیٹا ناگا تو بھگوان کو خود ان کا بیٹا بننا پڑا اور وہ پرشنی گر بھ (پृشین گرمی) کے نام سے مشہور ہوئے۔ سُتپا-پُرشنی نے تو صرف ایک بیٹے کی مراد مانگی تھی مگر بھگوان تین جنموں تک ان کے بیٹے بننے رہے۔ پہلے جنم میں ”پرشنی گر بھ“ کے روپ میں، دوسرا جنم میں ادیتی - وَسَدِيُو (گشیپ) کے بیٹے وامن یا اپنڈر کی

(۱) پُرانوں کے مطابق چودہ مٹوں میں سے پہلے منوجا ز خود پیدا ہوئے بڑھا سے پیدا ہوئے مانے جاتے ہیں (متزم)

شکل میں اور تیرے جنم میں دیوکی۔ وسدیو کے بیٹے کرشن کے روپ میں بھگوان کو جنم لینا پڑا۔  
یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک بار جنم لینے کی جب دعائی گئی تو تین بار جنم لینے کا کیا  
جواز ہے؟ اس کا جواب گیتا پر لیں، گورکھپور سے شائع ہونے والی ”شری مد بھاگوت“ کے صفحہ  
۷۱۳ پرفٹ نوٹ میں اس طرح دیا گیا ہے:

”بھگوان نے سوچا کہ میں نے انھیں یہ دعا تو دے دی کہ تمھارے یہاں میرے ہی جیسا  
بیٹا پیدا ہو گا مگر میں اس کی یہ مراد پوری نہیں کر سکتا کیوں کہ ویسا کوئی ہے ہی نہیں، اور اگر کسی کو کوئی  
چیز دینے کا وعدہ کر کے نبھانہ سکے تو اس جیسی ۳ گنجی چیز دینی چاہیے، میں تو اپنی مثال آپ ہوں  
اس لیے میں خود کو ۳ بار ان کا بیٹا بناؤں گا۔“

غور فرمائیں! کتنی گمراہ کن ہے یہ تاویل! ایک تو یہ کہ خدا پیدا نہیں ہوتا، وہ پیدا نہیں ہوا ہے،  
پھر دوسرے یہ کہ ایک کے بجائے ۳ بار پیدا ہونا۔ یہ بات ناقابل فہم ہے۔ پھر مایا (کرشمہ) یا لیلا  
(کرتب/ٹرک) کا یہاں ذکر نہیں ملتا کہ اس کا حلیہ کیا جائے!

### بد دعا دینے کی وجہ سے اوخار

دعا کے ساتھ ہی بد دعا کی بنا پر وشنو کے اوخاروں کی بات ملتی ہے۔ اس ضمن میں بھر  
گو (بھرگو) رشی کی بد دعا کی کہانی مختلف کتب میں مذکور ہے۔ اگرچہ شروع میں اس کہانی کا کسی خاص  
اوخار سے تعلق نہ تھا مگر بعد میں اسے اوخاروں سے جوڑ دیا گیا۔

بھرگو چاکششو (بھرگو چاکششو)<sup>1</sup> مونتر کے ایک عظیم سادھو سنت، روحانی شخصیت تھے (بھاگوت  
مشیہ ۴.1.43)، ان کی دو بیویاں تھیں مئی مان (مणی مان) یعنی ویر بھدر نے انھیں باندھ دیا تھا  
اور ان کی داڑھی کاٹ لی تھی مگر شیو جی کی خواہش پر انھیں بکرے کی داڑھی لگا دی گئی تھی  
(بھاگوت: ۱۹'۵-۲۷'۷-۳۲'۴-۴'۳-۲'۴-۲'۲-۱'۷-۵'۴) ولیکی رامائیں (اُتر کاٹھ: ۵۱) میں  
بھرگو رشی کی بد دعا کی کہانی اس طرح درج ہے:

”ایک بار دیوتاؤں اور راکششوں کے درمیان ہوئی جنگ میں دیوتاؤں سے چرک کھائے  
ہوئے راکششوں نے مہرشی بھرگو کی اہلیہ (ورندہ) کی پناہ لی۔ مہرشی بھرگو کی اہلیہ نے انھیں

1. کامیل بولکے، ”رام کथا“، پ. 264  
2. پ. 999، گیتا پرس، گورکھپور

پناہ دے دی اور وہ ان کے آشرم میں بے خوف و خطر رہنے لگے<sup>11.12</sup>۔ مہرشی بھرگوکی اہلیہ کی اس کارستانی سے ناراض دیوتاؤں کے آقا بھگوان و شنوونے تیر دھار والے چکڑ سے ان کا سرکاٹ لیا<sup>13</sup>۔ بھارگو خاندان کے بانی مہرشی بھرگو نے اپنی اہلیہ کے قتل کی واردات سے غصبناک ہو کر و شنوون کے خاندان کا صفائی کرنے والے بھگوان و شنوکو بد دعا دے دی<sup>14</sup>：“شنو جی! میری بیوی قتل کی سزا ارنہیں تھی مگر آپ نے غصہ سے غصبناک ہو کر اسے قتل کر دیا ہے۔ اس لیے آپ کو عالم انسانیت میں پیدا ہونا پڑے گا اور وہیں زمانہ دراز تک آپ کو بیوی سے جدائی کا غم جھیندا پڑے گا”<sup>15.16</sup>۔ اس طرح سابقہ جنم میں (وشنونام کے وامن اوتار کے وقت) عظیم نورانی شخصیت کے حامل بھگوان و شنوکو بھرگو رشی کی یہ بد دعا لگی تھی: ”دوسروں کو عزت بختنے والے شہنشاہ! وہی اس سطح میں پر آ کر تینوں عالموں میں رام نام سے شہرت پاتے ہوئے آپ کے بیٹے ہوئے ہیں۔“<sup>17.18</sup> بھرگو کی بد دعا کے نتیجہ میں بیوی سے جدائی کی جو بڑی سزا ہے وہ انھیں ضرور ملے گی<sup>19.20</sup>۔

یہاں سے رشی بھرگو کی بد دعا سے وامن اوتار کے روپ میں آنے کا بھی اشارہ ملتا ہے۔ مگر بیوی سے جدائی نہ ہونے کی وجہ سے وشنوکورام کی شکل میں اوتار لینا پڑا۔ اس طرح ایک بار جنم لینے کی بد دعا کی بنابر دوبار اوتار لینا پڑا۔ ولیمکی رامائش (1-29)، ہی میں یہ تذکرہ بھی ملتا ہے کہ گشیپ-اویتی کی تپسیا (ریاض) سے خوش ہو کر ان کے فرزند کی شکل میں اوتی کے رحم سے پیدا ہونے کا وشنو جی نے وردان (دعا) دیا تھا اور وامن کا اوتار لیا تھا۔ مگر یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے میل نہیں کھاتیں۔

**مکثیہ پُران** (47-106) میں وشنو جی کو بھرگو کے ذریعہ دی گئی بد دعا کا تذکرہ ہے جس کی بنابر انھیں سات مرتبہ انسانی قالب میں پیدا ہونا پڑا<sup>(1)</sup>

اس میں یہ بھی آیا ہے کہ بھرگو نے دھڑکو سر سے جوڑ کر اپنی بیوی کو زندہ کر دیا (109)۔

**مکثیہ پُران**، ہی کے مطابق وشنو کو درج ذیل سات شکلوں میں اوتار لینا پڑا:

**دَّتَّا تَرِيْه (دَّتَّا يَهْ)، مَانَدَّهَا تَا، جَامَ دَّلَّيْه (بَهَارَگُورَام)، دَشَّتَهِ رَامَ، دَيْدَهِ وَيَسَّ، بَدَّهَ**

(1) “यस्मात् ते जनतो धर्ममवध्या स्त्री निषूदिता  
तस्मात् त्वं सप्तकृत्वेह मानुषेषूपपत्स्यसि । ।”

### مکمل<sup>(۱)</sup>

ان میں ۳ نام مزید جوڑے گئے ہیں جن میں سے بھرگو کی بد دعا کی وجہ سے مذکورہ سات ہی اوتار ہوئے۔ بھرگو کی بد دعا پر مشتمل کہانی ”دیوی بھاگوت پر ان“ (12-4)، بُرہمانہ پر ان (72-2)، یوگ و شنسٹھ (ویراگیہ پر گران 1-61)، پُرمپر ان (اتر کھنڈ 22)، اسکندر پر ان (22)، والیو پر ان (97) اور آگنی پر ان (ص ۷۰) میں ملتی ہے۔ لِنگ پر ان (29-26) میں بد دعا کی وجہ سے وشنو کے دس مرتبہ جنم لینے کا تذکرہ ہے۔ رام پرچت مائس (1-123) میں اس طرف محض اشارہ ہے۔

بھرگو کی بد دعا کے ضمن میں بھرگو کے ذریعہ و شنوی کولات مارنے کے واقعہ کا ذکر کرنا یہاں بخیل ہوگا۔ بُرہمانہ پر ان (89-1-3) اور والیو پر ان (87-65) میں ہے کہ ایک بار ”رشیوں کا محبوب معبد دیوتا کون ہو“ یہ طے کرنے کے لیے سرسوتی ندی کے ساحل پر اجتماع ہوا جہاں سبھی نے بھرگو کو رشیوں کا نمائندہ منتخب کیا اور اس مسئلہ کو حل کرنے کی ذمہ داری بھی انھی پر ڈال دی۔ چنانچہ بھرگو سب سے پہلے شنکر (رشیو) کے یہاں گئے مگر وہ پاڑ و تی کے ساتھ تفتریح کرنے میں مشغول تھے۔ لہذا ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ رشی بھرگو نے انھیں بد دعا دے دی جس کے نتیجہ میں شیو کی سورتی، عورت مرد کے اعضاء جنسی کی شکل میں تیار ہوئی اور رشیو کا پر شاد (تبرک) کھانے کے قابل نہیں تھہرا۔ اس کے بعد بھرگو برہما کے پاس گئے جو اپنے چاپلوسون کے درمیان گھرے تھے اور اپنی تعریف سن کر پھولے نہ سماتے تھے۔ بھرگو نے خاطر خواہ ادب و احترام کا فقدان دیکھ کر برہما کو انسانوں کی پرستش سے محروم کر دیا۔ بالآخر بھرگو و شنو کے پاس پہنچے۔ وشنو سوئے ہوئے تھے۔ ان کا نٹھلے پن اور کاہلی دیکھ کر بھرگو غصہ سے تملماٹھے اور بھگوان کی چھاتی پر ایک لات رسید کر دیا۔ وشنو جاگ گئے اور رشی کے پاؤں سہلانے لگے۔ وشنو نے برہمن کے قدموں کے مساس پر خود کو خوش نصیب گردانا۔ اس سلسلہ میں ”لِنگ پر ان“ میں ایک دوسری ہی کہانی ہے۔

مذکورہ کہانی پُرمپر ان میں بھی آئی ہے۔ بھرگو کے دیگر کاموں اور بد دعاوں کا تذکرہ

(1) مत्स्यपुराण (47-141 سے 151)، उद्धृत ‘कल्याण’، मत्स्यपुराणांक، پृ. 184, 185

بھی مذہبی کتب میں ملتا ہے۔ رُذَرْسِنگھنا (یہ ہر گھنٹہ، باب ۲۳) میں بھر گو کی جگہ جلنڈھر کو رُزَدا کا شوہر بتایا گیا ہے۔ بدعا کی کہانی بدلي ہوئی ہے۔ اس میں آیا ہے کہ جلنڈھر کو یہ وَرَدَان (دعای) ملا تھا کہ جب تک اس کی بیوی وِرِندا کی آبرو محفوظ رہے گی تب تک اسے کوئی ہلاک نہیں کر سکے گا۔ اسے قتل کرنے کے لیے وشنو کو پرانی عورت کو بچالے جانے کی قواعد کرنی پڑی۔ رُذَرْسِنگھنا کے اسی باب میں ہے:

विष्णु जालधर गत्वा दैत्यस्य पुटपैदनम् ।

पातिव्रतस्य भंगाय वृन्दायाश्चाकरोन्मतिम् ॥

یعنی وشنو نے جلنڈھر کا شنس کی راجدھانی جا کر اس کی بیوی کی عصمت لوٹنے کا ارادہ کیا۔

اُدھر شیو بھی جلنڈھر کے ساتھ گنج میں مصروف تھے، ادھر وشنو بھی نے جلنڈھر کا حلیہ بنایا کہ اس کی بیوی وِرِندا کی آبرو ریزی کردی جس کے سبب وہ راکشش مارا گیا۔ جب وِرِندا کو وشنو کا یہ مکروفریب معلوم ہوا تو اس نے وشنو سے کہا:

धिक् तदेवं हरे शीतां परदारभिगामिनः ।

ज्ञातोऽसि त्वं मयासत्यंग मायी प्रत्यक्ष तापसः ॥

یعنی اے وِشنو! پرانی عورت کے ساتھ بدکاری کرنے والے تمہارے کردار پر لعنت ہے۔ میں اب تمھیں اچھی طرح سمجھ گئی، تم دیکھنے میں تو مہاساڈ ہو معلوم ہوتے ہو مگر ہوتم مایا جال والے یعنی بہت بڑے فربتی اور مکار ہو!

وِرِندا نے آگے کہا:

रे महात्म दैत्यारे! परधर्म-विदूषक

गृहीस्व शठ ! मदतं शापं सर्वविषोल्वणम् ॥

یعنی اے راکشوں کے دشمن اور دوسرے کا کیریر برباد کرنے والے ذلیل! میری زہر آلو بد دعا تجھے لگ جائے!

اس بد دعا کے نتیجے میں وشنو کو رام کی شکل میں اوٹا رینا پڑا اور اُدھر جلنڈھر نے راون

بن کر سیتا کا ہرن کیا (۱) (یعنی سیتا جی کو ان کی کٹیا سے بھگا لے گیا)  
 سوال یہ ہے کہ کیا خدا فی الواقع ایسا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مہا بھاگوت پُران  
 (۱۱-۱۰۷)، شیو پُران (رُڈ رُسْنگھتا، شرِشُٹی گھنڈ، باب ۳، ۴)، رام چرت مانس  
 (بال کا ۱۳۵-۱۳۱)، اور آذ ہُشت راما مان (سرگ ۲، ۳) میں وشنو کے انسانی شکل میں اوخار کا  
 سبب نارد کی بدعا بتایا گیا ہے۔ رام چرت مانس میں ہے:

ناراد شاپ دینہ ایک بارا، کلپ اک توہی لگ ایک تارا۔

یعنی ایک بار ناراد نے وشنو بھگوان کو بدعا دے دی جس کے نتیجہ میں ایک کلپ یعنی

۲۳ کروڑ ۲۰ لاکھ سال تک انھیں جنم لینا پڑا۔

ان میں بالعموم رام چندر جی کے اوخار کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کہانی میں  
 تھوڑا بہت اختلاف ہے۔ مہا بھارت کے شانتی پرب (۳۰، ۳۱) میں جو کہانی بیان کی گئی ہے وہ  
 اس سے بھی کہیں زیادہ مختلف ہے۔

دعا اور بدعا کی یہ کہانیاں اقتدار عالیٰ کے مالک خدا کی مجبوری اور بے بُسی کا اظہار کرتی  
 ہیں۔ ربوبیت کی خصوصیت کی بنابر ایشور ہی کا ایک نام وشنو ہے۔ (شری مد بھاگوت ۲۳-۲-۱)۔  
 سوال یہ ہے کہ کیا خدا بے بُس اور مجبور ہو سکتا ہے؟ کیا اسے کسی کام کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے؟  
 ہرگز نہیں۔ ایک دوسرے کی تردید کرنے والی کہانیاں جس سے اس اقتدار عالیٰ کی بے حرمتی ہوتی  
 ہے، آخر کیوں اس سے منسوب کی گئیں؟ یہ کھونج اور تحقیق کا موضوع ہو سکتا ہے۔ بہر حال، ہم اس  
 نتیجے پر پہنچے ہیں کہ خدا اوخار نہیں لیتا بلکہ وہ اوخار بھجنتا ہے جسے پیغمبر، رسول، بُسی کہتے ہیں۔ چنانچہ  
 کٹھوپنیش (۶-۹) میں کہا گیا ہے:

ن سَدَوْشَةَ تِيَّاثِتِ رَسْمَاسَتِ نَصْرَتِ كَشِّفَنَسَمَ

یعنی کسی انسان کی نظروں کے سامنے اس پر ماتما کا کوئی روپ اور رنگ نظر نہیں آتا اس لیے  
 نگاہوں سے کوئی شخص اسے دیکھنے سکتا۔ کیوں کہ نظریں اسی چیز کو دیکھ سکتی ہیں جس کی کوئی شکل ہو۔

★ ★ ★

---

(۱) تفصیل رجمنی کا نت شا شتری جی کی ”ہندوجاتی کا اتحان اور پتمن“ (ہندو قوم کا عروج و زوال) نامے کتاب کے صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶ میں مذکور ہے۔ مطبوعہ کتاب محل، دہلی ۱۹۹۳ء

## اوٹار واد - کچھ بنیادی سوالات

یہ سوالات بڑی اہمیت کے حامل ہیں کہ اوٹار واد کا رسالت سے کیا تعلق ہے؟ وید تو اس معنی میں اس حقیقت کی تائید نہیں کرتے کہ خدا خود اوٹار لیتا ہے، پھر اس سے اوٹار لینے کی بات کیسے منسوب ہو گئی؟ کیا ویدوں میں رسالت کا تصور ملتا ہے؟ اگر رسالت کا تصور موجود ہے تو اس کی بنیاد کیا ہے؟ وغیرہ۔

ان سوالوں کا جواب معلوم کرنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے ہندو منہج کے کچھ بنیادی معتقدات و مسلمات اور تصورات کو سمجھنا پڑے گا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہم یہ جانتے کی کوشش کریں گے کہ خدا کا حقیقی تصور کیا ہے اور اس کا اقتدار کیا ہے۔ اس ضمن میں گزشتہ صفحات میں کچھ چیزیں موقع محل کی مناسبت سے آچکی ہیں مگر وہ ناقابلی ہیں۔

### خدا کا حقیقی تصور

وید، ہندو منہج کی اساس ہیں۔ انھیں خدائی صحیفہ کہا جاتا ہے۔ اس لیے خدا کے حقیقی تصور اور اس کے اقتدار اعلیٰ کو جاننے کا ایک ذریعہ وید ہو سکتے ہیں۔ ان میں خدا کی وحدانیت یا توحید کی بات بہت واضح طور سے آئی ہے۔ ان میں شک نہیں پایا جاتا۔ رگ وید (46-164)، آٹھر و وید (1)، آٹھر و وید (28-9)، رگ و دھا (1-25)، و زہد دیوتا (4-42) اور زرگشت (1-14، 7-18) نامے کتب میں آیا ہے:

इन्द्रं मित्रं वरुणमग्निमाहृथो दिव्यः स सुपर्णो गरुत्मान्।

एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्त्यग्निं यमं मातरिश्वानमाहः ॥

پنڈت دامودر ساتو لے کرنے اس منتر کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے:  
 ”ایک ہی سنت سُوْرُوت پُر ماتما کو مختلف انداز میں بولتے ہیں۔ اندر، مِنْز، وَرْن، آگُنی،  
 دُوّیہ، سُپَرَن، گُرمِنماں، سَنْت، سُم، مَا تِرِشُوا (ماٹریشوا) وغیرہ ناموں سے ایک ہی پرماتما کا بیان  
 کرتے ہیں<sup>(۱)</sup>“ اس منتر سے ملتا جلتا منتر، میگر وید (۳۲-۱) میں بھی آیا ہے۔

پنڈت ساتو لے کر اس سلسلہ میں رقم طراز ہیں:  
 ”جس طرح ایک ہی شخص کے لیے باپ، بھائی وغیرہ متعدد اسماء صفاتی استعمال ہوتے ہیں  
 مگر پھر بھی ان مختلف الفاظ سے وہی ایک شخص مراد ہوتا ہے اسی طرح آگُنی، والیہ وغیرہ متعدد اسماء  
 صفاتی سے ایک ہی خدا کا علم ہوتا ہے۔ اس لیے مختلف ناموں کے مغالطہ سے مختلف دیوتاؤں کے  
 تصور میں پھنسنا کسی کے لیے بھی مناسب نہیں۔“<sup>(۲)</sup>  
 خدا جسم نہیں اختیار کرتا۔ میگر وید (۸-۴۰) میں ہے:

स पर्यगाच्छुकम् कायमव्रणमस्त्वाविर शुद्धमपापविद्धम् ।

कविमनीषीपरिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽ

अर्थान्व्यद धाच्छाश्वतीभ्यः समाप्यः ॥

شری نارائن سوامی نے اس منتر کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:  
 وہ (ایشور) ہمہ گیر، خالق کائنات، جسم سے عاری، جسمانی عیب اور نقص سے پاک، بیض  
 اور شریانوں کی قید سے آزاد، مقدوس، معصیت سے پاک، باریک بیں، غور و فکر کرنے والا، سب  
 سے اعلیٰ اور سب سے بالا، شاہد (حاضر)، قائم بالذات، جو ہمیشہ سے ہے، وہ اپنی رعیت کے  
 اعمال کی مبتنی بر عدل جزا اور زار کے لیے نظام مقرر کرتا ہے<sup>(۳)</sup>  
 اتھر و وید (۱۸-۲۰-۲۱-۲۱-۴-۱۳) میں خدا کے ناقابل تقسیم اکائی ہونے کا واضح لفظوں  
 میں ذکر آیا ہے:

न द्वितीयो न तृतीयश्चतुर्थो नापुच्यते ॥ १६ ॥

(۱) میگر وید کا سُبُودھ بجا شیہ (वज्रवेद का सुबोध भाष्य) میں: ۵۳۰

(۲) ”यजुर्वेद का सुबोध भाष्य“، پृ. 530

(۳) ”वेद رہस्य“، پृ. 94، वैदिक पुस्तकालय، वाराणसी، سंस्करण : 1972

ن پंचमو ن پاٹ: سپٹامو ناپُوچ्यते ॥ ۱۷ ॥  
 ناٹमو ن نवमو دشامو ناپُوچ्यते ॥ ۱۸ ॥  
 تماں نیگرت سہ: س اپے اک اکو دیکھ اپے ॥ ۲۰ ॥  
 سارے اسیم ن دیکھتا اکو دیکھتے ॥ ۲۱ ॥

**دیانند سرسوتی جی ان منتروں کا مفہوم واضح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:**

”ان تمام منتروں سے یہ طے ہو جاتا ہے کہ پر ما تما ایک ہی ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی نہ دوسرا، نہ تیسرا، نہ کوئی چو تھا پر میشور ہے۔ (۱۶) نہ پانچواں، نہ چھٹا اور نہ کوئی ساتواں ایشور ہے۔ (۱۷) نہ آٹھواں، نہ نواں اور نہ کوئی دسوں ایشور ہے، (۱۸) مگر وہ ہمیشہ بے مثل ایک ہی ہے۔ اس سے مختلف کوئی بھی دوسرا نہیں... وہ اپنے کام میں کسی کی مدد نہیں لیتا کیوں کہ وہ قادر مطلق ہے۔ اسی پر ما تما کے زرگیں و سو وغیرہ تمام دیویعنی زمین وغیرہ سبھی عالم ٹھہر رہے ہیں اور قیامت میں بھی اس کے ماتحت رہ کر اسی کے بنے رہتے ہیں۔ (۲۱)“

اسی سے ملتا جلتا ترجمہ پنڈت پھیم گرن داس تزویدی<sup>(۲)</sup> اور پنڈت ساتو لیکر (ساتھ لے کر) نے کیا ہے۔ البتہ ان منتروں کے ترتیب نمبر میں یکسانیت نہیں ہے۔

اللہ کی وحدانیت کی بات رو گوید: (۱۰-۱۲۹-۳, ۱۰-۱۲۹-۲, ۱۰) (۸-۵۸-۲, ۳-۵۴, ۸, ۱-۱۶۴-۶)

(۱۰-۲-۲۳, ۱۰-۷-۲۱, ۱۰-۸-۶, ۱۰-۸-۱۱, ۱۰-۸-۲۸, ۱۰-۸-۲۹) (۱۰-۲-۷, ۱۰-۸-۲, ۱۰-۸-۲-۳)  
 کے علاوہ بیگ وید (۵-۴۰-۴, ۴۰-۵) میں بھی آئی ہے (۳) ان منتروں میں خدا کے ایک ہونے، اس کے قادر مطلق ہونے اور اس کی حکمت کا بہت واضح انداز میں تذکرہ ہوا ہے۔ ڈاکٹر پی. وی. کانے کے مطابق ریگ وید کے (۱-۵۸) اور (۲-۱۲۹-۱۰) منتروں میں بھی خدا کی وحدانیت کا ذکر ہے۔ ڈاکٹر کانے مہا بھارت اور کچھ پرانوں کے علاوہ گمراہ سنتھونا نے کتاب: (۷-۴۴) میں بھی توحید کے تصورات پائے جانے کی بات کہتے ہیں اور اس کے لیے درج ذیل حوالے پیش کرتے ہیں:

(۱) دیانند گرنچہ مالا، حصہ دو مص: ۳۳۸-۳۳۷

(۲) اقہروید بھاشیم (جی) ص: ۲۳۰-۲۳۲

(۳) ”وِثُو جیوتی“، (جی) ص: ۱۶۳-۱۶۹

وَلْنُ پُرْبِ: (39-76, 77)، شانتی پُرْبِ: (343-131)، بِرَهْمُ پُرْان: (51-192)،  
وِشْنُوُپُرْان (50-18-5)، اور هَرَهِنِ وَشِ (وِشْنُوُپُرْان: (25-31))<sup>(۱)</sup>

خدا کے ایک ہی ہونے کا سچ درج ذیل منتروں میں بھی پایا جاتا ہے:

رَگُوِید: (12-12-3) اور (10-12-11)، بَنْجَرِ وِید: (13-4، 23-1، 23-3)- ان کے علاوہ ویدوں میں اور بھی منتر ملتے ہیں جو تصویرِ توحید کی وضاحت کرتے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ ویدوں میں شرک کا تصور نہیں پایا جاتا۔ اس حقیقت کے خلاف کسی طرح کی کوشش کو نامناسب ہی کہا جائے گا۔

اللَّهُ، پَادِشاَهِ حَقِيقَىٰ ہے مگر اس کی کوئی تمثیل (مورتی، تصویر) نہیں ہے۔ وہ مقتدر اعلیٰ ہے  
(اندھر شص سپراڈ یजور وند: 36-8)  
وہ تمام منقولہ اور غیر منقولہ چیزوں کا مالک ہے۔  
اس سے فضل کوئی نہیں: (یوسما نانیت پرماس्तی بھوت م، یج. 32-6)، اس کی کوئی  
مورتی / بت نہیں<sup>(۲)</sup>۔ (ن تस्य प्रतिमाऽअस्ति यजुर्वेदः: 32-3)

بنْجَرِ وِیدِ ہی کے منتروں کے حوالے سے پنڈت ساتو لے کرنے خلائے عظیم کا تذکرہ اس طرح  
کیا ہے:

وَهُرَبٌ ہے (پूषा)، وہ ایک ذی علم ہے (एک گ्रافی)، وہ قاتون بنانے والا ہے (یम)، وہ  
روشنی دینے والا ہے (سूर्य)، وہ قوتِ ربو بیت سے بھر پور ہے (پ्रاجا پत्य: 40-16)، وہ عمدہ راستے سے  
مال و دولت کے پاس لے جاتا ہے (سุपथا را یے ن نیتی)، وہ تمام اعمال سے باخبر ہے (वیशوانی  
پیشو) (वیद्वान)، وہ مکرو فریب اور معصیت سے برس پیکار ہے (40-18) (جुहراणا ان: یو�्यते 40-18) (۳)  
پنشدوں (یشونی) اور کانو (کاण्व) اور کانو (کاण्व) کی کوئی نکلہ "شُكْلِ بَنْجَرِ وِیدِ" کی ماذھیندن  
شاخ (ماذھیندن) اور کانو (کاण्व) شاخ کی سنگھتاوں (ویدوں کی تشریحات) کے آخری باب کو  
المیشو پنشد (یشونی) (یا ایشاؤ اسیو پنشد) (یشونی) ماذھیندن اور المیشو پنشد (یا ایشاؤ<sup>(۴)</sup>  
واسیو پنشد) (کاण्वی) (یشونی) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کے کچھ اور بھی اپنے شد ہیں۔

(۱) دھرم شاستر کا ارجمند، حصہ پنجم: ۲۹۳

(2) "यजुर्वेद का سुबोध भाष्य", पृ. 551

(3) "यजुर्वेद का सुबोध भाष्य", 648

اُپنکھڈوں میں بھی تو حید موجود ہے۔ شوٽیا شوٽیر و پکشہد (شوٽیا وہت رہوپنیشاد: 3-1,2) میں ہے:

य एको जालवानीशत ईशनीभिः सर्वाल्लोकानीशत ईशनीभिः ।

य एवैक उद्भवे संभवे च य एतद्विरमृतास्ते भवन्ति ॥ 1 ॥

एको हि रुद्रो न द्वितीयाय तस्युर्व इमाल्लोकानीशत ईशनीभिः ।

प्रत्यङ्गजनास्तिष्ठति संचुकोचान्तकाते संसुज्य विश्वा भुवनानि गोपा ॥ 2 ॥

پنڈت شری رام شرما آچاریہ نے ان شلوکوں کا درج ذیل ترجمہ کیا ہے:

”علم کائنات کا مالک اپنے اقتدار اعلیٰ کے ذریعہ دنیا پر اپنا کنٹرول رکھتا ہے۔ وہ سارے عالموں کا قانون ساز، کائنات کی تہائی خلیق کرنے اور اس کی توسعہ کرنے کی الہیت رکھتا ہے۔ جو اہل علم اس کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں انھیں حیاتِ جاوداں حاصل ہو جاتی ہے۔ جو اپنی قوتوں سے تمام عالم پر اپنا کنٹرول رکھتا ہے وہ رُذر (دیوتا) ایک ہی ہے۔ اس لیے دوسرے لوگوں کا سہارا اہل علم نہ نہیں لیا، وہ بدن رکھنے والی تمام مخلوقات میں قائم ہو کر تغیر جہاں کے ساتھ سب کی حفاظت کرتا ہے اور دنیا کے فنا ہونے کے وقت سب کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے<sup>(1)</sup> خداۓ واحد کے متعدد نام ہیں۔ چنانچہ ”کنیو لیو پینیشہ“<sup>(2)</sup> کے ولیوپنیشاد (8) میں آیا ہے:

“स ब्रह्मा स विष्णु स रुद्रः स शिवः सोऽक्षारः स

परम स्वराद् स इन्द्रः स कालापिनः स चन्द्रमा ।”

ڈاکٹر رنجیت سنگھ شاستری نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

”یہ ایشور ہی برہما ہے، وہی وشنو ہے، وہی رُذر ہے، وہی شیو ہے، وہی آگشتر (अक्षर) (अक्षर) ہے، وہی سوراٹ ہے، وہی اگدر ہے، وہی کالا<sup>گھن</sup>تی ہے اور وہی چاند ہے۔“<sup>(2)</sup>

خدا ایک ہے۔ وہ لا ثانی اور بے مثال ہے<sup>(1)</sup> (एکमेवाद्वितीयम्-छान्दोग्योपनिषاد، 6-2-1)

اس سے کوئی افضل نہیں<sup>(2)</sup>: (شوٽیا وہت رہوپنیشاد، 3-9)

اس کی مختلف شکلیں نہیں ہیں: جو لوگ اسے مختلف شکلوں میں مانتے ہیں انھیں آگاہ

کرتے ہوئے کھوپنکشہد (कठोपनिषاد: प्रथम अध्याय, प्रथम बल्ली) میں کہا گیا ہے:

यदेवेह तदमुत्र तदन्धिः ।

मृत्योः स मृत्युमारनोति य इह नानेन पश्यति ॥ 10 ॥

(3) ”108 उपनिषद, (ज्ञान छण्ड), پृ. 302, 303, संस्कृत संस्थान, बरेलی, संशोधित संस्करण : 1990

(1) ”ईश्वर کی سत्ता اور उसका स्वरूप“, پृ. 28, 29, मधुर प्रकाशन, दिल्ली संस्करण : 1992

مृत्योः स मृत्युं गच्छति य नानेव पश्यति ॥ 11 ॥

پنڈت شری رام شرما آچاریہ کے الفاظ میں ان شلوکوں کا ترجمہ حسب ذیل ہے:  
 ”جو انسان اس دنیا میں پرمیشور (خدا) کو مختلف شکلوں میں دیکھتا ہے وہ ایک موت سے  
 دوسری موت کے منہ میں جاتا ہے... یہ سچے دل کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس جہان میں  
 متعدد خداوں کا ظہور ہرگز نہیں ہے۔ جو انسان وحدت میں کثرت دیکھتا ہے وہ ایک موت سے نکل  
 کر دوسری موت کے منہ میں جاتا ہے۔<sup>(۱)</sup> یحودی (40-9) میں اسی توحید کی طرف اشارہ ہے:

अन्धन्तमः प्र विशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते ।

ततो भूयङ्गव ते तमो पद्धत सम्भूत्यां रताः ॥

یعنی جو لوگ پرمیشور (خدا) کو چھوڑ کر دوسرے کی پرستش کرتے ہیں وہ جہالت کی  
 تاریکی میں داخل ہوتے ہیں، اور جو عادات قبیحہ میں ملوث ہیں وہ اور بھی زیادہ تاریکی میں پڑے  
 ہوئے ہیں۔ (ترجمہ: راج بہادر پانڈے)<sup>(۲)</sup>

خدا کے حقیقی تصور اور اس کی عظمت و کبریائی کے سلسلہ میں ویدوں اور اپنہدوں میں جو  
 چیزیں ملتی ہیں ان میں سے چند ایک ہی کو مذکورہ تفصیلات میں پیش کیا گیا ہے۔ باقی کے ذکر کا  
 یہاں موقع نہیں۔

اس لیے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خدا ایک ہے، اکیلا ہے، لاٹانی ہے، لافانی ہے، اس کا  
 کوئی شریک نہیں۔ اس کے متعدد نام ہیں مگر اس کی کوئی شکل نہیں۔ اس کا نہ تو کوئی جسم ہے اور نہ  
 ہی وہ جسم اختیار کرتا ہے۔ وہ ساری کائنات کا مالک ہے، قانون ساز ہے، پانہمار ہے، خالق ہے،  
 ہلاک کرنے والا اور عظیم تباہی (قیامت) برپا کرنے والا بھی ہے۔ وہ ہر کام سرانجام دینے کی  
 قدرت رکھنے والا اور سب سے زیادہ طاقت ور ہے۔ وہی ساری دنیا کا بادشاہ ہے۔ اس جیسا کوئی  
 نہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان خدائی صفات اور خصوصیات کے خلاف جو باقی میں بھی کہی جاتی ہیں ان کی حیثیت  
 بس اتنی ہے کہ وہ حقیقت سے ماوراء اور تصورات پر مبنی ہیں۔ گزشتہ صفحات کے ثبوتوں کو اس لیے

(2) "108 उपनिषद", (ज्ञान खंड), पृ. 46,47

(3) "यजुर्वेद", (संक्षिप्त), पृ. 159, डायमंड पाकेट بुक्स।

بھی مستند اور حق پر مبنی تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ خدا کے بارے میں دیگر مذاہب، ابطور خاص اسلام بھی اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں۔ دائیٰ حقیقت بذاتِ خود حق ہوتی ہے۔ وقتی طور پر اس پر پردہ تو ڈالا جاسکتا ہے، ختم نہیں کیا جاسکتا۔ حق تو حق ہو کر ہی رہتا ہے۔

### کیا ویدوں میں رسالت کا تصور موجود ہے؟

اس کے بعد ہم اس حقیقت پر غور کریں گے کہ کیا ویدوں میں رسالت کا تصور پایا جاتا ہے۔ اس سوال کا صحیح جواب ملاش کر کے ہی ہم اوتار واد کے تدریجی ارتقا کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ ویدوں کے الہامی / خدائی صحیفہ ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ اس کی کسوٹی پر پوری طرح کھرے نہیں اترتے تاہم ان میں کچھ ایسی ابدی تعلیمات اور نشانیاں اب بھی پائی جاتی ہیں جو ان کے خدائی صحیفہ ہونے کے امکان کی تائید کرتی ہیں۔

ماضی میں ایسا ہوتا رہا کہ خدائی تعلیمات کو جب بھی جھੱڑایا گیا یا ان میں ترمیم اور تغیر واقع ہوا تو سماج میں بگاڑ پیدا ہو گیا۔ ایسے موقع پر خدا نے قادر مطلق لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اپنے رسول، پیغمبر اور قاصد بھیجا رہا اور حسبِ ضرورت اس نے ان پر اپنی کتاب نازل کی اور اپنی ان تعلیمات کو لوگوں تک پہنچایا جنہیں وہ بھلا چکے تھے۔

خدا کے یہ نبی اور رسول دنیا کے ہر خطے میں بھیج گئے۔ ہندوستان میں بھی وہ خدا کی تعلیمات اور اس کا پیغام لے کر ضرور آئے ہوں گے۔

ویدوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیغام اس سچائی سے خالی نہیں رہے ہوں گے۔ وہ بھی نبی یا رسول پر اتارے گئے ہوں گے۔ چنان چہ دیانند سرسوتی جی شنت پتھ بر اہمن (۱) کا حوالہ دیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ایشور نے رُگ وید، بیگر وید، سام وید اور اتھرو وید کو بالترتیب اگنی ولیہ، آدمیتیہ اور اگر انام کے چار شخاص (پیغمبروں) پر اتارا (۲) آچاریہ دھرم دیو و دیامر مرستہ کا بھی یہی خیال ہے (۳) سانाचاریہ (سायणाचारी) بھی یہی بات کہتے ہیں (۴)

(1) “तेऽन्तर्ज्ञानोभ्यस्वयो वेदा अजायन्तानेन्द्रविदो वायोर्यजुवेदः सूर्यात्सामवेद ।”

(2) “दयानन्द-ग्रंथमाला” (द्वितीय खंड)، ४८वेदादिभाष्य भूमिका، پृ. 256

(3) “विश्व ज्योति”， (वेद अंक)، پृ. 25، اپ्रैل-مئی 1972

(4) “ऋषि दयानन्द-कृत यजुर्वेद-भाष्य में अनिन का स्वरूप : एक परिशोलन”， پृ. 279، ڈॉ. कपिलदेव शास्त्री، कुरुक्षेत्र ।

ایک دوسرا خیال یہ ہے کہ وید مনتروں کا تعلق رشیوں سے ہے جن کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے۔ پررشی، وید مनتروں کے شاپد یا مصنف (خاکہ نولیں) کہے جاتے ہیں۔ اسے ”رشی تنو“ یا رشی واد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس تصور کو تسلیم کر لینے سے ایک طرف ویدوں کے الہامی یا خدائی کتاب ہونے کا سوال پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف ان کی داعی حیثیت پر بھی سوالیہ نشان لگائے جاتے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ رشی واد ایک مسئلہ بن چکا ہے<sup>(۱)</sup> لیکن رشی واد سے بھی یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ ہدایت و رہنمائی کے لیے خدا خود لوگوں کے درمیان نہیں آتا بلکہ خدائی علم، حاملین علم الہی (رشیوں) کے توسط سے لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جن سیکروں ناموں کو رشی قرار دیا جاتا ہے وہ تمام کے تمام اسم ذاتی نہیں بلکہ بیشتر صفاتی نام ہیں۔ فتحت پتھر براہمن، کو سنتیکی براہمن (کوپیتکی براہمن) (پُرුෂ මීමාණා (ب्राह्मण)، پूर्व मीमांसा (जैमिन)) (اوپر ریاضی) مذکوٰ وغیرہ کے ہوتے ہوئے ان ناموں کو کس طرح رشی مان لیا جائے؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ممکن ہے، مذہبی کہانیوں میں انھیں شخصیت بنا دیا گیا ہوا اور سچائی پر پردہ پڑ گیا ہو۔ معروف فیض مطالعہ مذہب ”میمانسا درشن“ کے بانی جیمن (جیمن) نے رشیوں کے ناموں کے متعلق کہا ہے:

आख्या प्रवचनात् ।

परन्तु श्रुतिसामान्यमात्रम् ॥—पूर्व मीमांसा (1-1-30,31)

شری ناراین سوامی نے ان مُنوثرتوں (جملوں) کو واضح کرتے ہوئے ان کا درج ذیل

ترجمہ کیا ہے:

”وید میں جمَدْجَنِی (جیمن) وغیرہ الفاظ عام مرکب لفظوں کے بطور استعمال ہوئے ہیں۔ آگے چل کر لوگوں کے یہ نام بھی پڑ گئے؟“<sup>(۲)</sup>

جن ناموں کو رشی کہا جاتا ہے ”فتحت پتھر براہمن“، میں ان کے معانی بتائے گئے ہیں۔ ان ناموں کو اسم معرفہ کے بطور نہیں تسلیم کیا گیا ہے۔ بطور مثال کچھ نام اور ان کے معنی و مفہوم درج ذیل ہیں:

(1) विस्तृत विवरण के लिए देखिए डॉ. कपिलदेव शास्त्री का आलेख, “विश्वज्योति” (वेद अंक), पृ. 189 से 195

(2) ‘वेद रहस्य’, पृ. 41

نام	معنی	حوالہ
جَمَدْ كُنْ (جمادین)	آنکھ	شَتْ پَتْه بِرَا هَمْن (8-1-2-3)
وَشَشْطَه (واسیل)	جان	شَتْ پَتْه بِرَا هَمْن (8-1-1-6)
بَهَارْ دَوَاج (بھارڈاوج)	طبعیت، دل	شَتْ پَتْه بِرَا هَمْن (8-1-1-9)
وَشُوا مِنْ (وشنامن)	کان	شَتْ پَتْه بِرَا هَمْن (8-1-2-6)
وَشُوكَرْمَن (وشنکرمن)	زبان	شَتْ پَتْه بِرَا هَمْن (8-1-2-9)

اس حُمْن میں زُرْگُت (3-2)، گُھنُٹو (5-5)، کُونْسیکنی بِرَا هَمْن کا سیاستکاری براہمण (25-2-25-5) اور غیرہ مراجع بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

ایترے یا رنگ (ایتھریاڈاڑاپک) میں ایسے کئی ناموں کے مفہوم بتائے گئے ہیں جن میں سے کچھ اس طرح ہیں:

گُرْثَصَمَد (گوتسمد): ”گُرْثُس“، جان، اور ”مَذ“ عزت نفس کو کہتے ہیں۔ اس لیے گُرْثَصَمَد کے معنی جان اور عزت نفس ہیں۔ وَشُوا مِنْ: سارے حواس جان کے تابع ہیں۔ اس لیے جان، وَشُوا مِنْ ہے۔

بَامْ دَيْو: تمام حواس میں جان قابل تعریف ہے اس لیے اسے ”بَامْ دَيْو“ کہتے ہیں۔ بھارڈاوج: واج کے معنی رعایا۔ (یعنی حواس) کی پروش اور نشونما کرنے کی وجہ سے جان ”بھارڈاوج“ ہے۔

وَسَسْطَه: حواس کو پرده پوش کرنے کی صفت کی بنا پر ”وَسَسْطَه“ (واسیل) کہا جاتا ہے<sup>(1)</sup> اس طرح کے الفاظ وید میں انسانوں کے علاوہ دیگر حیوانات اور بے جان چیزوں کے مفہوم میں بھی مستعمل ہوئے ہیں۔ بطور مثال رُگ وید: 10:165، 10:94، 10:108، 52، 53، 10:37، 10:37، 10:51، 8:67، 10:76، 10:170، 10:33، 3:33 کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ ان حوالوں میں متعدد مقامات پر رشی لفظ کبوتر، سانپ، ہاتھی، مچھلی، نندی، سورج، کُنْتا وغیرہ معنوں میں استعمال ہوا ہے<sup>(2)</sup> پنڈت رُگھوندرن شرما ایسے بہت سے ناموں کو کر شماتی اور مُخْبَق بیان قرار دیتے ہیں<sup>(3)</sup>

(1) ”વेद रहस्य“, पृ. 41, 42

(2) دیکھیए: شری उदयवीर शास्त्री का ”वैदिक ऋषियों का मनों से संबंध“ शीर्षक آलोख، ”विश्वज्योति“ (वेद अंक)

(3) ”वैदिक संपत्ति“, پृ. 42

مشہور مغربی مستشرق میکسُمُوْر نے بھی مغربی طرز فکر سے ہٹ کر کہا ہے کہ ویدوں میں وارد الفاظ رشیوں کے نام یا خطاب نہیں ہیں<sup>(۱)</sup> مگر یہیں کہا جا سکتا کہ تمام نام اور اسماء صفاتی اسم معرفہ کے مفہوم میں استعمال ہی نہیں ہوئے ہیں۔ ہاں، یہ ضرور ہے کہ ایسے نام بہت تھوڑے ہیں۔

### کیا اُنہیں رسول ہیں؟

وید میں جو اُنہیں لفظ ملتا ہے وہ ازروئے بیان، اسم معرفہ معلوم ہوتا ہے۔ اس سے متعلق کچھ ایسے منتروں کو یہاں پیش کیا جا رہا ہے جنہیں دیکھ کر قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اُنہیں لفظ کسی خاص شخص کا نام ہو سکتا ہے یا کوئی صفت اور اسم جنس کا لفظ ہے؟ اگر یہ لفظ اسم معرفہ ہے تو سوال یہ ہے کہ اُنہیں کون ہیں؟ اس سلسلہ میں یہاں جو منتر دیے جا رہے ہیں ان کے ترجمے اور تشریحات ماہرین وید اور واقف حال اہل علم ہی کے الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ حقیقت آشکارا ہو سکے۔ رگوید میں ہے:

अमिन् दूतं वृणीमहे होतारं विश्ववेद सम्।

अस्य यज्ञस्य सुकतुमू—ऋग्वेद : (1-12-1)

ش्री رائے بہادر پاٹلے اس منتر کا ترجمہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”دیوڈوت، دیووں (देवों) کو بلا نے والے، یکیہ (قربانی) پوری کرنے والے اور املاک و جائداد کے مالک اُنہی کا ہم انتخاب کرتے ہیں اور انھیں ہم ہمیشہ بلا تے ہیں<sup>(۲)</sup> اس منتر کے ذریعہ یہ بتا دیا گیا کہ اُنہی کوئی دیوتا نہیں بلکہ دیوڈوت (پیغمبر) ہیں۔ آگے آیا ہے کہ وہ انسانوں ہی میں سے ہیں:

त्वमर्ने प्रथमो अंगिरा ऋषि (1-31-1)

یعنی اے اُنہی! تم اُنگرا گوت (خاندان) کے رشیوں کے سب سے بزرگ رشی ہو!<sup>(۳)</sup>

اُنہی انسان ہی ہیں: (ऋग्वेद 10-70-3) مनुष्यासो अमिनम्۔ مگر وید (4.11) میں انسان

کو اُنہی کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ رگوید (8.7.36) کے مطابق اُنہی میں نور کی قوت تھی۔

(1) They never appear as appellatives nor yet as proper names". (Sanskrit Literature", p. 283)

(2) "ऋग्वेद" (संक्षिप्त), پृ. 7، डायमंड पाकेटम बुक्स।

(3) "ऋग्वेद" (संक्षिप्त), پृ. 7، अनुवाद : राज बहातुर पाण्डेय।

رگ وید کے پہلے منڈل کے ۲۶ ویں سُوْنُت میں ہے: ”تم (اُنی) نے انگرا کے بیٹے کی شکل میں جنم لیا اور الائے ذریعہ منکو مذہب پر عمل کرنے کی نصیحت کی<sup>(۱)</sup> رگ وید (10.122.5) میں آیا ہے:

त्वं दूतः प्रथमो वरेण्यः

युनि ए अग्नि ! त्म से अग्नि ! त्म से अग्नि !

एक دیگر مقام (10-141-1) پر ہے:

अग्ने अच्छा वदेह नः प्रत्यङ् नः सुमना भव

युनि ए एस्कालर (اُنی)! اس ریاست میں عمدہ طریقے سے ہمیں نصیحت کرو<sup>(۲)</sup>

आठھز و وید (11.5.9) میں ہے:

इमां भूमिं पृथिवीं ब्रह्मचारी मिक्षामाजभार प्रथमोदिवं च।

ते कृत्वा समिधा वुपास्तेतयोरपिता भुवनानिविश्वा ॥

شری نرائن سوامی نے اس منتر کا حسب ذیل ترجمہ کیا ہے:

”پہلے برہم چاری نے اس وسیع و عریض زمین اور عالم بالا (جنت) کی بھیک حاصل کی ہے۔ یعنی بھیک مانگ کر ان کا عالم حاصل کیا ہے۔ اب وہ برہم چاری (ان دونوں عالموں) کے لیے آگ کے دو لاڑ جلا کر ہوئے کرتا ہے (یعنی منتر پڑھ کر اس آگ کے گند میں مل جو، تلن وغیرہ ڈالتا ہے)۔ ان دونوں عالموں میں تمام دنیا کیں قائم ہیں<sup>(۳)</sup>۔

اُنی کے رسول یا پیغمبر ہونے کی تائید رگوید کے مختلف منتروں کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر راج بلی پانڈے نے ان مقامات کا حوالہ اس طرح دیا ہے۔

1-27-4، 1-26-9، 1-58-1، 7-2-1، 1-59-1، 1-59-3، 1-94-3

وغیرہ<sup>(۴)</sup> 1-12-4، 10-2-1، 3-1-17

(4) ”ऋग्वेद” (संशिप्त), پ. 8

(1) ”ऋग्वेद” (संशिप्त), پ. 147।

(2) ऋग्वेद (ہندوی بाष्य), پ. 1137، بाष्यकार : दयानन्द सरस्वती, सार्वदिशिक आर्य प्रतिनिधि सभा, दयानन्द निर्वाण शताब्दी संस्करण।

(3) ”वेद रहस्य”, پ. 112।

(4) ”हिन्दू धर्म-कोश”, پ. 6।

قابل ذکر ہے رگوید کے نوٹوں (منتروں کے گروپس) میں سب سے زیادہ نوٹت  
اگنی کے متعلق ہیں۔ ویدوں میں اگنی کے بارے میں تقریباً ڈھائی ہزار منتر ہیں۔ پرانوں میں بھی  
اگنی کے سلسلہ میں تفصیل درج ہے۔ شری مدھاگوت (19-1-8) میں ہے:

स्वारोचिषो द्वितीयस्तु मनुरन्मेः सुतोऽभवत् ।

द्युम्नुषेणरोचिष्मत्रमुखास्तस्य चात्मजाः ॥

یعنی نوار و جسن دوسرے منو ہوئے۔ وہ اگنی کے بیٹے تھے۔ ان کے بیٹوں کے نام  
دُو مان (دُو مان)، سُسَّن (سُسَّن) اور رَچَمَان وغیرہ تھے<sup>(۱)</sup>  
پنڈت دامو درستو لے کرنے اگنی کا پہلا معنی آگے آگے رہنے والا، اور دوسرا مفہوم  
لیڈر/قائد بتایا ہے<sup>(۲)</sup>

جبکہ ڈاکٹر راج بلی پانڈے نے لکھا ہے کہ اگنی کے قدیم ترین رُوب دنیا کے تقریباً سبھی  
زمدہب میں پائے جاتے ہیں<sup>(۳)</sup> پانڈے جی کا اشارہ منو کی طرف ہے۔ شت پتھ برآہمن  
(2-2-4-2) میں لفظ ”اگنی“، ”آگر“ سے تشکیل شدہ بتایا گیا ہے۔ شابز بھاشیہ (میہانسا درشن)  
میں بھی دو مقامات (42-2-6-1-6) پر لفظ آگری، سے اگنی لفظ کو  
تشکیل شدہ بتایا گیا ہے۔ رگوید (48-16-6) میں اگنی کے لیے آگری یہ (آگری) لفظ بطور صفت آتا  
ہے۔ لفظ ”اگنی“ کی اصل پرروشنی ڈالتے ہوئے ماہر لغت یاسک نے نوٹت (7-14) میں اس کا  
مفہوم آگر نی آگنی اگلا اور سب سے اول بتایا ہے۔ آگر یہ برآہمن (5-16)  
میں اگنی کو قائد کہا گیا ہے۔ ان کے علاوہ مختلف کتب میں اگنی کے مختلف معانی بتائے گئے  
ہیں۔ بعض نے تو اسے دیوتا اور خدا بھی تسلیم کیا ہے۔ ”آجتیہ پڑان“ میں اگنی کے سر اپا کا ذکر اس  
طرح ہے:

पिंगभूश्मरुकेशाक्षः पीनांगजठरोऽरुण ।

लागस्थः साक्षसूत्रोऽग्निः सप्तार्चिः शक्तिधारकः ॥

یعنی بھنویں (ابرو)، داڑھی، بال اور آنکھیں پیلی ہیں، جسم بھاری بھر کم ہے اور پیٹ

(1) ”ش्रीमद्भागवत“، پृ. 875، گیتا پ्रेस، گورखپور ।

(2) ”चंडو-वंद کا سुबاؤथ بھاٹ“، پृ. 531 ।

(3) ”ہندو دharma-کوشا“، پृ. 6

سرخ ہے، بکرے پر ٹیک لگائے ہوئے ہیں، آگُش مالا (آشماں) یعنی آنکھوں کا ہار لیے ہوئے ہیں۔ ان کی سات لٹیں ہیں اور طاقت حاصل کرتے ہیں<sup>(۱)</sup>۔ آگُنی کے متعلق بہت ساری تفصیل پڑاؤں میں ملتی ہے مگر اس میں کیسانیت نہیں ہے۔ مشیہ پران (۱۰-۵۱) میں اتحرا اور انگرا (अथर्वा-अंगिरा) کوان کے خاندان کا بتایا گیا ہے۔ اس پُران میں آگُنی کے خاندان پر پورا ایک باب موجود ہے۔ شری مد بھاگوت (८-۱-۱۹) میں دوسرے مَنْو: سوار و چس مُنو (स्वारोचिष मन्) کوان کا بیٹا بتایا گیا ہے۔ اگر گہرائی کے ساتھ ویدوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تو ان میں رسالت کے تصور کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں رگوید کے شلکوں کے مجموعوں (مُوٹتوں ۸-۳۳، ۱-۲، ۱-۷۴، ۱-۳۹، ۱۰-۱۶۸، ۷-۹، ۹-۶۶، ۱۰-۱۳۶، ۱۰-۱۳۷، ۱۰-۱۳۸) کو دیکھا جاسکتا ہے۔ ان مُوٹتوں کے منتروں کے اسلوب اور مفہوم سے محسوس ہو جاتا ہے کہ ان میں کے کچھ نام، رسولوں کے نام ہو سکتے ہیں۔ رگ وید کے آخری تین حوالوں میں غالباً ان کی تعداد کا تذکرہ کیا گیا ہے مگر نام نہیں دیا گیا ہے۔

★ ★ ★

---

(۴) ‘ہندو دharma-کوشا’، ص ۷।



## اوٹار واد کے بنیادی عناصر

برہمنی لڑپچر میں اگرچہ اوٹار واد کے عناصر موجود ہیں تاہم ان کے زمانہ تصنیف میں نہ تو اوٹاروں کی پوجا کی جاتی تھی اور نہ ہی ان کا کوئی خاص مقام تھا۔ ”کرشن کے اوٹار کے ساتھ ساتھ اوٹار واد کے فروع میں ایک اہم تبدیلی کا آغاز ہوا۔ اسی وقت سے اوٹار واد، عقیدت و محبت کے جذبات سے سرشار ہونے لگا۔“<sup>(۱)</sup>

خدا کے تین عقیدت و محبت اور اخلاص کا آغاز ویدوں سے ہی ہو چکا تھا۔ ان میں بھگلت (معتقد، مرید) رگوید: ۱-27-۵، بھکتی (عقیدت۔ ارادت): آنحضر ووید: ۳-6-79، بھاجا مہے بھاجا مہے (رگوید: ۳-1-156)، اور بھجت (بھجتے) بھجوید: (۱۹-۵۶) الفاظ ملتے ہیں۔ شری پی۔ وی۔ کانے نے اللہ کی عقیدت و محبت سے لبریز رگوید کے درج ذیل منتروں کی طرف اشارہ کیا ہے:

10-43-1, 1-62-11, 6-45-26, 8-1-6, 8-91-2, 1-51-13, 3-43-4, 10-42-11,  
10-112-10, 1-104, 9 اور 26-32-7 وغیرہ<sup>(۲)</sup> ان کے آغاز کے دور میں جو بھکتی کے جذبات پروان چڑھے تھے آگے چل کر ان میں انحراف آ گیا اور توحید کی جگہ شرک نے لے لی۔ بھکتی، پوجا اور اپاسنا (عبادت) یکیوں تک سمٹ گئی اور مختلف، نوع ب نوع قسم کے تصورات اس سے وابستہ ہو گئے۔ مغربی محقق بارتھ (Barth) نے لکھا ہے کہ ویدک عہد کے بعد کے ادوار میں پوچھے جانے والے دیوتاؤں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ متعدد یکش (yaksh) بھوت، پریت (حیات، خوبیت روچیں) وغیرہ عبادات کے مستحق سمجھ لیے گئے۔ آنحضر ووید میں متعدد ایسے مذہبی خیالات اور اعمال واشغال کو سند قبول حاصل ہوا جو اس سے قبل ناقابل تسلیم تھے... اس دور میں ایسا بھی ہوا کہ عوام ویدک لڑپچر سے دور ہونے لگے۔ برہمنی مذہب کے اعمال میں پچیدگی آنے لگی اور

(1) ”رم کथا”， پृ. 113।

(2) ”دharmaśāstra का इतिहास” (चतुर्थ भाग)، पृ. 455।

ویدک منسکرت اور پروہت (مہنت، پچاری طبقہ) کے مذہبی اعمال و اشغال عوام کے لیے ناقابل فہم ہو گئے<sup>(۱)</sup> مہنت اور پچاری تنگ دل اور خود غرض ہونے لگے۔ وہ خود کو سب سے اوپر سمجھنے لگے۔ برہمن عہد میں پروہت (برہمن) انسانی شکل میں دیوتا ہو گئے<sup>(۲)</sup>

آہستہ آہستہ کورے مذہبی اعمال کے خلاف آریوں میں بغاوت ہونے لگی۔ جانوروں کے ذبیحہ کے خلاف آواز اٹھنے لگی۔ یہ کہا جانے لگا کہ یہ یا گ اعمال وغیرہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ الہامی علم سب سے افضل ہے۔ یہ اپنے شد عہد (उपनیषاد-کال) تھا<sup>(۳)</sup> قابل ذکر ہے کہ خاص اپنے شد و میں ”بھکتی“، ”فظ نہیں ملتا۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ لفظ ”بھکتی“ یا گیہ وغیرہ مذہبی رسم و اعمال کی علامت (Symbol) بن گیا تھا۔ شوپیا شوپر اپنے شد (شوپتاشوپتار) عہد (उपनیषاد) میں مستعمل پ्रपنڈ<sup>(۴)</sup> لفظ رامان<sup>(۵)</sup> جیسے ویشنوفروں میں (شتر گا گٹ۔ پناہ میں) نامے اصول کی بنیاد بن گیا ہے۔ پروہتوں کے اعمال مذہبی اور رسم کے خلاف آجی ک (آجیا ک)، جین، بودھ وغیرہ مذاہب کا ظہور ہوا۔ جس وقت گوتم بدھ کی پیدائش (۵۲۳ ق م) میں ہوئی اس وقت ملک میں متعدد نظریات مروج تھے۔ پالی زبان کے ایک قدیم سوتھر میں بدھ کے زمانہ میں مروج فلسفہ کے ۶۳ نظریات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں متعدد برہمن مخالف نظریات تھے<sup>(۶)</sup>

جیویوں ( Jainiyوں ) کی مذہبی کتب میں بھی متعدد وید مخالف نظریات کا تذکرہ ملتا ہے۔ پالی زبان کے سوتھوں میں مہاتما بدھ کے معاصر زمانہ کے اہم وعدوں کا تذکرہ ہے<sup>(۷)</sup> بودھ اور جین مذہب کی موجودگی کی وجہ سے برہمن یا آریوں کے بگڑے ہوئے مذہب کو سخت نقصان پہنچا۔ لوگ بطور خاص بودھ مذہب قبول کرنے لگے کیوں کہ یہ مذہب ایک طرف انھیں انکے فطری اور اصل مذہب سے جوڑتا تھا اور دوسرا طرف انھیں یا گیہ وغیرہ سے متعلق رسم و اعمال اور خدا کے بارے میں غلط تصویرات سے نجات دلاتا تھا جن کے باñی مبانی برہمن یا پروہت تھے<sup>(۸)</sup>

(1) "Religions of India", p. 40,41 ।

(2) "बौद्ध-धर्म-दर्शन", پृ. 1, आचार्य नरेन्द्र देव, विहार राज्यभाषा परिषद 1971 । (3) "बौद्ध-धर्म-दर्शन", پृ. 2

(4) یہ شब्द عہدیکار عہد کے چیزیں ایضاً کے 21 میں 9 لٹوک میں آیا ہے، جیسا کہ ارث "شரणागत" ہی ہوتا ہے۔ اس شلوک میں ہے: "ہے رلڈ! تुम جنم رہیت ہو، اپنے جانکار جو بھی-بیہوں پر اپنے تुہاری شرणاگات ہوتا ہے اپنے کلیاں کاری دشمن میں سے سدا رکھا کرو!" یہاں اجنبیاً ایशوار کی بات ہے، جبکہ بैणیوں کے رلپ میں ماناتے ہیں۔

(5) "Cambridge History of India", Vol. 1, p. 150 ।

(6) "दीप निकाय" (1), پ. 47 سے 49, "सुत निपात" (3-6), "मज्जम निकाय" 1-198-250, 2-2 ।

(7) "मज्जम निकाय" 1-198-250, 2-2 ।

مہاتما بدھ اپنے مذہب کو زمانہ قدیم سے وابستہ کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا ہے ”اے بھکشو! میں نے زمانہ قدیم کے مستند اہل علم کا بتایا ہوا صراط مستقیم دیکھا ہے۔ اور اے بھکشو! وہ قدیم راستہ جو مستند اہل علم کے ذریعہ پھیلا ہے، کیا ہے؟ ہمیشہ اسی صحیح اور متوازن راستے کی طرح۔ اے بھکشو! یہ وہی قدیم راستہ ہے جس پر زمانہ قدیم میں صحیح طریقے سے علم حاصل کرنے والے اشخاص چلتے رہے۔ اسی راستے سے میں گیا ہوں اور اسی راستے سے چلتا ہوا میں ”بڑھاپے“ اور موت کے بارے میں اچھی طرح علم حاصل کر چکا ہوں۔ اچھی طرح جان لینے کے بعد میں نے اسے بھکشوں، بھکشوخواتین، عبادت گزاروں، مردوں اور عورتوں سے کہا ہے<sup>(۱)</sup>“

مہاتما بدھ کے مذکورہ قول سے واضح ہے کہ وہ وِشنو کے اوتار نہیں تھے بلکہ اہل علم و حکمت لوگوں میں سے تھے۔ ڈاکٹر پ. وی. کانے کے مطابق انہوں نے خود کو غیر معمولی شخصیت نہیں قرار دیا بلکہ انہوں نے یہی کہا ہے کہ میں ذی فہم و شعور لوگوں کی فہرست میں آ جاتا ہوں۔ اور وہ اس بات پر زور دے کر کہتے ہیں کہ میں اچھائیوں اور خوبیوں کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرتا ہوں۔ وہ (کوئی نئی بات نہیں ہے)، یہ اقدار تو زمانہ قدیم کی ہیں<sup>(۲)</sup> بودھ مذہب کی کتاب ”دھرم پڈ اور سنت پات (سُلْتَان)“ میں صحیح معنوں میں باکردار انسان کو برہمن کے مساوی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ مہاتما بدھ کہتے ہیں: ”میں اسے برہمن کہتا ہوں جو اپنے جسم سے، زبان سے، اور اپنی فکر سے کسی کو تکلیف نہیں دیتا، جو ان تینوں چیزوں کے بارے میں محتاط رہتا ہے اور پر ہیزگاری کا رو یہ اختیار کرتا ہے۔ کوئی شخص بختا (سادھووں کی طرح سر پر لمبے بال) رکھنے سے، حسب نسب سے اور ذات سے برہمن نہیں ہوتا بلکہ وہ شخص جس کے اندر سچائی اور اعلیٰ مذہبی اقدار موجود ہیں وہ خوشحال ہے اور برہمن ہے<sup>(۳)</sup>“

مہاتما بدھ کے ساتھ سب سے بڑی نا انصافی یہ ہوئی کہ انہیں وِشنو کا اوتار مان لیا گیا۔ وہ ساتویں صدی سے ہندوؤں کے ذریعہ وِشنو کے ایک اوتار تسلیم کیے جانے لگے اور دسویں صدی تک انہیں پورے ہندوستان میں اس شکل میں جانا جانے لگا<sup>(۴)</sup> جبکہ ان کے فرمودات، رسالت

(1) ”سंयुक्त निकाय“ (भाग 2) निदानवग्मा, पृ. 106-107, एम. लेयान फ़ीयर द्वारा सम्पादित, पालि टेक्स्ट सोसाइटी।

(2) ”धर्मशास्त्र का इतिहास“, (चतुर्थ भाग), पृ. 491।

(3) ”धर्मपद“ (391, 393), डॉ. पी.ए.ल. वैद्य का देवनागरी लिपि میں संस्करण 1934।

(4) ”धर्मशास्त्र का इतिहास“, (चतुर्थ भाग), پृ. 505।

کی طرف انگشت نمائی کرتے ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ بودھ اور جین مذہب کے اثرات سے بچنے کے لیے تدبیریں عمل میں نہ لائی گئی ہوں، ایسی کوششیں ان مذاہب کے معرض وجود میں آنے سے لے کر کئی صد یوں تک جاری رہیں۔ ان کوششوں کے تحت دیگر باتوں کے علاوہ خدا کے بارے میں نئے اعتقادات کی وضاحت اور اپنے اخلاق و اعمال میں حسب حال تبدیلی لانے کے لیے اکٹھ پڑ کی تیاری سب سے اہم کام تھا۔ مشکل حالات سے نمٹنے کے لیے جو حکمت عملی وضع کی جاتی ہے ان میں بالعموم انسانی اور ابدی اقدار بہت نمایاں نہیں ہوتے، اس وقت مقصود محض پیش آمدہ مصیبت سے نجات حاصل کرنا پیش نظر ہوتا ہے، اور ایسا ہوا بھی۔ مصیبت سے نکلنے کے لیے قدیم مذہبی کتب سے الفاظ اور علماتیں لے کر مذہبی اقدار میں تبدیلی کی گئی۔ اوتار واد کا اصول اچھی طرح وضع کیا گیا۔ مختلف دیوی دیوتاؤں کا ظہور ہوا۔ بت پرستی شروع ہوئی۔ ایک مجاز پر فلسفیانہ چیزوں کو نمایاں کیا گیا۔ مقصود کے تحت قدیم مذہبی کتب کی تشریح و تعبیر اس طرح کی گئی کہ عوام کی سمجھ میں آسکے تاکہ ان سے کام لیا جاسکے۔ انھیں اپنے ساتھ لینے کی کوشش کی گئی۔ جن چیزوں کے تین لوگوں میں بے اطمینان تھی انھیں چھوڑ دیا گیا اور ان کی محبوب چیزوں اور اعتقادات کو اہمیت دے کر باہم اتحاد کی کوشش کی گئی۔ چنان چڑا کٹھی وی کانے قطراز ہیں:

”بودھ مذہب کے پھیلاو کرو کنے، اپنے مذہبی معتقدات اور تجربات میں تبدیلی کرنے اور ہندو مذہب کو زیادہ مقبول بنانے کے لیے بہمنوں اور سماج کے دوسرا یہ لیڈروں نے قبل مسح اور بعد وفاتِ مسح صدیوں تک باہمی لین دین کی بڑی انوکھی پالیسی اپنائی تھی۔ قدیم ویدک دیوتا (اندر، ورُن وغیرہ) پس منظر میں چلے گے، متعدد ویدک یکیہ چھوڑ دیئے گئے، دیوی، گنیش اور مانٹر کا (ماٹکا) وغیرہ دیوی دیوتاؤں کو شہرت اور قبول عام حاصل ہو گیا۔ ویدک منتروں کے ساتھ پُر رَا یک منتروں (پوراणیک مंत्रों) کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ وَرَا ہمہ نے ویدک منتروں کے ساتھ عام منتروں کا استعمال کیا ہے۔ (۷۱...۷۱-۴۷، ۵۵-۷۰، ۴۷) حتیٰ کہ اپراؤک (اپراؤک) (ص ۱۵۔ ۱۲) نے دیوپُورجا میں نرسنگھ پُران اور دیوپُر تما پُرسنھا، یعنی دیوتا کی سورتی نصب کرنے میں پرانوں میں درج طریقے کی بات اٹھائی ہے۔

اس کے علاوہ آپسا (عدم تشدد)، صدقہ خیرات، ثیرتھ یا ترا (ہندو مقامات مقدسہ کی زیارت) اور روزوں پر زور دیا گیا اور یہاں تک کہہ دیا گیا کہ آخری دو چیزیں (مقامات مقدسہ کی زیارت اور روزہ) ویدک بیکیوں کی بُنیت زیادہ مفید ہیں۔ اس طرح کی تبدیلیوں نے بودھ مذہب کے اثرات کو ضرور کم کر دیا۔ پُرانوں میں درج واقعات بودھ لٹریچر (جانگ) میں درج واقعات سے ٹکر لینے لگے۔ دیوتاؤں اور اوتاروں سے متعلق کہانیاں عوام کے لیے مرکز توجہ بن گئیں<sup>(۱)</sup>، مذہب کو عوام کے لیے مزید سہل اور آسان بنایا گیا۔ اس کے باوجود کچھ ایسا بندوبست کیا گیا کہ بہنوں کی بالادستی ہر طرح قائم و برقرار رہے۔

کوشش کی گئی کہ ایسی صورت حال دوبارہ نہ پیدا ہو۔ اس دوراندیشی کے تحت متعدد گرنتھ تیار کے گئے۔ حالات کنٹرول میں آنے کے بعد ان لوگوں کو تو سزادی گئی جن کے سبب مذہبی بحران پیدا ہوا تھا۔ نظامِ زندگی سے متعلق لٹریچر اسرتیوں (सृष्टियों) یعنی یادداشتتوں کی مشکل میں تیار کیا گیا۔

رام دھاری سنگھ و نکر کے لفظوں میں: بدھست انقلاب سے ہندوؤں نے دو طرح کے سبق لیے۔ ایک تو یہ کہ مذہب وہی اچھا ہے جو عوام کی سمجھ میں آئے جس میں عوام سے کوئی بات چھپا کر نہ رکھی جائے اور جو عوام میں حوصلہ پیدا کر سکے۔ اور دوسرا یہ کہ ترک دنیا کی تعلیم پر انحصار کرنے والے مذہب کو بالآخر خود کو چنان بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ بودھ مذہب کی کامیابی اور ناکامی سے ہندوؤں نے جو سبق لیا وہ ساری کی ساری رامائیں اور مہا بھارت میں رچی بھی ہے۔ ان دو عظیم ادبی شاہکاروں کی کہانیاں عوام میں بہت دنوں سے مقبول عام تھیں، اور یہ کہانیاں صرف آریوں ہی میں نہیں، ان کے علاوہ دیگر سماجوں میں بھی چل رہی تھیں۔ یہ دنوں ادبی شاہکار بھی بہت دنوں سے تیار ہوتے آ رہے تھے مگر اب ان کی تکمیل اور پختگی کا وقت آ گیا تھا۔ کمال پر پہنچتے پہنچتے ان شاہناموں نے لوک کہانیوں کا ایسا جہت انگلیز استعمال کیا کہ ان سے ملک میں مذہبی بیداری کی لہر آگئی اور جو مذہبی رازاب تک منتروں اور اہم مذہبی تقریبات کے محفوظ گذھوں میں دفن تھے وہ کردار اور واقعات کی تفصیلات اور مذاکرات میں جلوہ گر ہو گئے۔ ہندوؤں نے اب تک جو کچھ سوچا سمجھا تھا، جتنا بھی ریاض اور تپیا کی تھی، جتنی بلندی اور پستی میں پہنچا تھا اس کا تمام حصہ ان

(1) "धर्मशास्त्र का इतिहास", (चतुर्थ भाग), पृ. 505

شاہناموں میں مختلف شکلوں میں نمایاں ہو کر کھل اٹھا۔ اس وقت سے ہندوتو کے محافظ وید اور اپنیشاد کم مگر راماائن اور مہابھارت زیادہ رہے ہیں۔ اور جس نے بھی اپنیشاد کا مطالعہ نہیں کیا مگر راماائن اور مہابھارت کو پڑھایسا نہیں ہے وہ ہندوتو کے بارے میں تو قطعاً ناواقف نہیں سمجھا جاتا۔ ہندو عوام تو ویدوں اور اپنیشادوں کے صرف نام ہی سنتے ہیں مگر ان کا مذہب وہ ہے جو راماائن اور مہابھارت میں لکھا ہوا ہے<sup>(۱)</sup>

ان دونوں گرنتھوں (ramaائن اور مہابھارت) میں اوٹار واد کے تصور کو پوری طرح رچا بسادیا گیا ہے۔ راماائن میں رام کو، اور مہابھارت میں بطور خاص کرشن کو وہنہو کا اوٹار مانا گیا ہے۔ ان میں دیگر اوٹاروں کے نام اور تفصیلات بھی آتی ہیں۔ پرانا تو اوٹار واد کے زبردست موید ہیں ہی، یہ زیادہ تر حضرت عیسیٰ مسیح کے بعد کی پیداوار ہیں۔ دونوں عظیم شاہ کار بھی اس سے کچھ پہلے وجود میں آگئے ہوں گے جیسا کہ دنکر جی کا کہنا ہے۔ رام دھاری سنگھ دنکر جی نے واضح لفظوں میں کہا ہے کہ راماائن اور مہابھارت کو (ہندو مذہب پر آئے ہوئے زوال کی) مصیبت سے نکالنے کے لیے ایک طاقتو رو سیلہ بنایا گیا۔

یہاں یہ ذکر کردنیا ضروری محسوس ہوتا ہے کہ پارسیوں کے مذہبی صحائف زنداؤیستا میں بھی اوٹار واد کا تصور موجود ہے۔ اس کتاب کے آٹھویں بخش میں ایک بُرج کے انجصار ج دیوتا کا تذکرہ ہے جو انسان، سانڈ اور گھوڑے کی شکل میں ظاہر ہو جاتا ہے اور وہ بارش نہ ہونے دینے والے بُرے دیوتا کو ہرا دیتا ہے۔ ”بہرام بیشت“، (سنہ تصنیف چوتھی صدی قبل مسیح) میں فتح کے دیوتا و رتھر گھن (वरथन) یعنی *वृत्रजन* کے دس اوٹاروں کا تذکرہ ہے<sup>(۲)</sup> شری ہے بی. کویا جی کے مطابق زیادہ ممکن ہے کہ ورثر گھن (वृथन) کا تعلق سیارگان (نکشتر) اندر سے ہو۔ فارسی میں ”وَرَثَرَ گَھَنْ“ کا نام بہرام ہے۔ ان کے دس اوٹار غالباً بر جوں کے سیارگان سے متعلق ہیں<sup>(۳)</sup>

★★★

(1) ”سنسکرتی کے چار اधیਆय“، پृ. 204، ہدیہ ایچل، پٹنام، 1988

(1) "Sacred Books of the East", Vol. 23, p. 236

(2) "Cults & Legends of Ancient Iran nad China", p. 45, Bombay, 1936

## اوتابرواد کا فروع

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ویدوں کی بنیاد پر براہمی، آرینگٹ، اپنیشاد اور پران وغیرہ معرض وجود میں آئے۔ یہ تصانیف ویدک علم کو سمجھنے سمجھانے اور حسب موقع عمل کا نتیجہ تھیں مگر ان کی وجہ سے متعدد مسائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سے ایک طرف جہاں خدا کے بارے میں کچھ ایسی باتیں منسوب ہو گئیں جو خلاف واقعہ ہیں تو دوسری طرف ویدوں کے بیش قیمت علم کو سمجھنے میں دقتیں پیش آئیں گویا جس مقصد کے لیے یہ کوششیں کی گئی تھیں وہ اسی کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ وید منزتوں کو سمجھنے میں جو شکوک و شبہات پیدا ہوئے ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پنڈت رُکھونڈن شرما لکھتے ہیں:

”ویدوں میں جوتاریخی مواد نظر آتا ہے اس کی وجہ بھی پران ہی ہیں۔ جس طرح ناموں کی فہرست کو شجرہ نسب بنا کر پرانوں نے آریوں کی تاریخ کی قدامت کو مشکوک بنادیا ہے اسی طرح ویدوں کے کرثمائی اور مسکن بیانات کو تاریخی شخصیات کے ساتھ ملا کر ویدوں میں تاریخ کا بھی احتمال پیدا کر دیا ہے پرانوں کے مصنفوں نے کوشش تو یہ کی تھی کہ ویدوں کے کرثمائی دقت بیانات کو تاریخی واقعات کے ساتھ ملا کر ان کا راز ایسے عوام تک بھی پہنچا دیا جائے جو ویدوں کی باریک بانوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ شری مد بھاگوت (28-4-1) میں لکھا بھی ہے کہ:“<sup>ہندوستان کی تاریخ کی آمیزش سے ویدوں کے راز سے پردہ اٹھایا گیا</sup>“<sup>دائرۃ الریح</sup> یعنی پرانوں میں ہندوستان کی تاریخ کی آمیزش سے ویدوں کے راز سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ مہابھارت میں بھی واضح کر دیا ہے کہ:“<sup>و</sup> ویدوں کا راز جانا جاتا ہے۔“<sup>ہندوستان کی تاریخ سے سمع پڑھتے</sup>

لیکن اس ہوشیاری کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ ویدوں سے ہی پرانوں کی تاریخ نکال رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ویدوں میں پُرُز وَا (پوروا)، آیو، نہع، بیکَتی (یوایاتی)، وَشَسْطَهُ، مِجَدُكُنْ (جمدادگن)، گُنگا، جمنا، الیودھیا، برجن (براج) اور آرزو (آرزو) وغیرہ نام ہیں<sup>(۱)</sup>

فرض کروکہ ویدنے کسی چیز کے لیے کوئی کرثمندی بیان دیا اور ادھر برہمن عہد میں اسی نام کا کوئی انسان ہوا جس کا کردار عام انسانوں جیسا تھا۔ اب کچھ وقت گزرنے پر کسی شاعرنے پر انوں کے عہد کا ایک تصور کیا اور اسی تصور میں دونوں بیانات ملا دیئے جو آگے چل کر یہ ثابت کرنے کے لیے مواد بن گیا کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں... سنسکرت لٹریچر میں اس مضمون کے متعدد ثبوت موجود ہیں۔ ٹشوامتر اور مینکا، وید کی کرثمندی چیزیں ہیں۔ ادھر دشیت اور شکننا انسان ہیں مگر دونوں کو ایک میں ملانے سے بھرت کو اندر کے بیہاں جانا پڑا۔ اندر بھی کرثمندی چیز ہیں (۲) اسی حالت میں بھرت اور دشیت کو مینکا اور ٹشوامتر کے ساتھ جوڑ کر یہ مغالاطہ پیدا کر دیا گیا ہے کہ ویدوں میں بھرت کے اسلاف کا تذکرہ ہے مگر ویدوں کو کھول کر ٹشوامتر اور مینکا والے منتروں کو پڑھیں تو ان میں انسانی بیان برائے نام بھی نہ ملے گا اور نہ اندر کے بیہاں جانے والے وید ک بھرت کا اس مادی وجود رکھنے والے بھرت سے کچھ تعلق نظر آئے گا۔

شائٹنگ (شانٹن) کی شادی گنگا سے ہوئی۔ اُدھر شائٹن کے یہاں بھکھیشم پیدا ہوئے۔ پہلا بیان ویدک ہے جو کہ کرشمائی چیزوں کا ہے اور دوسرا تاریخی! مگر دونوں کو ایک میں جوڑ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ بھکھیشم کو گنگا ندی کی اولاد سمجھتے ہیں (۳)

وید منتروں کا مفہوم نکالنے میں چوک یا غلطی ہونے کے سبب تاریخی دشواری تو پیدا ہوئی ہی، خدا کے بارے میں بھی گمراہ کن تصورات پیدا ہو گئے اور بد قسمتی سے آج تک موجود ہیں۔ تو حید، شرک میں تبدل ہو گیا، نہ تسلیہ پر تما اسٹنی (اسٹنی ن تسویہ پ्रतیما) (ن) یعنی تیری کوئی مورتی رہت نہیں ہے، (رگوید) کا مقام مورتیوں نے لیا اور خدا، رشیوں کے ذریعہ خدائی علم نازل

(1) ‘वैदिक सम्पत्ति’, पृ. 42

(2) पं. दामोदर सातवलेकर ने इन्द्र शब्द को ईश्वर का गुणबोधक नाम बताया है। उसके अनुसार इन्द्र का अर्थ होता है : परमः ऐश्वर्यवान्, स्वप्नी, सबका अधिपति। (देखियो “यज्ञवें का सुवीधा भाष्य”, पृ. 531)

(3) ‘वैदिक सम्पत्ति’, पृ. 42

کرتے کرتے خود بھی مجسم ہو کر نازل ہونے لگا یعنی اوتار لینے لگا۔ یہاں صرف اوتار کے بارے میں تذکرہ کیا جائے گا۔

ویدوں میں اوتاروں کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہ اور بات ہے کہ جوڑ توڑ کر کے ویدوں میں اوتار واد ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کوششوں پر بعض مذہبی امور پر بیسی رج کرنے والے ماہرین حیرت کا اظہار کر رہے ہیں<sup>(۱)</sup> (۲) ویدوں میں وامن وغیرہ متعلق مضامین کے تذکرے بالکل مختلف سیاسی سیاق و سبق میں آئے تھے<sup>(۳)</sup>

درحقیقت اوتار واد کا آغاز سب سے پہلے برہمنی لٹریچر کی تیاری کے وقت ہوا تھا۔ ان کتب کے ذریعہ اوتاروں کے اصول کا آغاز ہوا مگر اوتار پوجا کا رواج بعد میں شروع ہوا۔ شست پچھہ براہمن: (۶...۱-۱-۸) میں متنشیہ اوتار کا تذکرہ ہے۔ اسی کتاب کے میں کوڑم (پچھوا) اور وراثہ اوتار (خنزیر اوتار) کا ذکر آیا ہے۔ تینیز یہ براہمن (۱-۱-۶)، تینیز یہ آرنیگ (۱-۳۰) تینیز یہ سنگھتا (۱-۳-۱۱) میں بھی وامن اوتار کا تذکرہ ہے۔ زنگھ اوتار کی گنجھا (کہانی) سب سے پہلے تینیز ہ آرنیک کے ضمیمہ (۱۰-۱-۶) میں ملتی ہے۔ اس کے بعد یہ کہانی مہابھارت کے نارا پیشیہ اپا کھشیان 73-326-12 اور (36-12)، بہری و شپر ان (۱-41) اور وشنو پر ان (۱-16) وغیرہ میں بھی آئی ہے۔ شروع ہی سے وامن اور زنگھ اوتار کا تعلق وشنو سے تھا جب کہ متنشیہ، گوڑم اور وراثہ اوتاروں کا تعلق شروع میں پرچاپی (خالق کائنات) برماء سے تھا۔ متنشیہ پر ان میں آیا ہے کہ بھرگو (भूग) کی بیوی کا قتل کرنے کی وجہ سے بھرگو نے وشنو کو سات بار انسانی قالب میں اوتار لینے کی بد دعا دی تھی (47,106)۔ لئگ پر ان میں بھرگو رشی کی بد دعا کی وجہ سے دس اوتاروں کا ذکر ہے۔ (باب 26,29)۔

اوخار پر متنی ان کہانیوں کی وجہ سے خدا کے اسماء صفاتی بذات خود شخصیات بن گئے۔ وشنو کے معنی پھیلا ہوایا ہمہ گیر ہوتا ہے۔ اسی مفہوم میں وہ رب یا مر بی کا سمبول ہے۔ پھیلا ہوا ہونے کی وجہ سے اسے سورج کی مانند ہی سمجھا جاتا ہے۔ یہ نام اپنے وسیع مفہوم کی وجہ سے بہت زیادہ رانج ہوا۔ پھر اوتار کی کہانیوں سے یہ بات جوڑ دی گئی کہ وہ ہمہ گیر اور رب کائنات ہونے کی وجہ سے

(3) "جن جان"، مارچ 1994، پ� 37

(4) "वैष्णव धर्म"، پ� 54، परशुराम चतुर्वेदी، राजकमल प्रकाशन।

جہاں اور جب چاہے مادی جسم اختیار کر کے آتا اور دنیا کی بھلائی اور انسانوں کو تکلیف سے نجات دینے کا کام کرتا ہے۔ گیتا (4:7) کے مطابق وہ دین کوئے سرے سے قائم کرنے کے لیے بھی اوخار لیتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لفظ و شنو سے خدا کے سارے اسماء صفاتی جڑ گئے۔ پہلے یہ نام اندر اور پرجاتی (پ्रजاتی) سے متعلق تھے جس کے معنی بالترتیب مالک اور رب کے ہیں۔ شری بی۔ کے۔ گوسوامی رقم طراز ہیں: وشنو کے لیے ہرمن، کیشنا، واسو، ویشن، ویشن، ویشن، ویشن، ویشن، ویشن، ویشن و ویشن و سُس (وہ حکیم) جیسے نام زمانہ قدیم میں اندر رہی کے لیے استعمال ہوتے تھے یا اندر سے متعلق کسی چیز کو ظاہر کرتے تھے اور وہ آہستہ آہستہ وشنو کے کئی ناموں اور القاب کی بنیاد بن گئے (۱) اتنا ہی نہیں چکر پانی (چکپانی) اور کرشن جیسے وید لفظ بھی اس سے متعلق ہو گئے (۲) وشنو کی اہمیت بڑھ جانے وجہ سے وہ منسیہ، گوزم اور ورآہ اوتار بھی تسلیم کیے جانے لگے اور پرجاپتی (رب) کا مقام حاصل کر لیا۔ مہا بھارت کے نارا یتیہ اپا گھیان (उपाख्यान) 72-326: (12-12) اور (41-337-12) اور ہری وشن پُران (1-41) میں ورآہ اور وشنو کا تعلق مان لیا گیا۔ آگے چل کر تینوں کا نام لے کر ایک ایک مہا پُران کی تصنیف ہوئی جس میں یہ ثابت کیا گیا کہ وشنو اور پرجاپتی ایک ہی ہیں، الگ الگ نہیں ہیں۔ اوخار واد کا وہ راشوک کے زوال کے بعد ۱۸۷ قم سے ۳۲۰ تک تسلیم کیا گیا ہے (۳)

### رام بھکتی کا آغاز

جہاں تک رام چند رجی کے اوخار کا تعلق ہے تو اس کا کوئی رشتہ برآہمن یا دیگر قدیم ہندو مذہبی کتب میں نہیں ملتا۔ ہاں، ریگ وید (14-93-10) میں لفظ ”رام“ کا تذکرہ ضرور ملتا ہے۔ اسی وید میں سیتا، دشرتھ، اکشوناؤ (یکشاک) کا ایک ایک بارذ کر ہوا ہے۔ آئیت یہ برآہمن (34...27-7) میں رام مارگ ویہ رام مارگ ویہ شت پچ برآہمن 7-6-4 میں رام اور پیشوونی (رام اور پیشوونی) اور جیمنیہ اپنہنڈ برآہمن (جیمنیہ اپنہنڈ برآہمن) میں رام کرا تو جاتیہ

(1) "The Bhakti cult in Ancient India", p. 101, 102, Calcutta, 1992

(2) "वैष्णव धर्म", پृ. 14, 15, परशुराम चतुर्वेदी।

(3) "مध्यकालीन سماحت میں اوخار واد", ڈا۔ کپیل دیو پاٹھی، چौखम्भा ویद्यا بھवन، پृ. 21, 1963 ہے۔

ویا گھر پد یہ (رام کتابتی و فایاض) کا تذکرہ ملتا ہے۔

ان تذکروں سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ وید اور براہمن گرنتھوں (لٹریچر) کے لیے لفظ ”رام“ غیر معروف اور نام انوس نہیں تھا مگر مستشرق فادر کامل بلکے کے مطابق ان کارامائیں کے رام سے کوئی تعلق ممکن نہیں معلوم ہوتا<sup>(۱)</sup> شری پرشورام چتر ویدی کا بھی یہی خیال ہے<sup>(۲)</sup> مہابھارت اور رامائیں میں دی گئی رام کتھاؤں (رام چندر سے متعلق کہانیوں) کا تجزیہ کر کے اور ان کے مخصوص اجزاء پر ویدک لٹریچر میں دستیاب بعض حوالوں کے نقطہ نظر سے غور و فکر کر کے ڈاکٹر یعقوبی نے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ دشتری رام و پد ک دیوتا اندر کے ایک دیگر شکل مخفی ہیں اور درحقیقت اندر ہی مغربی ہندوستان میں برام اور مشرقی ہندوستان میں دشتری رام کے دواں الگ الگ روپوں میں فروغ پا گئے<sup>(۳)</sup> شری چھتا منی و ناگین ویدی یہ جیسے اس کارلوں کی یہ رائے ہے کہ رگ وید میں وارد لفظ رام، داش رتھی رام (داشراथی رام) ہی ہیں۔ اس ضمن میں بحث و نظر کی گنجائش ہے۔ پہلی تو یہ کہ ایسا ہونا ممکن ہے، رام بھی ایشور کا اسم صفاتی رہا ہو، اور دوسری یہ کہ رام نام کا کوئی انسانی وجود رہا ہو، اور تیسرا یہ کہ ہو سکتا ہے، صفاتی نام ہی انسانی شخصیت کی شکل میں بیان کر دیا گیا ہو۔ بر اہمن لٹریچر کے راموں کو شری کامل بلکے تاریخی مانتے ہیں<sup>(۴)</sup>

اسی طرح شری پرشورام چتر ویدی بھی داشتری رام کو مہا پرپش (عظمیم ندھمی روحانی پیشووا) تسلیم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: بدھ ندھب نے ادھر گوم بدھ کو سب سے زیادہ اہمیت دے کر ان کے بارے میں بدھست روایتوں (جاتکوں) کی تصنیف شروع کی اور اسی طرح ادھر و شنو و حرم نے اپنے انداز میں وشنو کے اوخاروں کا تصور کر لیا ہو..... اوخاروں میں کرشن، بھارگو رام اور داشتری رام (داشراٹھی رام) کا بھی شمار ہونے لگا۔ کرشن کے وشنو کا اوخار بن جانے پر ایک عظیم تغیریہ واقع ہوا کہ ان اوخاروں کی پوجا بھی کسی نہ کسی شکل میں شروع ہو گئی۔ اس لیے داشتری رام جو پہلے کی روایات یا بیانات کے مطابق مخفی ایک عظیم انسان سمجھے جاتے تھے وشنو کا اوخار ہوتے ہی معبد دیوتا کی شکل اختیار کر لی اور ان کے کردار پر مبنی بیانات میں آہستہ آہستہ بڑھتی جانے والی ماورائی فوق

(1) "رامکಥا", پ. 18

(2) "वैष्णव धर्म", پ. 62

(3) "رامکಥا", پ. 80

(4) "رامکಥا", پ. 18

الفطرت صفات نے انہیں ایک نہایت اعلیٰ مقام عطا کر دیا<sup>(۱)</sup> اور اُتر کانڈے میں ہی رام اوتار کا موثر بیان درج ہے۔ یہ دونوں کانڈے (ابواب) بعد میں شامل کیے گئے<sup>(۲)</sup> تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ رام کی پوجا کرشن کی پوجا کے بعد شروع ہوئی۔ جبکہ اوتاروں کی ترتیب میں رام پہلے آتے ہیں۔ رام بھتی کا آغاز نویں صدی میں تمل ناڈ و صوبہ کے آلوار سنہٹ گل شیکھ آلوار کی تحریروں سے ہوا، اسے تسلیم کیا جاسکتا ہے..... ان کی تصانیف کا پانچواں حصہ رام سے متعلق ہے جس میں ان کے تینیں نہایت لطیف اور گہری عقیدت ظاہر کی گئی ہے<sup>(۳)</sup> ڈاکٹر آر. جی. بھنڈار کرا تو یہاں تک خیال ہے کہ رام بھتی کی حقیقی تبلیغ گیارہویں صدی عیسوی میں شروع ہوئی<sup>(۴)</sup> سوامی رام بھاجاریہ کے زمانہ (بارہویں صدی) میں رام بھتی نے منظم شکل اختیار کی اور چودھویں صدی میں رام کی پوجا و شنو کے سابق اوتار کی شکل میں ہونے لگی<sup>(۵)</sup> نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے راما بیویوں کی تصنیف شروع ہوئی جن میں آڑھیتم راما ن (آध्यात्म راما<sup>(۶)</sup> راما<sup>(۷)</sup> یا راما<sup>(۸)</sup> اور آڑ بھٹ راما ن (آدھیتم راما ن) خاص ہیں۔ رام پڑھت مائیں کی بنیاد پر غالباً دسویں صدی میں ”آڑھیتم راما ن“ کی تصنیف عمل میں آئی۔ پرانوں اور دیگر صحیفوں نے بھی رام چندر جی کو شنو کا اوتار بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ لفظ ”رام“ کے مصدر کا مفہوم سُہانا، آرام دہ، مسرت افرا، خوبصورت، محبوب اور دلچسپ وغیرہ ہے<sup>(۹)</sup> اُپنڈوں کے مطابق رام اس دل یارو ح کو کہتے ہیں جو عقل و فہم، اچھی صواب دید، رحم، دوستی اور خوشی وغیرہ خوبیوں سے مالا مال ہے<sup>(۱۰)</sup>

★ ★ ★

(1) ”वैष्णव धर्म“, پृ. 65

(2) ”वालीकि रामायण“ के सम्बन्ध में अनुसंधान करने वाले डॉ. याकोबी जैसे विद्वानों का یہ مत है।

(3) "Journal of the Shree Venkateswar Oriental Institute", Thrupathi, Vol. 3, p. 166, 19421

(4) "V. S. &amp; Minor Religious Systems", p. 471

(5) ”वैष्णव धर्म“, پृ. 67

(6) ”संस्कृत-हिन्दी कोश“, پृ. 854, वामन शिवराम आटे, मोतीलाल बनारसी दास, दिल्ली, 1989

(7) ”कल्याण“, राम-अंक, پृ. 39

## کچھ دیگر مکاتب فکر اور فرقے

ان کے علاوہ بعض دیگر مکاتب فکر (مت)، اور فرقے (سمپرداۓ) ہیں جو ویشنوفروں کے تحت آجاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ فرقے قابل ذکر ہیں:

وِشنو سوامی سمپرداۓ، گوڑیہ سمپرداۓ، راماوٹ سمپرداۓ، رام داسی سمپرداۓ، اُدھوی سمپرداۓ (سماں سامپردی) یا سوامی ناراین سمپرداۓ، مہا پُرشیا سمپرداۓ، پُرانی سمپرداۓ، ستانی سمپرداۓ، اور کری سمپرداۓ، بُر داسی سمپرداۓ اور مہا بُنھا سمپرداۓ۔

ان تمام سمپردایوں (فرقوں) کی حیثیت بالعموم ذیلی فرقوں کی ہے۔ یہاں ان فرقوں کا مختصر ابात ترتیب ذکر کیا جائے گا:

**۱- وِشنو سوامی سمپرداۓ:** سب سے پہلے ہم سوامی سمپرداۓ کو لیتے ہیں۔ وِشنو سوامی دسویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں مگر ان کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر بھانڈار کرنے ناجاہی کے مشہور گرنتھ "بھکت مال" کی بنیاد پر "گیان دیوکا گڑو" کہہ کر انھیں تیرہویں صدی کا بتایا ہے۔ ان کے مطابق وہما چاریہ کا مکتب فکر وِشنو سوامی ہی کے مکتب فکر کی تقلید کرتا ہے<sup>(۱)</sup>۔

وِشنو سوامی کے مت میں زرگنگ اور گوپاں دونوں کی پرستش رائج تھی۔

**۲- گوڑیہ سمپرداۓ:** گوڑیہ سمپرداۓ شری چینیہ سے تعلق رکھتا ہے جو مغربی بنگال کے نادیہ مقام پر ۱۳۸۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے چھ سال تک مختلف مقامات پر گھوم پھر کر کرشن بھکتی کی تبلیغ کی۔ بعد میں ان کے پیرو انھیں کرشن کا اوتار مانے گئے۔ شری پر شورام چترویدی لکھتے ہیں:

(1) Vashnavism, Shavism & Minor Religious systems, P 109, 110.

”اپنے تبعین کے ذریعہ وہ خود کرشن کے ہم شکل سمجھے جانے کے سب ”شری کرشن چینیہ“ کہے جانے لگے اور بہت زیادہ گورے پڑھنے کی وجہ سے ان کا نام گورانگ پر بھو (گیارہنگ مہاپرم) بھی پڑ گیا۔“

ان کے فرقہ کو ”چینیہ“ یا گنو ٹریس سپر دائے، بھی کہا جاتا ہے جس کا تعلق نمیر کا چاریہ کے سنگ سپر دائے کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔

**۳- راماوت سمپر دائے** : راماوت سمپر دائے کے بانی رامانند جی تھے جن کی پیدائش پریاگ کے ایک کامیئے لگج (کانچکوچ) پریوار (برہمنوں کی ایک ذیلی ذات) میں ۱۲۹۹ءیں ہوئی تھی۔ انھیں کاشی کے راگھوانند جی نے شری سپر دائے میں داخل کیا جو رامانج سلسلہ کی پانچویں نسل میں پڑتے ہیں۔

**۴- شری سپر دائے** : شری سپر دائے میں نارائن کی پوجا کے بعد وشنو لکشمی کی پوجا شروع ہو چکی تھی۔ رامانند جی نے رام اور سیتا کی پوجا شروع کی۔ وہ وشنو کے کامل اوپار کی شکل میں رام کی پوجا کے حقیقی بانی سمجھے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ رام کی پرستش دراصل وقت کا تقاضا تھا۔ ان کے شاگردوں میں کیمیر داس بھی تھے جو نہ تورام کو دشتر تھکا بینا تسلیم کرتے تھے اور نہ ہی اوپار۔ انھیں وہ زمانے کی قید سے آزاد، غیر مولود اور غیر محض مانتے تھے۔ شری رام دھاری سنگھ دنکر قم طراز ہیں:

”اسلام کا عقیدہ توحید، کیمیر داس کو بہت پسند تھا۔“<sup>(۱)</sup>

کیمیر پنچھی (سنٹ کیمیر داس کے پیرو) کیمیر داس جی کو اوتار تسلیم کرتے ہیں۔

**۵- رام داسی سمپر دائے** رام داسی فرقہ میں بھی رام قابل پرستش دیوتا ہیں۔ اس فرقہ کے بانی رام داس جی تھے۔ ان کی پیدائش ۱۶۰۸ء میں، اور وفات ۱۶۸۲ء میں ہوئی۔ وہ شواجی کے گرو تھے۔ رام داس جی کو لوگ ہنومان کا اوپار مانتے ہیں۔ انھوں نے مختلف مقامات پر ہنومان کی گیارہ مورتیاں نصب کی تھیں۔

**۶- اُدھوی سمپر دائے** : اُدھوی سمپر دائے (اُدھوی سپر دائے) کے بانی سہج انند جی

(1) ”санскریت کے چار ادیயाव“، ص 384

(سہجاناند جی) تھے۔ ان کی پیدائش یو۔ پی۔ کے گونڈ اصلاح میں چھپیا نام کے گاؤں میں ۱۷۸۹ء میں ہوئی تھی۔ وہ سوامی نارائن کے نام سے مشہور ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ فرقہ ولہما چاریہ کے رذر سمپرداۓ یا ”پُشٹی مارگ“ کی خامیوں کی اصلاح کے لیے قائم کیا تھا۔ ان کے پیروں نہیں سوامی نارائن کی شکل میں خود پر برم (پربراہم) کا اوتار تسلیم کرتے ہیں۔ انھیں ”پرکٹ پرشوم“، یعنی حاضر خدا، بھی کہا گیا۔ اس فرقہ میں شری سمپرداۓ کے چار بازوں والے وشنو کی جگہ دو بازوں والے وشنو ہی کی پوجا ہوتی ہے۔ اس کے پیروں ان گجرات میں پائے جاتے ہیں۔

**۷- مہا پُر شیا سمپرداۓ** : مہا پُر شیا سمپرداۓ (سما پوری شیا سما پوری) کا ابتدائی نام ”ساتن بھاگوتی دھرم“ تھا۔ اس کے بانی آسام کے شنکر دیو تھے۔ ان کی پیدائش ۱۲۳۹ء میں ہوئی تھی۔ اس فرقہ کے لوگ آسام میں پائے جاتے ہیں۔ شری مد بھاگوت کے تینیں ان کے پیروں کو خاص عقیدت ہے۔ اس فرقہ میں کرشن کے ساتھ رادھا کو اہمیت نہیں دی جاتی۔

**۸- پر نامی سمپرداۓ** پر نامی سمپرداۓ کے بانی مہا متی (مہاتما) پران ناتھ (1618-1694) تھے۔ ان کا پیدائشی نام میر راج ٹھا کر (مہراج ٹاکر) تھا۔ وہ خاص طور سے پانا جی میں رہتے تھے۔ انہوں نے زور دار الفاظ میں وسیع تر انسانی مذہب اور توحید کا پیغام دیا۔ انہوں نے خود کو مسلمانوں کا امام مہدی، عیسائیوں کا مسیح اور ہندوؤں کا ملکی اوتار بتایا۔ انہوں نے لکھا ہے:

�ाही नाम की कितावें याही नामें ल्याए पैगंमर।

ए जो कही बड़ई इनों की, सो सब बीच आखर। 17।

जाकी बड़ई लिखी कुरान में कितावों और पैगंमर।

जापर मोहर महंमद की, सो सबों देसी फल फजर। 18।

कै बड़े कहे पैगंमर पर एक महंमद पर ख्रतम

مطلوب یہ کہ پہلے سے نازل شدہ کتابوں کے ناموں سے موسم کتابیں دوبارہ انہی پیغمبروں کے ذریعہ مہا متی میں نازل ہو کر لائی گئیں۔ ان گرنتھوں اور اوتاری (بمعنی پیغمبر) انسانوں کی عظمت بھی آخرت میں روحانیت یا معرفت کا علم آجائے کی بنا پر پہچانی گئی۔ جن جن اوتاری انسانوں، پیغمبروں اور مذہبی کتب کی تعریف قرآن میں درج ہے اور جن جملوں پر محمد کی مہر لگی ہے یا انھیں دوہرایا گیا ہے ان سب کو آخرت کے دن فخر یا جاگنی لیلا میں نجات کا شرہ ملنے والا

(1) ”مادر فکر ساگار، کیمیا مات نامہ“، پृ. 36-39، شری پرا� ناٹھ میشن، نیو دیلی، 1990

(2) ”ہندو تھر“، پृ. 741

ہے۔ مذہبی کتب میں متعدد پیغمبروں کو عظیم کہا گیا مگر محمد صاحب پر سلسلہ رسالت ختم ہوا۔ رسول محمد آخری پیغمبر ہوئے (۱) ۔

شری رام داس گوڑ لکھتے ہیں کہ ”پڑ ان ناتھ بھی بھگوان کرشن کے ساتھیہ درشن کی پرستش کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کے پیروکاروں یعنی ہیں اور گجرات، راجستان اور بندریں کھنڈ میں زیادہ پائے جاتے ہیں (۲)۔

**۹- ستانی سمپردائی:** ”ستانی سمپردائے“ کے ماننے والے زیادہ تر شودر ہیں۔ یہ لوگ تمیل وید کو مانتے ہیں تاہم ویشنوفرقہ کے تحت آتے ہیں۔ یہ لوگ مندروں میں کام بھی کرتے ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ عملاً تمدنیوں، انہڑا پر دلیش اور میسور کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

**۱۰- واد کری سمپردائی:** ویشنو مذہب کے تحت مہا راشٹر کا ”وارگری سمپردائے“ بھی آتا ہے۔ پنڈریک اس کے بانی تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ان کی زندگی کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی تاہم انھیں بھکتی کے دور ہی کی شخصیت شمار کیا جاتا ہے۔ مہا راشٹر میں پنڈھر پورنام کے مقام پر اس فرقہ کا ایک مشہور متبرک مقام ہے۔ وہاں ٹھہل ناتھ بھی کی مورتی ہے۔ ٹھہل ناتھ بھی کو کرشن کے بچپنے کی شخصیت مانا جاتا ہے۔ پرانوں میں ٹھہل ناتھ بھی کا تذکرہ نہیں ملتا۔ ممکن ہے، ویجا چاریہ کے بیٹے ٹھہل ناتھ بھی سے ان کا کوئی تعلق ہو۔ ٹھہل ناتھ بھی کے معتقد سال میں کم از کم دوبار پنڈھر پور کا سفر کرتے ہیں۔ اس زیارت کو ”واری“ نام دیا گیا ہے اور یہ اسفار کرنے والے ”وارگری“ کہلاتے ہیں۔ وارکریوں ہی کی ریاست میں مددھوا چاریہ کے دویت ★ واد کے فلسفہ پر مبنی ایک فرقہ ہے جسے ”ہری داسی“ یا ”داس ٹوئی سپرداۓ“ کہتے ہیں۔ یہ لوگ ٹھہل بھی کے پیروکار ہونے کے ساتھ ہی تروپتی کے (وکنکو) اور اڑپی کے پانڈو رنگ کے بھی پرستار ہیں۔ پانڈورنگ کے معنی کرشن ہوتا ہے۔

**۱۱- مہا نوبھاو پنٹھ:** مہا نوبھاو فرقہ (مہا نوبھاو پنٹھ) مہا راشٹر میں اپنی جائے پیدائش گجرات سے بعد میں پہنچا۔ اس فرقہ کو مہا راشٹر میں ”مان بھاو پنٹھ“ (مان بھاو پنٹھ پنٹھ) کہتے ہیں

★ ایک پ्रسیڈھ دरشن جس میں پرکृतی تथا چेतन پुरुष ہیں جگات کا مول مانا گیا ہے۔ (انुواردک)

جبکہ گجرات میں اسے آچھیت پنچھ (آچھوت پنچ) کہتے ہیں۔ اس پنچھ کے بانی کرشن بھٹ جو شی تھے۔ ان کی پیدائش ۱۸۰۷ء میں جنوبی ہند میں ہوئی تھی، ایسا بتایا جاتا ہے۔ اس پنچھ کے معبد شری کرشن ہیں، اور گرو دتا تریسیہ (گورو دتا تریسیہ) کی بھی پوجا کی جاتی ہے۔ دتا تریہ کا شمار و شنو کے اوپار میں ہوتا ہے۔ اس کے مانے والے بت پرستی کو نہیں تسلیم کرتے البتہ کرشن کی راس لیلا اور بھجن کو اہمیت دیتے ہیں۔ اس پنچھ کے لوگ اپنے دھرم گرنتھوں اور اپنی خصوصیات کو چھپاتے رہے ہیں۔



## اوتاب واد پُرمنی کہانیاں - ایک جائزہ

وِشنو کے مختلف اوتابوں کی کہانیاں پُرانوں ہی میں بطور خاص ملتی ہیں۔ اوتاب واد، پُرانوں کا اہم جزو ہے۔ مہا بھارت میں بعض دیگر کچھ خاص اوتابوں کے تذکرہ کے علاوہ کرشن جی پر اچھا خاصا مواد دستیاب ہے۔ اسی طرح رام چندر جی کی کہانی بہت تفصیل سے راما نیوں میں ملتی ہے۔ پُرانوں کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان میں تقریباً تمام اوتابوں کی کہانیاں موجود ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ ان تمام کہانیوں میں یکسانیت ہو۔ اور یوں بھی، کسی بھی موضوع پر ایک پُران، دوسرے پُران کی تائید نہیں کرتا، اپنی بات کچھ دوسرے ہی الفاظ میں پیش کرتا ہے۔ ایک طرف جہاں پُرانوں کے اوتابوں کا بہت ہی کھل کر بیان ہے وہیں دوسری طرف شیو (شیو) کے بھی اوتابوں کا تذکرہ شیو سے متعلق پُرانوں میں ملتا ہے۔ اسی طرح دیوی اور سورج وغیرہ کے اوتابوں کا تذکرہ شاکن्त اور سونور (شاؤکت اور سونر) پُرانوں میں ہے۔ بھوئیشیہ پُران (भविष्य पुराण) میں سورج کو سب سے افضل، قابل پرستش معبد ٹھہرایا گیا ہے اور ننداء، بھندر، سوئیمیہ، کامند، پتھر دوت، بجے، جیفٹ، وبے، آوتیہ بھنگھ، (आदیत्यभیسुخ) پر دَنے، روگہا (روگا) اور مہا شویت نام (اوتاب) بنائے گئے ہیں<sup>(1)</sup>۔

اوتاب کی کہانیوں کے جائزہ کے اس باب میں وشنو کے اوتابوں سے متعلق باقاعدہ پرہی خاص طور سے فوکس کیا جائے گا کیوں کہ انھی کے اوتاب زیادہ مشہور ہیں اور تفصیل سے ان کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ شیو کے اوتابوں اور دیوی کے اوتابوں کا تفصیلی ذکر، پُرانوں میں ملتا ہے۔ دراصل یہ اوتاب وِشنو کے اوتابوں کے جواب میں مسابقت کی شکل میں نکلے تھے مگر وشنو جیسی شہرت نہ حاصل

(1) "भविष्य पुराण", (پرथام خण्ड)، پृ. 168، سنسکریت سंस्थान، वरली।

کر سکے۔ تمام خاص اوتاروں اور ان پر مبنی مٹوں (Sects) اور فرقوں کی بالعموم یہ خصوصیت رہی ہے کہ وہ خود کو سب سے قدیم اور مشہور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ بالعموم ایسا نہیں ہوتا۔ ایسے اوتاروں کی بھی کمی نہیں جن کا نہ کوئی مَسْتَ (مسٹ) ہے اور نہ فرقہ۔ لہ روایت کے مطابق انھیں اوتار کہہ دیا جاتا ہے۔ بعض اوتار پر جنم (عقیدہ ناسخ) کے تصور سے متاثر نظر آتے ہیں۔ مہا بھارت میں دیوتاؤں اور راکششوں کے اوتار لینے کے عمل کو اس پس منظر میں دیکھا جاسکتا ہے۔

## پُرانوں کی قدامت

یہ امر متفق علیہ ہے کہ پُرانا ہی اوتار واد کے تصور کی تائید کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا پُرانا اسم باسمی ہیں؟ اپنے نام کے مطابق قدیم ہیں؟ پُرانوں کا مطلب ”پُرانا“ ہوتا ہے۔ زرگُت (نیروکٹ 3-19) کے مطابق جزو مانہ ماضی میں نیا تھا وہ ”پُرانا“ ہے۔ پدم پُران (5.2.26) کے مطابق جو قدیم روایت کو بتاتا ہے وہ پُران ہے۔ اسی طرح ”بُر ہماڑ پُران“ (برہماण्ड پُران) پورا� میں آیا ہے کہ زمانہ قدیم میں یہ ہوا تھا۔ اس طرح کا جو واقعہ ہے اس کو پُران کہتے ہیں۔ درحقیقت پورا عِنک کھاؤں (پُرانوں میں درج کہانیوں) اور بعض کرداروں سے شجرہ نسب کے ذریعہ ان کی قدامت ثابت کی جاتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہ لڑپچھ تاریخی کتب ہیں؟ اس سلسلہ میں کئی آراء ہیں۔ کچھ اسکارلوں کا خیال ہے کہ ان میں تاریخ نہیں ہے۔ جبکہ کچھ دوسرے محققین کا خیال ہے کہ تمام کے تمام پُران تاریخی کتب نہیں ہیں۔ مغربی محققین کے ساتھ ہی کچھ ہندوستانی اسکار بھی انھیں قصور اتنی اور دیو مالائی (Mythology) خیال کرتے ہیں۔

”عام طور سے تعلیم یا نتہ طبقہ پُرانوں میں درج واقعات کو ناممکن کہہ کر انھیں بالکل فرضی قرار دیتا ہے۔“<sup>(1)</sup> کلپن، میکلڈ ولن، میگیس مُؤکر، ونڈر نیشنر، راتھ وغیرہ نے تو پُرانوں کے علاوہ مہا بھارت اور راما ن کو بھی صد فیصد باطل اور بے حقیقت قرار دیا ہے۔ کیمرون ہسٹری کے ایڈیٹر رپسون نے لکھا ہے: پُرانوں میں درج شجرہ نسب کا ویدک لڑپچھ سے قبل اطمینان تعلق ناممکن محسوس ہوتا ہے<sup>(2)</sup>۔

(1) ”भारत में प्रतीक पूजा का आरंभ और विकास“, पृ. 85।

(2) "Cambridge History of India", Vol.1 p. 306।

ڈاکٹر پی. وی. کانے پُرانوں میں قدیم بیانات کی موجودگی سے انکار نہیں کرتے مگر انھیں تلاش کرنا ان کے نزدیک کٹھن ہے۔ ان کا کہنا ہے: یہ صحیح ہے کہ پُرانوں، اور کچھ دستیاب ذیلی پُرانوں (उप-پورا�وں) میں بہت سے قدیم رُذ میہ بیانات اور روایات (Traditions) پائی جاتی ہیں مگر یہ بیانات وغیرہ اس طرح کے بہت سے ہاتھوں میں پڑ کر گندے ہو گئے یا بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں کیوں کہ مخصوص فرقہ نے اپنے معتقدات اور مسلمانات کو ابھارنے کے لیے یا اپنے فرقہ کے طریقہ عبادت (پوجا فحشتی) کو عظمت اور فضیلت کا درجہ دینے کے لیے بیانات اور روایات میں اتنا اضافہ کر ڈالا ہے کہ ان سے صحیح بات نکالنے سے پہلے اور قدیم اور عہد و سلطی کے عقیدوں اور ہندوستانی سماج کی عمومی صورت حال کو جانتے کے لیے ہمیں بہت ہوشیار اور چوکنار ہنپڑے گا<sup>(۱)</sup> اس بنابر غالباً پُرانوں میں آمیزش ہو گئی اور وہ اپنی اصلی شکل کھو بیٹھے۔ مصنفِ مذکور ہی کے الفاظ میں: پُرانوں کے سلسلہ میں بہت سے الحاقی مضامین کا غیر اخلاقی اور غیر قانونی وجود اور تجاوزات کچھ کم نہیں ہیں۔ ۱۸ پُرانوں، ان کی تعداد اور مضامین کے سلسلہ میں بہت سے خطرناک الحاقی حصے ہیں مگر پُرانوں میں نہایت قدیم باتیں درج ہیں اور وہ اپ پُرانوں (ذیلی پُرانوں) کی نسبت زیادہ قابلِ اعتماد ہیں کیوں کہ ان کے اقتباسات آٹھویں اور نویں صدی کے مصنفین یا ان سے بھی پرانے مصنفین کی تحریروں میں مل جاتے ہیں<sup>(۲)</sup> ”مہابھارت میں متعدد مقامات پر لفظ ”پُران“، صیغہ واحد میں استعمال ہوا ہے<sup>(۳)</sup> جس سے محسوس ہوتا ہے کہ کوئی ایک پُران رہا ہو گا جس نے آگے چل کر زبردست لڑپچھر کی شکل اختیار کر لی ہو گی۔ پُرانوں کی فہرست میں ۱۸ مہاپُرانوں ہی کی خاص اہمیت ہے۔ یوں تو بہت سے پُران ہیں جن کی مجموعی تعداد ۳۷ ہے۔ مہاپُرانوں کے زمانہ تصنیف کا تعین اگرچہ مشکل ہے تاہم ان کا ٹائم فریم طے کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر پی. وی. کانے کے مطابق ”مہاپُرانوں میں زیادہ تر پانچویں یا چھٹی اور نویں صدی کے درمیان کی تصنیف ہیں یا اس دوران ان کی تیکیل ہوئی<sup>(۴)</sup> (۳) شری مدھاگوت مہاپُران

(1) ”دharmaśāstra का इतिहास“ (चतुर्थ भाग), पृ. 387।

(2) ”dharmaśāstra का इतिहास“।

(3) دی�یए: آदि پر्व 5-2, 31-3, 4 اور 51-6 اور 65-52, उद्योग पर्व 78-47, 48 कर्ण पर्व 34-44, अनुशासन पर्व 22-12, शान्ति पर्व 208-5। کہنੀ-کہنੀ یہ شब्द बहुवर्तन में ‘‘भी है, जिसके हवाले यहां नहीं दिए जा रहे हैं।

(4) ”dharmaśāstra का इतिहास“ (चतुर्थ भाग), पृ. 398।

چھٹی سے نویں صدی کے درمیان کی تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ قبل ذکر ہے کہئی پُرانے اویں۔ ۱۸ اویں صدی عیسوی تک تصنیف کیے جاتے رہے ہیں جن میں ملکی اور بخوبیہ پُرانے کے نام ابطور خاص لیے جاسکتے ہیں۔

### (۱) سَنْگ - سَنْدَن - سَنَّاَتَن - سَنَّتُ گُمار

پُرانوں کے سلسلہ میں مختلف معلومات حاصل کر لینے کے بعد ہم ان میں مذکور و شائع کی اوتار کہانیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ پُرانوں کے علاوہ حسب ضرورت دوسرے گزنوں اور کتب سے بھی مددی جائے گی۔

سب سے پہلے ہم سَنْگ - سَنْدَن - سَنَّاَتَن - سَنَّتُ گُمار (جنہیں "آ" گے چل کر سَنْگاً دی لکھا جائے گا) اوتار کو لیتے ہیں۔ شری مد بھاگوت (۵-۷-۲) میں ہے کہ برہمانے کئی عالموں کی تخلیق کے مذہر و شنو جی کی عبادت کی۔ مسلسل ریاض سے خوش ہو کر وشو جی نے "تَنَّپَ" (ریاض) کا مفہوم رکھنے والے "سَنَّ" نام سے مرکب ہو کر "سَنْگاً دِی" کی شکل اختیار کر لی۔ اسی پُرانے (۱-۳-۶) کے مطابق سَنْگاً دِی (سنکا دی) (سنکا دی) نے برہمنوں کے روپ میں اوتار لے کر مسلسل تجرد کے ساتھ نہایت سخت ریاض کیا جبکہ مذکورہ اقتباس میں کہا گیا ہے کہ اس اوتار میں انہوں نے قیامت کی وجہ سے پہلے گلپ (ایک زمانہ) کے بھولے ہوئے علم معرفت کا، رشیوں کے تینیں باقاعدہ اپدیش دیا جس سے ان لوگوں نے فوراً اس معرفت کو ذہن نشین کر لیا اور دل پر نقش کر لیا۔

اس پُرانے کے تیرے اسکنڈھ (باب ۱۲) میں آیا ہے کہ سب سے پہلے برہمانے جہل کی ۵ خصلتوں: تم، موه، کہما موه، ذ ولیش اور آپھنو لیش (تم، موه، مہاموہ، دلیش اور اپھنی ویش) یعنی جہالت، محبت، عشق، عداوت اور موت کا خوف پیدا کیا مگر اس گناہ تخلیق کو دیکھ کر انہیں خوشنی نہیں ہوئی۔ تب انہوں نے اپنے دل کو وشو جی کی توجہ سے پاک کر کے دوسرا کائنات تخلیق کی۔ اس مرتبہ برہما جی نے "سَنْگاً دِی مُنْتَیٰ"، پیدا کیے۔ اپنے ان بیٹوں سے برہما جی نے کہا: بیٹو! تم لوگ کائنات پیدا کرو، مگر وہ لوگ اپنی پیدائش کے وقت سے ہی راہ بجات کی اتباع کرنے والے تھے اور بھگوان و شنوں جی کے گیان دھیان میں مستعدی سے لگے ہوئے تھے اس لیے انہوں نے ایسا نہیں کرنا چاہا۔

جب بہماجی نے دیکھا کہ میر احکم نہ مان کر میرے یہ بیٹھے میری توہین و تذلیل کر رہے ہیں تو انھیں ناقابل برداشت غصہ آیا جسے انھوں نے روکنے کی کوشش کی۔ ان کے اس غصے کے اظہار میں ان کی عقل بہت زیادہ منع رہی مگر وہ غصہ فوری طور پر بہماجی کی ابروؤں کے درمیان ایک نیلے اور لال رنگ کے بچے کی شکل میں نمودار ہو گیا۔ وہ (در اصل) دیوتاؤں کے اسلاف بھگوان ہُھو (رُڈر) تھے، جو رود کرنے کے لئے رب کائنات! قسمتوں کے مالک! میرے نام اور میرے رہنے کی جگہ بتائیے!

برہمانے کہا: ”روہمت، میں ابھی تمھاری خواہش پوری کرتا ہوں۔ سب سے عظیم دیوتا! تم پیدا ہوتے ہی بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اس لیے رعلایا تھیں ”رُڈر“ نام سے پکارے گی۔ تمھاری رہائش کے لیے میں نے پہلے سے ہی جگہیں بنادی ہیں۔ تمھارے نام منیو، منو، منس، مہان، شیو، ریث دھونج، اگز ریتا، بھو، کال، وام دیو اور دھرت و زست ہوں گے، نیز دینی، دیزتی، اُخنا، نیوٹ، سرپی، الاء، اڑاوی، امیکا، سدھا اور دیگشا تھماری ابیویاں ہوں گی۔

اسی پر ان (1-3-1) میں ہے کہ تخلیق کائنات کے آغاز میں بھگوان و شنو نے مختلف عالموں کی تخلیق کی خواہش ظاہر کی۔ خواہش ہوتے ہی انھوں نے ۱۶ خصوصیات (کالاًوں) کا حامل انسانی قلب (اوخار) اختیار کیا۔ اس کے بعد سنکا دی اوخار کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں قابل ذکر ہے کہ اس اوخار کی ترتیب دیگر اوخاروں کی طرح مختلف کتب میں ایک جیسی نہیں ہے۔

سنکا دی کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کی عمر ہمیشہ پانچ سال کے بچے کی سی رہتی ہے۔ سنگ کو ویشنو کی یہ بیان کا ممبر مانا جاتا ہے۔ (دیکھیے: بھاگوت 39-22-4)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ خود و شنو کا اوخار ہو کر و شنو کے دربار میں رہتے ہیں۔ سنکا دی کے سلسلہ میں ایک کہانی یہ بھی ملتی ہے: سنکا دی روزانہ آسمان کے راستے سیر و تفریح کیا کرتے تھے۔ ایک بار وہ بھگوان و شنو کے بیٹھنے والا دھام (ان کی رہائش گاہ) میں ٹھہرے ہوئے جا پہنچے مگر و شنو جی کے دربانوں بچے اور بچے نے انھیں ننگے ہونے کی وجہ سے اندر جانے سے روک دیا اور پانچ سال کے بچوں کی طرح نظر آنے والے سنکا دی مُمیوں کا مذاق اڑانے لگے۔ اس پر سنکا دی نے انھیں دیتی ہے راکشش (بلیس خاندان) میں پیدا ہونے کی بد دعا دے دی۔ ”رام چرت مانس“ میں اس واقعہ کا ذکر

### درج ذیل سطور میں کیا گیا ہے:

دھارپالاں ہری کے پ्रی� دوک، جय اسری ویجیت جان سب کوئ ।

بیپری شاپ تے دُنکوں بھائی، تامس اسوس دےہن تینہ پائی ॥

وشنو بھی مُنیوں کی بے عزتی کی خبر پاتے ہی فوراً وہاں پہنچے۔ سنکادی، وشنو کی غیر مادی (روحانی) شکل دیکھ کر حیرت زده رہ گئے۔ وشنو نے کہا: آپ چاروں برہمن مُنیوں کے مقدس پیروں کی دھول کو میں ماتھے سے لگاتا ہوں۔ میری مٹشانہ سمجھتے ہوئے جے اور وہجے نام کے دربارنوں نے آپ کی جوبے عزتی کی ہے، اس کے لیے مجھے افسوس ہے۔ آپ لوگوں نے انھیں بطور سزا بدعا دے کر ٹھیک ہی کیا ہے۔“

مُنیوں نے متواضع لبھے میں ادب سے کہا: پر بھو! آپ کے درشن (دیدار) کی خواہش تھی جو پوری ہو گئی۔ آپ کے دربانوں کو ہم نے بدعا دی اس کے لیے اگر آپ چاہیں تو ہمیں قرار واقعی سزادیں ہمیں منظور ہے۔“

اس پر وشنو بھی نے کہا: یہ سب میری ہی تحریک سے ہوا۔ جے اور وہجے اس سزا سے نجات سکیں گے اور تمیں جنموں تک ہرنیہ کشپو، ہر نیا کشپ، راون، گُنھھ کرزن اور سُشو پال، دُنست و کُنتر وغیرہ کی شکل میں پیدا ہوں گے اور میں انہیں نجات دوں گا۔“

پھر سنکادی وشنو بھی کی حمد و شناکرتے ہوئے چل دیے۔ راستے میں ان کی ملاقات وشنو کی جگہ پاہنی گلا کے اوتار ”پر تھو“<sup>(۱)</sup> سے ہوئی۔ سنکادی بھی وشنو کے گلا و تار ہیں (۲) پر تھو<sup>(۳)</sup> نے ان کی پوجا ازاں چنان کی (۴)

سنکادی کے سلسلہ میں مذکور ہے کہ انہوں نے ناراد بھی کو بھگوڈ تھو<sup>(۵)</sup> (भगवद्‌तत्त्व) کی نصیحت کی تھی اور سانکھیان کو شری مدھا گوت پر ان پڑھایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ناراد پر ان کے پورے اگلے حصہ کی اُنھی کے ذریعہ ناراد کو نصیحت کی گئی ہے۔ دیکھئے (اندھو یو پنیشاد-ساتוואں اथाय) سنکادی کو پکھنئے سن (چतु:سن) کہا جاتا ہے۔

(۱) شریમद्‌�ागवत (۴-۱۵-۳) ।

(۲) دیوان اندر جی نے لیکھا ہے کہ سانکادی نے پृथیو میں گیر پڈنے کا شاپ جی-ویجیت کو دیا تھا۔ نارادی (ویژن) کو چاہیए تھا کیونکہ دیواراں کا ساتھا کر رہے اور سانکادی کو خوب دَن دے رہے تھے۔

(۳) ”سत्यार्थ प्रकाश“، ۱۱ واں ستمलا اس، پृ. 317، 1966ء۔

(۴) شریमद्‌�ागवत (۱۱-۴-۱۷) ।

## (۲) برہما

بھاگوت وغیرہ پُرانوں کے مطابق بھگوان و شنو نے تخلیق کائنات کے ارادے سے چھینر ساگر (دودھ کے سمندر) میں مخواب ہو کر جب استراحت کیا تو ان کی ناف سے ایک کنول نکلا جس پر برہما کی پیدائش ہوئی۔ سخت ریاض کے بعد برہما نے کائنات کی تخلیق کی۔ تخلیق کائنات ہی برہما کا اصل کام ہے۔ شری مد بھاگوت میں ایک دوسرے مقام<sup>(11-4-3)</sup> پروشنوجی کو خالق کائنات کہا گیا ہے۔

مَوْتُمُرْتی<sup>(1-8,9,10)</sup> میں لکھا ہے کہ پرماتما (یہاں وشنو کا نام نہیں آیا ہے) نے متعدد قسم کی رعایا پیدا کرنے کی خواہش کے پیش نظر توجہ کر کے اپنے جسم سے پہلے پانی کو پیدا کیا اور اس میں نج ڈالا۔ وہ نج سورج کی طرح روشن اور چمک دمک والا سونے کا انڈا ہو گیا اور اس میں سارے عالم کا خالق برہما خود پیدا ہوا۔ پانی کو ”نار“ کہتے ہیں کیونکہ پانی ”زَرَ“ سے پیدا ہوا ہے۔ وہی پانی اس پرماتما کی قیام گاہ ہے۔ اس وجہ سے پرماتما کو ”narائن“ کہا گیا۔<sup>(1)</sup> کہا جاتا ہے کہ narائن، وشنو کا نام ہے۔ راماائن کے مطابق آسمان سے برہما کی آمد ہوئی۔

برہما اگرچہ پُرانوں میں مذکور تینوں دیوتاؤں (برہما، وشنو اور شیو) میں سب سے مقدم اور اول تسلیم کیے جاتے ہیں۔ مگر مذہبی نقطہ نظر سے ان کا مقام وشنو شیو، گنیش، سورج، شکنی وغیرہ سے معصوم ہو گیا اور ان کا کوئی الگ علیحدہ فرقہ نہیں بن پایا۔ وہ وشنو کے ناف کے کنول سے پیدا ہو کر جہاں ایک طرف وشنو کے اوتابن گئے وہیں وشنو کے سامنے ان کی معمولی حیثیت کا اظہار بھی ہوا۔ مارگنڈ یہ پُران میں وشنو کی عظمت اور برہما کا افلas دکھایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ پُرانوں میں برہما کا جو سر اپاند کور ہے وہ ویدک پرجاپتی کی شکل کی ترقی یا فتح شکل ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک بار برہما جی نے یہی (قربانی کا جشن) کرنے کا ارادہ کیا اور سورگ (جنت) سے ہی انہوں نے کنول کا ایک پھول گرایا۔ یہ پھول جہاں گراوہی جگہ یکیہ (قربانی) کے لیے موزوں سمجھی گئی۔ اس مقام کا نام پٹکر کمل (کمل=پُٹکر) (پڑ گیا جو راجستھان کے انجیر شہر سے ۷ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یکیہ میں عورت کی موجودگی ضروری ہوتی ہے۔ برہما کی بیوی

(1) ”مनुस्मृति، پ، 2، انسوادک، پ، رامेश्वर भट्ट, चौखम्बा संस्कृत प्रतिष्ठान, 1990

ساوِ تری (براہمی کا نام بھی آتا ہے) اتفاق سے اس وقت نہیں تھیں۔ ان کی آمد میں تاخیر دیکھ کر برہما نے اندر کی مدد سے ایک دوشیزہ سے شادی کر کے کسی طرح یکیہ ختم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ برہما کی پوجا کے لیے سب سے موزوں مقام پُشتر ہی سمجھا جاتا ہے۔ یوں تو تزوین درم، جودھ پور کے کھیر (خیڑ) میں اور اوپسیا (اویسیا) میں برہما کے مندر اور ان کی مورتیاں ہیں۔ گجرات کے کھیر۔ برہما اشیش کے پاس برہما کا ایک عظیم الشان مندر ہے جس میں ان کی چار بازوں والی مورتی ہے۔ ”اینڈ آر“ نام کے کسی مقام پر بھی برہما کی پوجا آرچنا ہوتی ہے۔ برہما کی مورتی کو بنانے کا تذکرہ متشیئے پُران (260-40,266-42,284-6) میں آیا ہے۔ اس کے مطابق ان کی مورتی مر奔ج نما ہوتی ہے یعنی پالتی کے آس میں؛ اور دا کیں بائیں سرسوتی اور ساوتری برآ جمان ہوتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ برہما کے پانچ سرتھے مگر شیو نے ان کا ایک سر، برباد کر دیا اور وہ چار منھ والے ہو گئے۔ ان کے کان اور ہاتھ صرف چار ہیں۔ ان کی سواری ٹھس (بڑی لٹھ) ہے۔ ان کی بیوی کا نام ساوتری یا برہمی ہے اور بیٹی کا نام سرسوتی۔ شری و آمن شیو رام آپ نے ”مسنکرت ہندی کوش“ (ص ۳۷) میں لکھا ہے کہ پُرانوں میں درج کہانی کے مطابق برہما نے خودا پنی بیٹی سرسوتی کے ساتھ ناجائز تعلقات کے ذریعہ کائنات کی تخلیق کی۔ ”شری مد بھاگوت“ (3-28,28) میں اس کا تذکرہ اس طرح ملتا ہے:

وُدُرِجی! بھگوان برہما کی لڑکی سرسوتی بڑی ہی نازک انداز اور لکش تھی۔ ہم نے سنا ہے کہ ایک بار اسے دیکھ کر برہما جی پر جنسی ہیجان طاری ہو گیا تھا۔ اگر چہ خود وہ لڑکی جنسی جذبات سے عاری تھی مگر برہما جی کو ایسا غیر اخلاقی ارادہ کرتے دیکھ کر ان کے لڑکے مرتع (سمریانی) وغیرہ رشیوں نے انھیں پُراعتماد لجھے میں سمجھایا: والد محترم! آپ اپنے ارادے پر قادر ہیں، تاہم اپنے دل میں پیدا صنفی جذبات کی رزو کونہ روک کر بیٹی کے ساتھ بد کاری کرنے جیسا سنگین گناہ کرنے کا آپ ارادہ کر رہے ہیں۔ ایسا تو آپ سے قبل کسی بھی بُرہم (برہما) نے نہیں کیا اور نہ آئندہ کوئی کرے گا۔<sup>(1)</sup> آئینگریز (3-33) اور شاعر پتھر براہمن (1-7-4) کے مطابق اس گناہ کی بنا پر دیوتاؤں نے پرجاپتی (برہما) کو قتل کر دیا۔

(1) شریમद بھगवات گیتا پृ. 252، گیتا پ्रیس، گورखپور।

### (۳) ناراين

یحودیہ کے پڑش مُوکت اور مُکت پتھ براہمن (1-6-13) اور شانہامین شر و تسویر (شانہامین شر و تسویر) میں لفظ ”ناراين“، ”شنو، انسان اول، ساری طاقتوں کے منج انسان عظیم (مہاپورुष) اور جانوں کے محافظ کے مفہوم میں آیا ہے۔ شنوت روپ نشہ (شنتا شوٹ رواپ) میں نر (انسان) اور ناراين (نارايان) (خدا) کو دوست بتایا گیا ہے، مہابھارت کے شانتی پرب کے عارائیہ آپا کھیا (ناراين سے متعلق بیان) میں ناراين ریشی کی کہانی ہے۔

سری مد بھاگوت کے گیارہویں اسکنڈھ (فصل) کے چوتھے باب میں نر-ناراين کا تفصیل سے تذکرہ ہے۔ اس میں ناراين کو شنو کا پہلا اوخار بتایا گیا ہے۔ پرانوں کے مطابق نر-ناراين کی کہانی درج ذیل ہے:

وَكُلُّشْ پُرْ جاَپَتِي (دکش پ्रجاپاتی) کی ایک لڑکی تھی جس کا نام مورتی تھا۔ وہ دھرم کی بیوی تھی۔ اس کے حمل سے وشنو جی نے رشیوں میں افضل اور پر سکون طبیعت کے حامل نر اور ناراين کی شکل میں اوخار لیا۔ وہ ”شزی وَش“ کے نشان سے مزین تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ہنس اور پیروں میں چکر تھا۔ ان کی شکل و صورت غیر معمولی اور عام دنیوی رنگ روپ سے ہٹ کر تھی۔

اوخار لیتے ہی وہ دونوں سب سے پہلے بذر کا آشرم چلے گئے۔ وہاں گندھ مادا ن پہاڑ پر جا کر انہوں نے ایک ہزار سال تک سخت ریاض اور مجاہدہ کیا جس کی وجہ سے اندر کا عرش ہلنے لگا۔ اندر کو فکر دامنگیر ہوئی کہ وہ میراقدار چھین لینا چاہتے ہیں اسی لیے وہ ایسی تپسیا (ریاض) کر رہے ہیں۔ وہ فوراً گندھ مادا ن پہاڑ پر پہنچ۔ انہوں نے دونوں ریاض کرنے والوں سے کہا: اے دھرم نندان! تم دونوں مبارک ہو، میں تم سے بید خوش ہوا ہوں اور تمھیں دعا دینا چاہتا ہوں۔ پھر بولے: تم لوگوں کا ریاض کرنے کا آخر مقصد کیا ہے؟“ دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس سے اندر پریشان ہو گئے اور اپنی مایا کا جمال پھیلایا۔ آندھی، طوفان اور زوردار بارش شروع ہو گئی۔

چیتے، بھیڑیے، ہاتھی، شیر وغیرہ جنگلی جانوروں کی دہاڑ اور گرجن سے سارا محل گونج اٹھا۔ اس کے باوجود نر-ناراين کی تپسیا بھنگ نہیں ہوئی۔ (ان کے ریاض میں کوئی خلل نہیں واقع ہوا۔) اندر نے کچھ اور بھی ترکیبیں استعمال کیں، تدبیریں کیں جس کا نر-ناراين پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

بالآخر وہ لوٹ گئے مگر ہار نہیں مانی۔ انھوں نے اندر پوری (اپنے محل/کمپس) سے رمبھا، پُشپ گندھا، تلوٹما اور سگدیشی وغیرہ اپنے رائیں (بیحد حسین و جمیل عورتیں) و سنت اور کام دیو کے ساتھ بھجیں۔ یہ سب گندھ ماڈن پہاڑ پر پہنچے۔ سنت نے چاروں طرف ہریالی کر دی۔ پورا ماحول نوع بہ نوع پھولوں اور قسم کی بنا تات کی رونق سے پڑ بہار ہو گیا۔ اپنے اؤں نے رقص شروع کر دیا اور کام دیو (جنس زدہ دیوتا) نے ماحول پر اور زیادہ مدھوش اور محیت طاری کر دی۔ اس التزام اور اہتمام کے نتیجے میں نر-ناراین کی سادھی ٹوٹ گئی (یعنی ان کے ریاض اور مجہدہ میں خلل پڑ گیا) پھر بولے: ہمیں معلوم ہے کہ آپ سب کو اندر نے بھیجا ہے۔ آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں۔ ڈریے نہیں، ہماری میزبانی قول فرمائیں، یہاں آرام سے رہیے۔ ہم آپ کی تواضع میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔“

نر-ناراین کے منھ سے ایسی باتیں سن کر اور ان پر اندر کے مایا جال کا اثر نہ پڑتا دیکھ کر کام دیو وغیرہ کو احساس ہو گیا کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں ہیں۔ انھوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا: پر ہو! آپ کے لیے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ کیوں کہ آپ مایا سے پرے اور بے نقش و بے عیب ہیں۔ حقیقت میں آپ عین خدا کا روپ ہیں، بڑے بڑے تپیا کرنے والے بھی غصہ اور شہوانی جذبات سے مغلوب ہو کر اپنا سخت ریاض اور نفس کشی ضائع کر دیتے ہیں۔ مگر آپ کے دیدارِ محض سے ہی انسان بے عیب، بے نقش اور پاکیزہ ہو جاتا ہے۔“

جب کام دیو اور و سنت وغیرہ نے اس طرح حمدوشا کی تباہ مطلق بھگوان نر-ناراین نے اپنے یوگ بل (قدرت کاملہ) سے ان کے سامنے ایسی بہت سی حسیناً میں پیش کر دیں جو غیر معمولی حسن و جمال اور بے نظر ملبوساتِ فاخرہ سے آراستہ پیر استھنیں اور نر ناراین کی خدمت میں لگی ہوئی تھیں۔ جب اندر کے فرستادوں نے ان حسیناًوں کا جلوہ دیکھا تو ان کے سر، شرم سے جھک گئے۔ بھگوان نر-ناراین نے ہنسنے ہوئے ان سے کہا: تم لوگ ان میں سے کسی ایک عورت کو، جو تمہارے موافق اور حسب حال ہو، لے لو۔ وہ تمہارے سورگ لوک (عالم بالا) کی رونق میں اضافہ کرے گی، پھر اندر کے قاصد سینتر طوائف اُز و شی کو لے کر جنت پہنچے اور نر-ناراین کی قوت و اقتدار اور ان کے اثرات سے اندر کو آگاہ کیا۔ اسے سن کر اندر حیران اور خوف زدہ ہو گئے۔

جب نر-ناراين تپسيا (رياض) میں مشغول تھے اس وقت کی ایک اور کہانی اس طرح ہے: پرجاپتی دکش (پرجاپتی دکش) نے ایک بڑا یکیہ شروع کر دیا جس میں رُذر یعنی شیو کو مد عنین کیا۔ اس پُر رُذر غضناک ہو گئے۔ انہوں نے اپنا ترشول یکیہ کو تھس نہس کرنے کے لیے پھینکا اور اپنے ہدف کو پورا کرتا ہوا ریاض میں مشغول اور منہمک ناراين کے سینے میں جالا<sup>(۱)</sup> اس کی گرمی سے ناراين کے بال جھلس گئے۔

اس پر ناراين زور سے گردے جس سے ترشول رُذر کے پاس لوٹ گیا۔ رُذر کا غصہ اور بڑھ گیا اور انہوں نے نر-ناراين پر حملہ کر دیا۔ ناراين نے رُذر کا گلہ پکڑ لیا جس سے ان کے گلے کا رنگ نیلا پڑ گیا اور وہ نیل کنٹھ کھلانے لگے<sup>(۲)</sup> پھر تو تینوں عالموں (آسمان، زمین اور تحت الشرمی) میں جنگ کا خوف دھراں پھیل گیا۔ جنگ کا خطرہ دیکھ کر برہمانے اپنا ظہور کر کے رُذر کا غصہ ٹھنڈا کیا۔ برہمانے کہا:

اے رُذر! یہ ریاض کرنے والے نر-ناراين بہت بڑے زاہد مرتاب ہیں۔ یہ دونوں ہی بھگوان و شنو کے انشاؤتا ہیں (یعنی جزوی اوتار ہیں) آپ بھی تو کسی وقت بھگوان کے غصہ سے پیدا ہوئے تھے۔ لہذا انھیں حقیقی بھگوان سمجھ کر خوش بیجیہ ورنہ بہت برا ہو جائے گا۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میرا ظہور بھی بھگوان و شنو کے ناف میں واقع پُردم یونی سے ہوا ہے لہذا ہم سب ایک ہی پرتما سے پیدا ہوئے ہیں۔“

برہما کے اس طرح سمجھانے بھانے سے رُذر، نر-ناراين کے پاس گئے۔ نر-ناراين نے ازراہ محبت انھیں گلے لگایا۔ ناراين نے خوش ہو کر کہا: پر بھو! میری بھکتی کرنے والا آپ کا ہمکٹ (مرید) ہے۔ لہذا مجھ میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہم دونوں ایک ہیں۔ آپ کے ترشول کا میرے سینے پر لگا یہ نشان ”شری وَش“ نام سے مشہور ہو گا اور میرے ہاتھ سے آپ کے گلے پر پڑا نیلا نشان ”شری کنٹھ“ کھلانے گا۔ اس طرح رُذر اور نر-ناراين مطمئن ہو گئے اور دونوں کے درمیان آئی ہوئی جنگ مل گئی۔ پُرانوں میں یہ کہانی بھی آتی ہے کہ جب سہمتر گوچ (سہمتر) نام کا راکشش دیوتاوں کو بہت پریشان کرنے لگا تو اسے قتل کرنے کے لیے

(1) دکش کے یہاں-یہاں کی ایک دوسری کथا بھی پورا ہے میں میلاتی ہے۔

(2) سامودر-میثمن سے پ्रاٹھ ویس کے گھر کر لئے سے گلتے کا رنگ نیلا پडنے کی بھی ایک اور کथا ہے۔

خود و شنوہی نارائن اور زر کی شکل میں نازل ہوئے۔

نر-narائن کے سلسلہ میں یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ انہوں نے سمندر متھن (سمندر کو متھن) سے حاصل امرت (آبِ حیات) کو لے کر اٹھنے تا زعہ میں دیوتاؤں کا ساتھ دیا تھا جس سے دیوتاؤں کو فتح حاصل ہوئی تھی۔

”زمانہ قدیم سے بھگوان نارائین کی ۳ بیویاں تسلیم کی جاتی تھیں: دلکشی، گنجگا اور سرسوتی۔ تینوں ہی بھگوان کی پوجا کا جذبہ رکھتی تھیں۔ جب بھگوان زنان خانے میں چلے گئے تھے تو انہیں بیویوں کی (بے رنجی اور بے اعتنائی کے نتیجہ میں ان سے) جدائی بھی جھیلنی پڑی تھی۔ بعد میں گنجگا اور سرسوتی میں باہم تکرار ہو گئی مگر نارائن کے واپس آنے پر انہوں نے اپنے طرزِ عمل پر مغفرت کی اور افسوس کا اظہار کیا کیوں کہ انہیں خود سے الگ ہونے کا خوف ستانے لگا۔

وہ بھگوان کے پڑنوں سے الگ نہیں ہونا چاہتی تھیں۔ سر زمین ہند میں سرسوتی جزوی طور پر نازل ہو کر ”بھارتی“ کے نام سے سرفراز ہوئیں<sup>(۱)</sup>، ”بھوئی“ (भूमि) بھی بھگوان نارائین کی بیوی بتائی گئی ہیں جو کہ بربماجی کی صاحبزادی ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مہا بھارت کے زمانہ میں شری کرشن نے نارائن کی شکل میں، اور آرجن نے ز<sup>۲</sup> کے روپ میں اواتار لیا تھا۔ مہا بھارت (وان پرب: 46-12) میں ہے:

نरस्त्वमसि दुर्धर्ष हरि नारायणो हाहम् ।

काले लोकमिम प्राप्तो नरनारायणावृणी ॥

یعنی (شری کرشن جی ارجمن سے کہتے ہیں: ) اے دُرْجَے (یعنی اے ناقابل شکست ہستی!) تو زہ اور میں نارائن ہرمی ہوں۔ ہم پُرانے نر-narائن رشی ہی مناسب وقت پر اس جہاں میں آئے ہیں، ”شری رام دھاری سنگھ دنگر جی نے لکھا ہے کہ بہت پہلے زمانہ قدیم میں نر نام کے اپنے دوست کے ساتھ نارائین، شری بدھی ناتھ میں رہتے تھے اور ناراذ ان دونوں کی خدمت کرتے تھے۔ اسی بنابر پذیری ناتھ (مقدس ہندو مقام) کو ناراذیہ علاقہ بھی کہتے ہیں<sup>(۲)</sup> سورفرقة میں ”نارائن“ سورج کا مترادف لفظ سمجھا جاتا ہے۔ سورج ہی نارائین یا جگد انہما دیو، اور قابل

(1) ”વेद، राम, कृष्ण-युग की विश्वत नारियाँ“, डॉ. मुरारी लाल गोयल ”शपित“, पृ. 19, सूर्य भारती प्रकाशन, दिल्ली, مई 1993

(2) ”संस्कृति कے چار अध्याय“, پृ. 98

پرستش ہیں۔ بیگا(بےگا) نام کے گوڑوں کے خاندانی دیوتا کا نام ”نارائین دیو“ ہے جو سورج کی علامت یا ان کی برابری کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہاں کو لوگ اپنے دیوتا کے لیکے میں سورکی قربانی دیتے ہیں، قربانی کے جانور کو طرح طرح سے تڑپا کر اسے ایک شہیر کے نیچے دبا کر مارا جاتا ہے۔

نَزَ - نارائین کی بڑتال (کاٹھیاواڑ) اور ڈموئی میں مورتیاں قائم ہیں، مگر بذرکا آشرم میں جہاں نَزَ - نارائین نے سخت ریاض کیا تھا، نہ تو ان کی کوئی مورتی ہے اور نہ مندر! جوشی مٹھ میں ضرور ان کی مورتی ہے جو کہ بدیری ناتھ کے راستے پر واقع ہے۔

### سَتَّيَّهُ نَارَائِينَ بُرْتَ كَتْحَا (روزے کی کہانی)

سَتَّيَّهُ نَارَائِينَ کی کَتْحَا (کہانی) ہندو فیلیز میں بڑی عقیدت اور ادب و احترام کے ساتھ سنبھالی جاتی ہے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے۔ بالعموم بہمن پنڈت کو بلا کر کی کہانی سنی جاتی ہے۔ سَتَّيَّهُ نَارَائِينَ کو وشنو کا ہم معنی سمجھا جاتا ہے۔ سَتَّيَّهُ نَارَائِينَ بُرْتَ کَتْحَا کے مصنف پنڈت بُجنَن ناتھ شاشرتی ہیں<sup>(۱)</sup> اس کہانی میں ۵ را بواب ہیں۔ ان ابواب کا عطر و خلاصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

پہلے باب میں نیمسار نیبی پُرْتَحَ (نیمسار آرणی تیथی) میں ۸۸ ہزار رشی، سُوت جی<sup>(۲)</sup> سے پوچھتے ہیں کہ اس کلھگ میں وید کے علم سے محروم لوگوں کو خدا سے عقیدت و محبت کس طرح حاصل ہوگی اور انھیں نجات کیسے ملے گی؟ جواب میں سُوت جی کہتے ہیں:

آپ سب نے سارے جانداروں کی صلاح و فلاح کی بات پوچھی ہے۔ اس کے لیے میں آپ لوگوں سے اس افضل روزہ کی بات کہوں گا جسے نارو جی نے لکشمی نارائین سے پوچھا تھا اور لکشمی پتی (نارائین) نے نارو جی کو بتایا تھا۔ ایک بار نارو جی مرتیو لوک (عالم بزرخ) میں ٹھلتے ہوئے آپنے وہاں انھوں نے مختلف قالمبوں میں پیدا ہوئے تقریباً تمام انسانوں کو تکالیف میں مبتلا

(۱) ”بھوپیش پُران میں یہ کہانی آئی ہے جس میں عام مردوج کہانی سے کہیں کہیں اختلاف ہے۔ سو ای جلد بیشور انند سرسوتی اور شری آنند سواہی کی لکھی سَتَّيَّهُ نَارَائِينَ کَتْحَا میں آریہ سماجی اسکالروں کی ایک کوشش تو ہیں ہی، ساتھ ہی موجودہ کہانی سے اس میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کا عیندہ سے مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

(۲) بھاگوت پُران (۱-۱-۷۷ اور ۱-۴) کے مطابق سُوت جی اوم بُرْشَن (لوسم هرثما) کے بیٹے اور ویدویاس کے شاگرد تھے۔ وہ بہت بڑے عالم اور اچھے کھانا داچک (کھانا نے والے) تھے۔ پُران کی کہانیوں کا انھیں خاص علم تھا۔ روایت کے مطابق نیمسار نیبی میں ۸۸ ہزار شیوں کے درمیان انھوں نے پُران کی کہانی سنائی تھی۔

دیکھا۔ ان تکالیف کے ازالہ کی نیت کر کے وہ ویشنو لوک گئے۔ وشنو جی نے ان سے آنے کا مقصد پوچھا تو ناراد جی نے انسانوں کے دکھوں سے نجات پانے کی تدبیر پوچھی۔ وشنو جی نے ستینارائیں جی کا بڑت باقاعدہ رکھنے کا مشورہ دیا۔ انھوں نے بتایا کہ اس برت (روزہ) کا اہتمام کر کے انسان دنیا میں آرام و سکون سے لطف اندوز ہو کر مرنے کے بعد فوراً نجات پاجاتا ہے۔ یہ روزہ دکھ، غم، افسوس وغیرہ کو دور کرنے والا، مال و دولت میں اضافہ کرنے والا، سعادت سے ہم کنار کرنے والا، اولاد سے نواز نے والا اور ہر مقام پر فتح عطا کرنے والا ہے۔ کسی بھی دن انسان ستیہ نارائیں کی پوجا برہمنوں اور اہل خانہ کے ساتھ کرے۔ عقیدت و احترام کے جذبے سے خیرات کرے۔ نیو یڈی (نیویڈی) یعنی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے انھیں پیش کیا جانے والا کھانا) کیلا، گھنی، دودھ اور گیہوں کا آٹا لے۔ گیہوں نہ ملے تو ساٹھا چاول کا بُرا دہ، چینی اور گڑ لے اور سب کھانے پینے کی چیزیں جمع کر کے سوائے (سواچے) پر نذر کر دے۔ برہمنوں کو کھانا کھلانے، ناق گانے وغیرہ کے ذریعہ ستیہ نارائیں بھگوان کو یاد کر کے سارا وقت گزارے۔ اس روزے سے یقیناً انسانوں کی خواہش پوری ہوتی ہے۔ خاص طور سے لکھج میں نجات حاصل کرنے کا یہی آسان طریقہ ہے۔

دوسرے باب میں سوت جی ایک ایسے نادار اور غریب برہمن کی کہانی سناتے ہیں جس نے اس روزے کا اہتمام کیا تھا۔ کاشی پوری (بنارس) شہر میں ایک بہت غریب برہمن رہتا تھا جو بھوک پیاس سے بے چین ہو کر روز ادھر ادھر پھرا کرتا تھا۔ برہمنوں سے محبت کرنے والے بھگوان نے برہمن کو رنجیدہ دیکھ کر بوڑھے برہمن کی شکل اختیار کی اور اس کے پاس آئے اور ادب کے ساتھ اس کی تکلیف کی بابت دریافت کیا۔ غریب برہمن نے اپنی تکلیف بیان کی تو بوڑھے برہمن (بھگوان) نے ستینارائیں بھگوان کا روزہ رکھ کر ان کی پوجا کرنے کے لیے کہا۔ غریب برہمن نے اپنے بھائی بندوں کے ساتھ مل کر ستینارائیں برت رکھا جس کے نتیجے میں اسے

(۱) سوائیے سے مراد وہ ویدی (विदी) یا برت ہے جس میں پوجا سے متعلق ضروری اشیاء رکھ کر برہمن کھا کرتے ہیں۔ سوائیا اصطلاح کا پس منظر یہ ہے کہ شروعاتی دور میں پنڈت کھاتا (مذہبی تھے کہانی بیان کرنے اور پوجا) کرنے کے لیے سوا روپیے (۲۰ آنہ) نذرانے یا فیس لیتے تھے، اسی سے یہ اصطلاح سوائیا پل پڑی اور اس سے مراد وہ برتن شہر اجس میں پوجا کے سامان کے ساتھ سوارو پے دیے جاتے تھے۔ (متجم)

کافی مال دولت ملی۔ ایک دن روزہ رکھتے وقت ایک پیاسا لکڑا ہار آیا۔ اس نے برت کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور طے کیا کہ وہ بھی اس روزہ کا اہتمام کرے گا۔ محض اتنا عزم کر لینے سے ہی اسے لکڑیوں کا دام پہلے سے دو گنا ملا۔ روزہ رکھ کروہ مال داولاد سے نہال ہو گیا اور دنیا کا سارا عیش کر کے وہ جنت چلا گیا۔

تیسرا باب میں سوت بھی یہ کہانی کہتے ہیں: پرانے وقت میں انکا مکھ کا نام کا ایک عقلمند راجہ تھا۔ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ بھدر شیلاندی کے ساحل پر ستیہ نارائن کا برت رکھا۔ اس وقت وہاں ایک دولت مند سادھو بیان آیا۔ اس نے راجہ سے اس برت (روزے) کی غرض وغایت پوچھی تو راجہ نے بتایا کہ اولاد وغیرہ کی طلب کے لیے ستیہ نارائن بھگوان کا برت اور پوچھا کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ سادھو بھی لاولد تھا۔ اس نے راجہ سے روزے کے قاعدے ضابطے سمجھ کر روزہ رکھنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو اس کی بیوی سے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام کلاوتی رکھا گیا۔ حالانکہ اس نے ابھی روزہ نہیں رکھا تھا، صرف ارادہ کیا تھا بیوی سے اس نے کہا کہ بیٹی کی جب شادی ہوگی اس وقت وہ روزہ رکھے گا۔ لڑکی کی شادی بھی ہو گئی مگر اس نے روزہ نہیں رکھا۔ اس پر بھگوان کو غصہ آگیا اور سخت تکلیف اٹھانے کی اسے بدعاوادے دی۔ سادھو بیان اپنے داماد کے ساتھ تجارت کی غرض سے پندرکش راجہ (چاندکے کر) کے شہر گیا تھا۔ ایک روز بھگوان ستیہ نارائن کی مایا سے ترغیب پا کر کوئی چور راجہ کا مال چرا کر بڑی تیزی سے لے جا رہا تھا۔ پیچھے سے راجہ کے قاصدوں کو آتے دیکھ کر چور نے گھبرا کروہ مال وہیں رکھ دیا جہاں سادھو بیان ٹھہرا تھا۔ قاصداں اس کے داماد کو پکڑ کر راجہ کے پاس لے گئے اور چوری کے الزام میں دونوں کو جبل میں ڈال دیا۔ ادھر ان کے گھر کے سامانوں کی چوری ہو گئی۔ کلاوتی بھوک پیاس سے بے زار ہو کر ایک بہمن کے گھر گئی جہاں پر ستیہ نارائن برت کا اہتمام تھا۔ کلاوتی اور اس کی ماں لبیاوتی نے بھی جب روزے کا اہتمام کیا تو راجہ کو بھگوان نے خواب دکھایا اور کہا: دونوں قید بیویوں کو رہا کر دو اور ان کا سارا مال جو تم نے لے لیا ہے واپس کر دو ورنہ تیرے مال و دولت، راج ریاست اور اولاد سب کو تباہ بر باد کر دوں گا۔“ چنانچہ راجہ نے دو گنی دولت دے کر نئے کپڑوں اور زیورات سے آراستہ کر کے انھیں رخصت کیا۔

چوتھے باب میں بھی سادھو نبی کی کہانی ہے۔ وہ اپنے داماد کے ساتھ اپنے شہر کو چلا۔ چھوڑی دور چلنے پر راستے میں ہاتھ میں چھڑی لیے ہوئے نارain نے اس سے پوچھا کہ تیری کشتی میں کیا ہے؟ سادھو نے متکبرانہ لمحے میں کچھ بتیں کہیں اور یہ بھی کہا کہ میری کشتی تو بیل کے پتوں سے بھری ہے، اور حقیقت میں ایسا ہو بھی گیا۔ جب وہ رفغ حاجت سے فارغ ہو کر لوٹا تو اسے کشتی اوپھی نظر آئی۔ اسے دیکھ کر سادھو پر غشی طاری ہو گئی۔ داماد کے کہنے پر وہ سزادینے والے کے پاس گیا اور عرض معرض کرنے لگا۔ سزادینے والے (بھگوان) نے کہا کہ میری عبادت سے انحراف کرنے کی وجہ سے تجھے بار بار دکھ ہوا ہے۔ پھر سادھو نبی نے بھگوان سنتیہ دیو (ستیہ نارain) کی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پوچھا کی۔ چنانچہ کشتی دوبارہ دولت سے بھر گئی۔ اپنے شہر کے نزدیک پہنچ کر اس نے اپنے گھر آنے کی اطلاع دینے کے لیے قاصد بھیجا۔ اس کی بیٹی کلاوٹی بھگوان کا پرشاد (تبک) چھوڑ کر اپنے شوہر سے ملنے چلی گئی۔ اس پر بھگوان نے ناراض ہو کر اس کے شوہر کو کشتی سمیت پانی میں ڈبو دیا۔ پھر آسمان سے غیبی آواز آئی کہ چونکہ تمہاری بیٹی ہمارا پرشاد چھوڑ کر چلی آئی اس لیے اس کا شوہر نظر وہ سے غائب ہو گیا ہے۔ اگر وہ گھر جا کر پرشاد کا کرلو ٹ تو اسے اس کا شوہر ضرور ملے گا۔ چنانچہ کلاوٹی نے ایسا ہی کیا اور اسے اپنا شوہر مل گیا۔ اس دن سے سادھو اپنی فیملی کے ساتھ ہر پہنچ رہا (چاند کی روشن راتوں کے آخری دن) اور سنکرانثی (سُنکارانثی) (یعنی وہ دن جب سورج ایک رُوح سے نکل دوسری راشی یعنی رُوح میں چلا جاتا ہے) کو ستیز رain کی پوچھا کرنے لگا۔ اس روزہ کے اثر سے وہ اس دنیا کا عیش اٹھا کر جنت میں چلا گیا۔

سوت جی پانچویں اور آخری باب میں تنگ دھونج (تُنگدھونج) نام کے راج کی کہانی سناتے ہیں جس نے بھگوان کا پرشاد چھوڑ کر بہت دکھ پایا۔ ایک بار وہ جنگل میں شکار کر کے بڑے کے درخت کے نیچے آیا جہاں گوالے اپنے بھائی بندوں کے ساتھ سنتیہ نارain کی پوچھا کر رہے تھے۔ جب گوالوں نے بھگوان کا پرشاد اس کے سامنے رکھا تو وہ اسے چھوڑ کر اپنی سُند رنگری کو چلا گیا۔ وہاں اس نے اپنا سب کچھ بردا دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ بھگوان نے کیا ہے۔ پھر وہ گوالوں کے قریب گیا اور باقاعدہ رسم کے مطابق پوچھا کا پرشاد کھایا تو سنتیہ دیو (ستیہ نارain) کی مہربانی سے سب کچھ حسب سابق بحال ہو گیا۔ وہ دنیا کا عیش آرام کر کے مرنے پر جنت میں داخل

ہو گیا۔ سوت جی کہتے ہیں کہ جنہوں نے اول اول یہ روزہ رکھا ہے ان کے دوسرا جنم کی کہانی بتاتا ہوں۔ بوڑھے شناختہ بہمن نے سدما (شری کرشن جی کے جگہ دوست) کا جنم لے کر نجات حاصل کی۔ الگا مگھ نام کا راجہ، دشتر کے قالب میں پیدا ہو کر جنت میں گیا۔ سادھو بنیے نے مور دھونج (میراث) بن کر اپنے بیٹے کو آرے سے چیر کر نجات حاصل کی۔ مهاراج تینگ دھونج (مہاراج تونگ دھونج) سے سویم بھو سے (برہما) بن کر بھگوان کی بھکتی والے اعمال کر کے نجات حاصل کی۔

## ۲ - ہری

(یعنی جو گناہوں کا ازالہ کر دے، اسے معاف کر دے وہی ہری) اس ماذے سے ہری و شنو، شری کرشن اور شری رام کا نام ہے (مہا بھارت: شانتی پرب) (342-68)۔ ”ہری“ لفظ ہرے رنگ (سانو لے سلو نے پن) کا بھی مظہر ہے۔ اس لیے یہ وشنو کے متراوف استعمال ہوتا ہے۔ کیوں کہ ایسا مانا جاتا ہے کہ وشنو کا رنگ سانو لا ہے لہذا یہ لفظ وشنو کے بعض اوتاروں کے لیے بھی مستعمل ہے جیسا کہ مہا بھارت کے مذکورہ اقتباس میں کرشن اور رام کا نام آیا ہے۔

بھگوان ہری کے اوتار لینے کے سلسلے میں دو کہانیاں ملتی ہیں جن میں سے ایک کا تعلق گھیندر (گوجرانوالا) سے ہے اور دوسرا کا بھکٹ دھرو (دھرو) سے۔ ان دونوں کہانیوں میں ہری کے اوتار لینے کی غرض و غایت پیان کی گئی ہے۔ قارئین کی واقفیت کے لیے ہم یہاں دونوں ہی کہانیاں پیش کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے گھیندر کی کہانی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

یہ دیوتاؤں کے جہاں (जगत्) (آधिदेव जगत्) کی بات ہے۔ چھیر و دوہش (क्षीरोदधि) کی دو دھکے سمندر جس میں برہما جی کی رہائش گاہ کے پیچوئیں ایک عظیم الشان جزیرہ ہے، اس پر بھگوان و رُن کا رُٹومُث (ऋतुमत्) نام کا ریزورٹ (تفریح کرنے کا جگل) ہے۔ جنگل میں یو تھ پتی گھیندر اپنی ہتھنیوں، ہاتھی کے بچوں اور دوسرا ہاتھیوں کے ساتھ اپنی آزاد مرضی سے گھومتے رہتے تھے۔ یہ راجہ سُدُمن (इन्द्रद्युम्न) سُدُمن (इन्द्रद्युम्न) ہی تھے جنہیں مہرشی اگسٹی نے اپنے اعزاز میں اٹھ کر کھڑے نہ ہونے کی بنا پر کنجريوں (ہاتھی کے قالب) میں پیدا ہونے کی بدعا دی تھی۔ گھیندر (ہاتھی) ایک

(۱) پرانوں میں درج کہانیوں کا ایک عابدو زاہد اور عقیدت مندرجہ (متترجم)

دن تر گوٹ پہاڑوں کے درمیان واقع ایک جھیل میں پانی پینے کے لیے گئے۔ وہاں ایک مگرچھ نے ان کا بیر کپڑا لیا۔ وہ سونڈاٹھا کر چلائے اور زور لگایا۔ دوسرے ہاتھیوں نے اپنی سونڈوں سے ان کی مدد کی۔ ہاتھیاں کبھی پانی میں تو کبھی پانی کے باہر دوڑنے لگیں مگر کوئی کامیاب نہ ہوا۔ گندھڑو شریشٹھ (سورگ میں موسیقار دیوتاؤں کے سربراہ) ہو ہو مہر شی، دیول کی بدعا سے مگر مچھ ہو گئے تھے۔ ان کا جلوہ بھی کچھ کم نہیں تھا۔ وہ گھیند رکوباہر کھینچنا چاہتے تھے اور گھیندر اس سے اپنا پیر چھڑانے کی کوشش میں باہر کھینچنے لگے۔ اس کوشش میں پانی کیچڑ ہونے لگا۔ کنوں کے جھنڈ پاماں ہو گئے۔ آبی جانور بے چین ہو گئے۔ ہزاروں سال تک یہ جنگ جاری رہی۔

گھیندر (اندر کی سواری ایروات / ہاتھی) کی طاقت جواب دے گئی۔ پانی میں آبی جانوروں سے وہ کب تک برس پکار رہتے! ایسا لگتا تھا کہ اب ڈوب جائیں گے، اب بچنا مشکل ہے۔ قدم اکھڑ رہے تھے۔ سست پڑا ہوا جسم کھینچنا جا رہا تھا۔ گھیندر نے سونڈ سے ایک کنول توڑ کر اوپر اٹھایا اور آواز لگائی: اے وِشویش! اے جتار دن! اے نارain!

اس پر بھگوان نے ہری میدھس رشی (ہریمیथ) کی بیوی ہرینی (ہرینی) کے قالب میں اوتار لیا اور گڑڑ (عقاب) پر سوار ہو کر گھیندر کے پاس جا کر مگر مچھ سے نجات دلائی۔ مگر مچھ اپنے جسم سے چھوٹ کر دوبارہ گندھڑو (موسیقار جنت) کا عہدہ پا گیا۔ گھیندر کو بھگوان ہری نے اپنے ہاتھوں سے اٹھایا اس لیے وہ بھگوان کا مسافر پاکران کے خاص الخاص مصاحب ہو گئے۔ یہ واقعہ گھیندر موکش (گجنڈ ماؤنٹ) کے نام سے مشہور ہے<sup>(1)</sup> دوسری کہانی میں ہے کہ بھکت دُخڑو کے لیے بھگوان وِشو کو ہری کا اوتار لینا پڑا۔ کہانی اس

طرح ہے:

سوئم بھو (از خود پیدا شدہ) مئو کے نہایت اقبال مندرجے اُثاثان پا دکی دورانیاں تھیں، بڑی رانی سُئین<sup>(2)</sup> سے دُخڑا اور چھوٹی رانی سُر روپی (سُرُوچی) سے اُتم نام کے بیٹے پیدا ہوئے۔ راجہ اُثاثان پا دکا چھوٹی رانی کے تیس زیادہ جھکا تھا۔ ایک دن شہزادہ اُتم راجہ کی گود میں بیٹھ گئے۔ راج دربار میں بیٹھے راجہ اپنا کام چھوڑ کر سے پیار کرنے لگے۔ اسی وقت شہزادہ دُخڑا بھی کھینتے ہوئے وہاں

(1) اس کथا کے ویشن ن اंश شری�दّ بھاگوات کے ان حوالوں مें मिलते हैं—3-19-35, 8-1-30, 2-20 से 33, अ० 3, 4-6 से 25, 10-71-9, 11-12-6 आदि।

(2) مत्स्य، ब्रह्माण्ड और वायु पुराणों में सुनीति के स्थान पर सूनूता नाम लिखा है।

پہنچ گئے۔ جب دُھرَوْ نے دیکھا کہ اُتم، باب کی گود میں بیٹھا کھیل رہا ہے تو انہوں نے بھی باب کی گود میں بیٹھنے کی خواہش کی۔ باب نے گود میں بیٹھانا چاہا تو چھوٹی رانی سُرُوچی نے انہیں گود سے اتار دیا اور متکبرانہ لجھے میں بولی: تجھے باب کی گود یا باب کا سنگھاسن (تحت) چاہیے تو بھگوان سے منت سماجت کر کے میرے بطن سے پیدا ہو، اُن پرمیرے بیٹے اُتم کا حق ہے۔“

دُھرَوْ سکتے ہوئے اپنی ماں کے پاس پہنچے۔ سُنتی نے اسے بچپن کرتے ہوئے کہا: بیٹا رومت! تو مجھ چیزی بد قسمت عورت کا بیٹا ہے، اسی وجہ سے تجھے اپنے والد کی پیار بھری گود نہیں ملتی۔ تو وشنو بھگوان کا گیان دھیان شروع کر دے، وہ سارے تکلیف کا ازالہ کرنے والے ہیں۔ ان کی پناہ میں جانے سے ہ طرح کی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے۔

ماں کی باتوں پر یقین کر کے وہ پانچ سال کی عمر میں ریاض اور مجاہدہ کرنے جنگل کی راہ پر چل پڑے۔ راستے میں دیویشی نارَذ ملے۔ نارَذی نے انھیں سمجھایا کہ خدا کو خوش کرنے کے لیے بہت سخت ریاض کرنا پڑتا ہے۔ جب کوئی بات دُھرَوْ کے دل میں نہ بیٹھ سکی تو وہ فکر مند ہوئے اور خدا رسیدگی کا راستہ بتایا۔ نارَذ نے دھرَوْ کو بارہ حروف والے اُنم نمو بھگوتے وَائِدَهَوَائی (نماوے) (۱۵) کی تعلیم دی اور تلقین کی اور مدھوبن (مُتھرٰ) میں ساحلِ جمنا پر جا کر تپیا (ریاض) کرنے کے لیے کہا۔

دُھرَوْ نے وہاں جا کر ریاض کرنا شروع کر دیا۔ غذا کی شکل میں پہلے مہینے انہوں نے کیتھ (بیل کی طرح کا ایک خاردار درخت جس پر کڑوے کیسیے پھل لگتے ہیں) اور بیر، دوسرا مہینے سو کھے پتے اور تیسرا مہینے پانی اور چوتھے مہینے صرف ہوا کبھی کبھار لیتے رہے۔ پانچویں مہینے وہ ایک پیر پر کھڑے ہو کر ریاض کرنے لگے۔ سانس لینا بند کر دیا اور بھگوان کی یاد میں پوری طرح غرق ہو گئے۔

اس طرح کا سخت ریاض، مجاہدہ اور نفس کشی دیکھ کر اندر، سورج، وَرُن اور گلپیر وغیرہ دیوتا گھبرا اٹھے۔ وہ بھگوان وِشنو کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: اے پُرُجھو! دُھرَوْ کی تپیا سے ہم لوگوں کو فکر لاحق ہو گئی ہے۔ وہ نہ جانے کون سا اعزاز حاصل کرنے کی غرض سے تپیا (ریاض) کر رہے ہیں!

تب بھگوان نے مسکراتے ہوئے کہا: آپ لوگ قطعاً فکر نہ کریں۔ دُھرَوْ کو آپ میں سے

کسی کے عہدے کی تمنا نہیں ہے۔ اسے تو ایک غیر مادی اور نرالاہی عہدہ چاہیے۔ میں جلدی ہی اس کے پاس جا رہا ہوں۔ یہ سن کر دیوتا لوگ مطمئن ہو کر لوٹ گئے۔ پھر بھگوان وشنو نے ہری کی شکل میں دُھر و کو اپنا جلوہ دکھایا۔ بھگوان کو اپنے سامنے مجسم پا کر دُھر و ان کے پیروں پر گر پڑے۔ بھگوان شری ہری نے انھیں بڑے پیارے اٹھا کر ان کے سر اور گال پر ہاتھ پھرا اور بولے: دُھر و! میں تمھاری تپیا سے بہت خوش ہوں۔ بولو! کیا وَرَذَان (دعاء/ انعام) چاہتے ہو؟ بھگوان کے محض درشن (دیدار) سے ہی دُھر و کے دل میں سارے کی سواری کرنے والی دیوبی سرسوتی (جو علم کی دیوبی سمجھی جاتی ہیں) سماں گئیں اور انھیں ویدوں شاشتروں وغیرہ کا علم حاصل ہو گیا۔ وہ بھگوان کوٹلکی باندھے دیکھ رہے تھے۔ اسی وقت بھگوان ہری نے مسکراتے ہوئے پوچھا: کیا سوچ رہے ہو؟ جو انعام مانگنا چاہتے ہو ما نگو۔

وہ بہت متواضع لمحے میں بولے: پُر بھو! میں پہلے ماں سُر دُھی کی تلخ کلامی سے دل فگار ہو کر یہ سوچ کر بیہاں ریاض کرنے آیا تھا کہ آپ سے مشکل الحصول عہدہ کی خواہش کروں۔ مگر آپ کا دیدار کر لینے کے بعداب مجھے عسیر الحصول عہدے کی خواہش نہیں رہی۔ آپ تو ہمیشہ میرے اوپر مہربان ہوئے، میں کبھی آپ کی یاد سے غافل نہ رہوں، میری یہی خواہش پوری کر دیں۔

بھگوان ہری نے دعا دیتے ہوئے کہا! بیٹے! تمھاری دنیوی آرزو میں بھی ضرور پوری ہوں گی۔ پہلے جنم میں تم بہمن کی شکل میں میرے زبردست معتقد تھے۔ ایک شہزادے کے شاہانہ ٹھاٹ بات کو دیکھ کر تمھارے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی شہزادہ ہوتا۔ چنانچہ میں نے تمھاری خواہش فوراً پوری کر دی اور تمھارا جنم راجہ اُثاثان پاد کے بیہاں شہزادے کے روپ میں ہو گیا۔ میں اب بھی تمھاری مراد پوری کروں گا مگر تمھارے دل میں یہ مشکل الحصول عہدہ پانے کی آرزو کو بھی میں ضرور پوری کروں گا۔ اس لیے میں تمھیں تینوں جہان میں سب سے اعلیٰ اور سب سے نادر عہدہ ”دُھر وَدَ“ دے رہا ہوں۔ یہ ایک ایسا تارا ہے جو سورج چاند، بدھ، شمنی برہس چتی وغیرہ سیارگان سے بھی اوپر ہے۔ تمھاری تمام دلی خواہشات اور تمنا نہیں بھی پوری ہوں گی۔ تمھاری ماں بھی قریب کے ایک دوسرے تارے میں ایک جہاز میں اس وقت تک رہیں گی جب تک تم رہو گے۔“

اس کے بعد دُھر وَ (धुव) نے گھر آ کر اپنے والد اُٹان پاد سے راج حاصل کیا۔ بوڑھے ہونے کی وجہ سے حکومت سونپ کروہ جنگل چلے گئے! ششماں کی بیٹی بھر می (بھرمی) سے دُھر وَ کی شادی ہوئی۔ الا (یہاں کی عورت ان کی ایک دوسری بیوی تھی جس سے اُنکن نام کا بیٹا، اور بھر می سے گلپ اور دُھر پیدا ہوئے تھے۔ برہمنڈ پر ان کے مطابق ان کی ایک رانی "بھومی" تھی جس سے شر دشی (سُرِّی) اور بھویہ (بھو) اور بھویہ (بھو) پیدا ہوئے مگر متنسیہ پُران، کے مطابق متنس کی بیٹی دھنیا ان کی ایک بیوی تھی جس سے رشست نام کا ایک بیٹا پیدا ہوا تھا۔ دُھر وَ نے ۳۶ ہزار سال تک حکومت کی پھر بذر کا آثرم چلے گئے اور کچھ دنوں تک ریاض کر کے بھگوان ہری کے دیے ہوئے جہان (دُھر وَ لوک) چلے گئے۔ وہاں وہاب بھی بھگوان کی پوجا کرتے ہیں ۱)

## ۵ - متنسیہ (مत्स्य) (مچھلی اوتار)

وِشنو کے اوتاروں میں متنسیہ اوتار کو عموماً پہلا مقام دیا جاتا ہے۔ برہمن لیٹر پچر میں متنسیہ اوتار کی جو کہانی آئی ہے اس کا تعلق جان پر کیہ (قیامت خیر سیال) سے ہے۔ یہ کہانی رگوید میں تو نہیں ملتی مگر اوسی نئی، اخْر وَ وَوید، مہا بھارت اور شش پٹھ برہمن میں پائی جاتی ہے۔ شش پٹھ برہمن ۲) میں جو کہانی ملتی ہے وہ مختصر اس طرح ہے:

مَنْوَ ایک دن پوچھا سے پہلے دائیں ہاتھ میں پانی لے کر منتر پڑھ کر پی رہے تھے۔ اس وقت ان کے ہاتھ میں ایک مچھلی آگئی۔ اس نے کہا کہ میری حفاظت کرو اور میری پرورش پرداخت کرو، جب سمندروں میں قیامت برپا ہوگی تو میں بھی تمہاری حفاظت کروں گی۔ منو نے اسے ایک گھرے میں رکھ دیا۔ مگر جیسے جیسے مچھلی کا سائز بڑا ہوتا گیا منو نے اسے بالترتیب گھرے سے تالاب، تالاب سے ندی، اور ندی سے سمندر میں ڈال دیا۔ پانی میں جب قیامت برپا ہوئی تو منو کائنات کے متعدد بیجوں (یعنی ہرجاندار کا ایک جوڑا) لے کر نئی میں سوار ہو گئے اور اپنی کشتنی کو رَسَّی سے مچھلی کی سینگ سے باندھ دیا۔ ۳) قیامت خیر تباہی ختم ہونے کے بعد منو نے یکیہ کیا اور

(1) اعیانیات سمت تاثریوں اور وارثانوں کو سایسٹار سامانہ کے لیے دیکھیں۔ بھاگوات پورا�: 4-8 سے لے کر 13 اعیانیات (پूरा)، 5-17-2، 20-37، 21-14، 23-1 (سامی پंचم سکنی)، براہما پورا�: 1-1 سے 85، 2-21-94، 105، 2-36-88 سے 95، 22-6 سے 10، 58-9، 23-92، 24-122، 29-18، 3-61-49، 4-2-135، مات्स्य پوراण: 4-35، 36، 124-74 سے 83، 143-38، 125-5 سے 7، ویشنو پورا�: 1-11-12، 2-7-10 سے 12، 8-39، 12-24-34، اور واسु پوراण: 62-75 سے 78، 1-101، 51-6-10، 101-41، 135 آدی۔

(2) 1-8-1      (3) مछلی کی اسکی سیسیں تھیں۔

کائنات کا پھر سے ارتقا کیا۔ تانڈو برائمن (23-16-17) میں بھی اسی سے ملتی جلتی کہانی آتی ہے۔  
 مشیہ پُران میں یہ کہانی تفصیل سے آتی ہے جو اس طرح ہے: ویدویاں (وید و آس) کے پانچویں  
 شاگرد سوت لوم ہرشن (سوت لومہارشنا) بتاتے ہیں کہ اس دنیا کو خدا نے کیسے بنایا۔ وہ کہتے ہیں:  
 ”پرانے زمانے میں بھگوان گجادھر (یعنی وشنو) نے جس مشیہ پُران کا بیان کیا تھا سے  
 آپ حضرات سنیں۔ زمانہ قدیم میں سورج کے بیٹے مہاراج وینو سوت (مئو) نے اپنے بیٹے کو  
 راج پاٹ سونپ کر جنگل میں جا کر سخت ریاض کیا۔ انہوں نے کروڑوں سال تک پیاسا کی۔ برہما  
 خوش ہو گئے۔ ان کے پاس تشریف لائے، بولے: جو وردان (انعام) مانگنا ہو ماںگ لے۔ مئو  
 بولے: بھگوان! میں آپ سے صرف ایک بڑا انعام مانگنا چاہتا ہوں۔ (وہ یہ ہے کہ) قیامت برپا  
 ہونے پر میں سارے چند پرندے اور حیوانات کی حفاظت کی ہمت اور طاقت رکھ سکوں۔ تب برہما  
 نے ”ایوسٹو“، (یعنی ایسا ہی ہو) کہہ دیا۔ یہ کہہ کروہ منظر سے غائب ہو گئے۔  
 وقت گزرتا گیا۔

”ایک وقت کی بات ہے۔ آشرم میں پترنرپن (اپنے اسلاف کو پانی دینے کا عمل)  
 کرتے ہوئے منو کے ہاتھ پر پانی کے ساتھ ایک مجھلی آگری۔ وہ اسے کمنڈل میں ڈال کر اسکی  
 حفاظت کرنے لگے۔ ایک ہی دن رات میں وہ مجھلی کی شکل سے سولہ انگل بڑی ہو گئی اور  
 ”حفاظت کیجیے۔ حفاظت کیجیے“ کہنے لگی۔ تب راجہ نے اسے مٹی کے ایک بڑے گھرے میں ڈال  
 دیا۔ اس میں بھی وہ ایک رات میں ڈیڑھ گز بڑھ گئی۔ مجھلی پھر بولی: میں آپ کی پناہ میں ہوں،  
 میری حفاظت کیجیے، پھر منو نے اسے کنویں میں رکھ دیا مگر جب وہ کنویں میں بھی نہ سماںکی تو راجہ منو  
 نے اسے تالاب میں ڈال دیا۔ یہاں وہ ایک یو جن (تقریباً ۱۶ میل) لمبی ہو گئی اور کہنے لگی: میری  
 حفاظت کیجیے۔ منو نے اسے گنگا میں ڈال دیا جہاں اس نے بہت بھاری بھر کم شکل اختیار کر لی۔  
 تب راجہ نے اسے سمندر کے حوالے کر دیا۔ وہاں جا کر مجھلی اتنی بڑی ہوئی کہ پورے سمندر کو گھیر لیا۔  
 منو مہاراج ڈر گئے۔ کہنے لگے: باقین آپ پڑھتا تھا ہیں۔ آپ کو سلام ہو۔ مجھلی کی شکل اختیار کرنے  
 والے بھگوان بولے: ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم نے مجھے اچھی طرح پیچان لیا ہے۔ راجہ! یہ زمین  
 تھوڑے ہی دنوں میں پانی میں ڈوب جائے گی۔ اس بنا پر زمین کے بادشاہ! ساری مخلوقات کی

حافظت کے لیے دیوتاؤں نے کشتوں تیار کی ہے۔ ساری مخلوقات کو کشتی میں سوار کرائے تم ان کی حفاظت کرنا۔ جب دنیا کے خاتمے کی لہر میں کشتی ڈانواڑوں ہونے لگے تو اس وقت تم اسے میری اس سینگ سے باندھ دینا۔ بعد میں تم ساری دنیا کے بادشاہ بنو گے، لوگ تمہاری پوجا کریں گے۔“

دوسرے باب میں منونے ان سے پوچھا:

”بھگوان! یہ قیامت کتنے سال میں برپا ہو گی؟ میں مخلوقات کی حفاظت کس طرح کروں گا؟ جواب میں بھگوان کہنے لگے:

مُنِّی! آج سے لے کر سو ۱۰۰ سال تک اس زمین پر بارش نہیں ہو گی۔ جس کے نتیجہ میں بڑے پیمانے پر قحط اور بکسری پھیلے گی۔ اس کے بعد قیامت آنے پر تپے ہوئے انگارے کی بارش کرنے والے سورج کی سات بہت تیز اور بھیانک کرنیں چھوٹی مولیٰ مخلوقات کو ختم کرنے میں لگ جائیں گی۔ سمندر میں لگنے والی آگ خوفناک شکل اختیار کر لے گی۔ تحت افرمی سے اوپر اٹھ کر سُنگرِ شن کے منہ سے نکلی ہوئی زہریلی آگ اور بھگوان رُذر (شیو) کی پیشانی سے پیدا ہوئی تیسری آنکھ کی آگ بھی تینوں جہان (آکاش، پاتال اور زمین) کو جلا کر کھدے گی۔ اس آگ کی لمبیں بڑی بلندی تک اٹھیں گی۔ اس طرح ساری دنیا جل کر راکھ کا ڈھیر بن جائے گی۔ اور آسمان گرمی سے شرابور ہو جائے گا اور دیوتاؤں اور ستاروں، سیاروں سمیت سارا عالم فنا ہو جائے گا۔ پھر زوردار بارش ہو گی۔ ساتوں سمندر ایک میں مل جائیں گے۔ اس وقت تم وید کی شکل والی کشتی کو لے کر اس پر تمام مخلوقات اور بچوں کو سوار کر دینا اور میں نے جورتی تمحیں دی ہے اس سے اس کشتی کو میری سینگ سے باندھ دینا۔ پھر تم بچ جاؤ گے۔ جو کشتی میں ہوں گے وہ بھی بچ جائیں گے۔ وید، پُران بچے رہیں گے، پھر تمہارے ذریعہ نئی مخلوق بنائی جائے گی اور میں ویدوں کو پھر سے نازل کروں گا یعنی تمہاری طرف بھیجوں گا۔“ اتنا کہہ کر بھگوان نظروں سے اچھل ہو گئے اور مواس وقت تک وہیں ٹھہرے رہے جب تک قیامت کی گھڑی آنہیں آگئی۔

قیامت برپا ہونے پر منونے ویسا ہی کیا جیسا کام انجیس بتایا گیا تھا۔ پھر اسے مشیا و تار (مچھلی اوتار) کی سینگ میں باندھ دیا۔ پھر خود بھی اس کشتی میں سوار ہو گئے۔ شری مدھا گوت کے مطابق ”اس قیامت کے ہیروڈراؤڑ راجہ سنتیہ وَرث تھے۔ سنتیہ وَرث نے ہی انہیں باری باری پہلے

کمنڈل میں، پھرتالاب، پھردریا، اور پھر سمندر میں ڈالا تھا۔ وہی ستیہ ورت (सत्य व्रत) اس زمانے (مہا گلپ) میں وَوْسُان (سورج) کے بیٹے شرادھ دیو کے نام سے مشہور ہوئے۔ بھگوان نے انھیں وَيْوُسُوتْ مَنْو بنا دیا۔<sup>۱</sup>

اسی پُران میں یہ بھی مذکور ہے کہ متیہ اوتابار (مچھلی اوتار) کا دھڑ روہو مچھلی کے مثل، اور سر انسان کی طرح تھا۔ اس کے سر پر سینگ تھی۔ چار ہاتھ تھے اور پورے جسم پر کنول کے نشان تھے<sup>(۲)</sup> بھاگوت پُران (۸-24) میں ہے کہ متیہ اوتابار (مچھلی والے اوتار) کے آشیر واد سے راجہ سنتیہ وَرَث، وَيْوُسُوتْ مَنْو ہو گئے۔ انھوں نے مچھلی کا ایک بچہ پالا جسے بڑھنے پر سمندر میں چھوڑ آئے تھے۔ مچھلی نے وَيْوُسُوتْ مَنْو سے تمام چیزوں کے بیچ (لعنی جوڑے) لے کر سات رشیوں کے ساتھ سوار ہونے کے لیے کہا۔ منو نے ایسا ہی کیا اور مچھلی نے منو کی کشتی (انپی سینگ سے نہیں بلکہ) ہمالیہ کی سب سے اوپری چوٹی سے بندھوادی جسے نوبنڈھن کہا جاتا تھا۔ مچھلی خود پر جا پتی برہما تھی جس نے ہے همیگر یو (ہیو) را کشش کو جو سب ویدوں کو چرا لے گیا تھا، اسے مار کر ویدوں کو رہا کرایا۔

مہا بھارت (3,187,52) میں مذکور ہے کہ مَتَّسِيَہ خود کہتا ہے کہ میں پر جا پتی برہمن ہوں، مجھ سے ہٹ کر کوئی دوسری چیز دیکھنے میں نہیں آتی ہے۔ میں نے مَهَا مَتَّسِيَہ (عظیم الشان مچھلی) کی شکل اختیار کر کے تمھیں، اس قیامت (کی ہوئنا کی) سے بچایا ہے۔“ گوسوامی تلسی داس کچھ دوسری ہی بات تحریر کرتے ہیں: ”معتقد دین کا دائرہ بڑھانے کے لیے رام نے مچھلی کی شکل میں زمین کی کشتی بنائی<sup>(۳)</sup> سکھوں کے دسویں گرو، گرو گووند سنگھ نے شنحاحا سر (راکشش) کے قتل اور ویدوں کو راکشوں کے چھپل سے چھپڑانے کے لیے متیہ اوتابار (مچھلی کی شکل میں اوتار لینے) کو اس کی غرض و غایت تسلیم کیا ہے۔<sup>(۴)</sup> ظاہر ہے کہ مَتَّسِيَہ اوتابار کی کہانی میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔

**کیا حضرت نوح اور منو ایک ہی ہیں؟**

**پنڈت رگھوئندن شرما قم طراز ہیں: جس طرح نو اخْمَبُو منو کے زمانے میں ستاروں بھری**

(1) مत्यु पुराण, 259-2

(2) विनय पवित्र, पृ. 404। “वारिचर-गपुषधर भक्त निस्तार पर, धरनि कृत नाव महिमाति गुर्वी।”

(3) चौबीس अवतार, پृ. 6

کائنات تیار ہوئی اسی طرح سور و چسن مکوٹانی (مُنْوَى) کے زمانہ میں زمین تیار ہوئی۔ تیسرے منو کے دور میں زمین سے چاند جدا ہوا۔ چوتھے منو کے وقت میں سمندر، زمین سے برا آمد ہوا۔ پانچویں منو کے زمانے میں زمین پر نباتات وجود میں آئے۔ چھٹے دور میں حیوانات وجود میں آئے اور ساتویں ویجہ سوٹ مکوٹ کے دور میں انسانوں کی پیدائش ہوئی۔“

لیکن ان بنا پر پہنچنے کے لیے انہوں نے کوئی ثبوت نہیں پیش کیا، صرف اپنا نتیجہ نکالا ہے پنڈت جی نے آگے لکھا: تخلیق کائنات سوامم بھومنو سے، اور تخلیق انسانی ویجہ سوٹ منو سے تسلیم کرنا پڑے گا۔“ ایک مقام پر انہوں نے والیو پُران (50-88) کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا: میرود (مر) کے جنوب اور مائس کے اوپر بھی ویجہ سوٹ مکوٹ پنچ پور میں رہائش پذیر ہیں۔ یہ وہی ویجہ سوٹ منو ہیں جن کو ہم نے ”نوح“ بتایا تھا اور انھی سے پوری نوع انسانی کی پیدائش ثابت کی تھی۔ (وید ک سمعتی ص ۲۰۱)

پنڈت جی نے صفحہ ۱۸۶ پر متنیہ اوخار کو حضرت نوح کی کشتی سے کھینچ تان کر جوڑ دیا۔ اس طرح کے اوخار واد کے تصور کو مسترد کر کے انہوں نے ضرور دانشوری کا ثبوت دیا ہے لیکن والیو پُران یعنی پرانوں کے شہتوں کی تائید بھی کی ہے اور ان کے حوالے بھی دیے ہیں۔ پرانوں ہی میں اوخار کی کہانیاں بھری پڑی ہیں جن میں متنیہ اوخار، وشنو کے اوخاروں میں غالباً پہلا اوخار بتایا گیا ہے۔ پنڈت شرما کے مطابق سوامم بھومنو کے زمانہ میں ستاروں اور سیاروں والی دنیا تیار ہوئی مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

پنڈت بال کرشن دیکھت نے بھی ”انڈین آئینکو ری“، میں کچھ اعداد و شمار پیش کیے ہیں لیکن یہ نہیں تسلیم کیا ہے کہ سوامم بھومنو کے زمانے میں پختروں والی (ستاروں بھری) دنیا تیار ہوئی تھی۔ پرانوں سے ثابت ہے کہ سوامم بھومنو نے سات سمندروں سے گھری زمین پر بہر شتمتی (بہر شتمتی) راجدھانی سے حکومت کی تھی۔ وہ برہمن راجدھانی تھے۔ شٹ روپا ان کی ایک بیوی اور پڑیہ ورث اور اتنا پاداں کی اس بیوی سے پیدا ہوئے تھے۔ آنکھ نام کی دوسری بیوی سے سوامم بھومنو کے آٹھ مرید بیٹے پیدا ہوئے (دیکھیے: والیو پُران 3.2, 36, 23, 45, 5 6.7, 59 وشنو 8.1.1.5, 21.1-3, 22.26-29, 6.1.3، بھاگوت پُران: 1.7.14-19، 3.1.6

3.44-45, 4-34, 11.14.4, 3.20, 1, 10, 21.1-3, 21.1-3, 25-26, 145.90، بِرْ هَمَانَةٌ پُرُان: 2.13.105۔ بِحَاوَتُ پُرُان: (3.13.53-54، 13.3-18) میں ہے کہ سوا مُبُخو مُنُو، بِرْ ہما کے جسم کے نصف تھے اور شَشْ رُوپا ان کے وجود کا باقیہ نصف تھیں۔

### مُنُو: کثیر المعنى لفظ

وید میں لفظ مُنُو، متعدد مفہومات میں استعمال ہوا ہے۔ کہیں تو یہ لفظ ایشور کا ہم معنی ہے (رگ وید: 1-80، سوامی دیانند بھاشیہ)، کہیں یہ لفظ انسانوں کے لیے مستعمل ہے تو کہیں غور وہ بركرنے والے اسکار کے لیے (دیکھیے رگ وید: 13-4.2-33-4-26)۔ لہذا منوؤں کا ویدوں سے کوئی تعارفی اشارہ تک نہیں ملتا۔ مُنُو اور مچھلی کی کہانی مُنتسیہ پُرُان میں ہی تفصیل سے پائی جاتی ہے۔ یہ شنیو پُرُان (شیو پوران) ہے۔ نارَذ پُرُان کے مطابق اس میں پندرہ ہزار شلوک ہیں۔ بعض دیگر پرانوں میں کہا گیا ہے کہ اس میں ۱۳ ہزار شلوک ہیں۔

موجودہ دور میں دستیاب مُنتسیہ پُرُان میں ۱/۲۹۱/۱ ابواب اور ۱۳ ہزار ۶۲ شلوک ہیں جن میں مُنو سرتی اور مہا بھارت کے بہت سے شلوکوں کی تکرار ہے۔ مہا مہوپاڈھیائے ڈاکٹر پی. وی. کا نے کہتے ہیں کہ کل اٹھارہ پُرانوں میں سب سے قدیم یہی پُرُان ہے۔ اس کی تصنیف دوسری سے چوتھی صدی عیسوی کے درمیان ہوئی ہے۔ ”پھر آخر پنڈت رَگُونَدَن شرما کیسے لکھتے ہیں کہ ”نوح کا طوفان، وَيُوْسُوْث مُنُو کی مچھلی والی کہانی کا ترجمہ ہی ہے“، جبکہ بائل میں یہ پہلے سے موجود تھی جس کا ترجمہ یہاں کیا گیا ہے۔ پنڈت شرما مجی بار بار حضرت نوح کے دو بیٹوں ہیم اور شیم (ہم اور شام) کا ذکر کرتے ہیں جبکہ ان کے ۳ بیٹوں کا ہونا بائل میں درج ہے۔ جن کے نام شیم، ہام اور اپیٹ (یہ پنڈت شرما نے لکھا ہے)، شام اور بھاؤ۔ (۱) میں: سیم نہ کہ ہیم (ہم) جیسا کہ پنڈت شرما نے لکھا ہے، شام اور بھاؤ۔ (۱)

(۱) بائل میں حضرت نوح کے تینوں بزرگوں کا نام حام، سام اور یافث بتایا گیا ہے۔ عرب قوم سام کی نسل سے ہیں۔ اسے Semetic لفظ بناتے ہیں۔ (متترجم)

## ”وَيْدِكَ سَمْبَقْتَى، كَى كُويَّ اصْلِيْتُ نَهْبِنْ“

جن ویوں سوٹ مئی کو ویدک سَمْبَقْتَى (کتاب کا نام) انسانوں کا باوا آدم بتاتی ہے وہ تو خود سُنگیا (سرینو سُرےٽو) اور وَسُوان کے بیٹھے تھے۔ ان کی یوی (براہما نڈپُران کے مطابق عقیدت مند تھیں) اس بنا پر انھیں شر آڈھی بھی کہتے ہیں۔ اُشوا گو (یکشاکو) وغیرہ ان کے دس بیٹھے تھے (براہما نڈپُران: ۲.۳۸.۱)۔ ان اقتباسات سے ثابت ہے کہ پنڈت شرما آمیزش کو دور کرنے میں ناکام رہے۔ کیونکہ انھوں نے قرآن پاک کو کسوٹی اور معیار نہیں بنایا۔

پُرانوں میں صرف بھوٹیہ پُران کے باب میں ہی حضرت نوح (نوح یامُو کا نام درج نہیں ہے) کے ذریعہ قیامت برپا ہونے پر کشتی بنا کر اس میں کائنات کی ہر مخلوق کا ایک ایک جوڑا (متعدد خاندانوں سے) رکھنے اور عظیم سیلانی طوفان کا بیان ہے۔ اس پُران میں چھلی کا تذکرہ نہیں ہے۔ اسی باب میں حضرت نوح سے پہلے آدم اور حَوَّیہ وَتنی (وَتُنی) کا ذکر آیا ہے جو یہ ثابت کرتا ہے کہ نوح یامُو سے نسل انسانی کی پیدائش نہیں ہوئی۔ ”وَيْدِكَ سَمْبَقْتَى سَمْبَقْتَى صفحہ ۱۸۲“ (ویدک سَمْبَقْتَى غلط کہتی ہے۔

اس کتاب میں منوکا تذکرہ جس انداز میں کیا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ ویدک سَمْبَقْتَى نہیں بلکہ پُورا بِكَ سَمْبَقْتَى ہے۔ اس سے پہلے ہم بتاچکے ہیں کہ لفظ ”منو“، وید میں متعدد مفہومات میں آیا ہے جس سے ویوں سوٹ مُؤَوَّ“ کی تائید نہیں ہوتی۔

## ”سْتِيَارْتَحَ پِرْكَاش“ کا بے بنیاد الزام

جس منو کو نوح بتا کر پنڈت شرما اپنے نتیجے پر پہنچے ہیں ”ستیارْتَحَ پِرْكَاش“ اس پر اعتراض وارد کرتا ہے۔ میرے پاس دستیاب ستیارْتَحَ پِرْكَاش کے ۲۷ ویں ایڈیشن کے ۱۷۳ ویں ستملاس (باب) کے سَمِیْلِشا (تبصرہ) نمبر ۱۲۳، اور سابقہ ایڈیشن کے ۱۲۲ ویں (یعنی دو نئے ایڈیشنوں میں دو مزید تبصروں کے اضافہ) میں کہا گیا ہے ( واضح رہے کہ اس تبصرہ کی زبان بڑی ناہموار اور درشت ہے لہذا محتاط ہو کر پڑھیں)؛ اور حکم دیا ہم نے انسان کو ساتھ مان باپ کے کرنا، اور جو جگڑا کریں تجھ سے دونوں یہ کہ شرکیک لاوے تو ساتھ میری اس چیز، کہ نہیں واسطے

تیرے ساتھ اسکے علم، بس مت کہا مان ان دونوں کا طرف میری ہے۔ اور ضرور بھجا ہم نے نوح کو طرف قوم اس کے کہ بس رہائی ان کے ہزار برس مگر پچاس برس کم (۲۱-۲۰ ص ۵۱)

(سُو ۲۹ | آ ۸۱۱ ۱۴۱)

**سَمِيشَك (مبصر):** ماں باپ کی خدمت کرنا اچھا ہی ہے۔ جو خدا کے ساتھ شریک کرنے کے لیے کہیں تو ان کا کہنا نہ مانتا، یہ بھی ٹھیک ہے لیکن اگر ماں باپ جھوٹ وغیرہ بولنے کا حکم دیں تو کیا مان لینا چاہیے؟ اس لیے یہ بات آدھی اچھی اور آدھی بُری ہے۔ کیا نوح وغیرہ پیغمبروں ہی کو خدا دنیا میں بھیجتا ہے تو آخر دوسری مخلوقات کو کون بھیجتا ہے؟ اگر سب کو وہی بھیجتا ہے تو سبھی پیغمبر کیوں نہیں؟ اور تو ابتدائی انسانوں کی عمر میں ہزار سال ہوتی تھیں تواب کیوں نہیں ہوتیں؟ اس لیے یہ بات ٹھیک نہیں۔ (صفحہ: ۷۰)

کوئی بھی انصاف پسند آدمی بتائے کہ اس آیت سے یہ بات کیسے نکلتی ہے؟ یہ بات تو اس وقت نکلتی جب اس آیت میں یہ کہا گیا ہوتا کہ اس کے علاوہ ماں باپ جو بھی اچھی بُری باتیں کہیں سب مان لینا چاہیے۔ سچ ہے، ”تعصب کی وجہ سے انسان کی عقل تاریکی میں چلی جاتی ہے“ (تمہید ستیارتھ پر کاش)۔

ستیارتھ پر کاش نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ نوح وغیرہ پیغمبروں کو خدا دنیا میں بھیجتا ہے تو دوسری مخلوقات کو بھی تو وہی بھیجتا ہے۔ پھر تمام پیغمبر کیوں نہیں؟ یہ موٹی عقل کی بات ہے۔ اگر ایک حکمراں کسی ایک صوبے میں کسی کو اپنا نامانندہ بنا کر کسی خاص مقصد کے تحت بھیجتا ہے تو وہ اس کا نامانندہ کہلانے گا، لیکن اگر کچھ دوسرے لوگوں کو دوسرے مقصد سے بھیج گا تو وہ سب کیسے اُس کے نمایندے ہو جائیں گے؟ تمام مخلوقات کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے پھر سبھی منو یارشی کیوں نہ ہوئے؟“

دراصل حضرت نوح کی عمر پر اعتراض از خود ظاہر کرتا ہے کہ ستیارتھ پر کاش ان کا کتنا احترام کرتا ہے، دوسری طرف آریہ سماجیوں کا پبلکیشن، جہاں سے ”وَيْدِكْ سَمْپُتِي“ نامی کتاب شائع ہوئی ہے، انھی (حضرت نوح) سے پوری نوع انسانی کی پیدائش بتاتی ہے۔ یہ ابدی حقیقت ہے کہ خدا جس کوختنی عمر دیتا ہے وہ زندہ رہتا ہے۔ ”بَحْوِشِيَهُ پُرَان“ میں ہے کہ نُوح (نُوہ) کے

والد ”نام دھاری“ کا عہد حکومت سات سو سال (۷۰۰) کا تھا اور نام دھاری کے والد جوک کا عہد حکومت ۹۰ (نو سو ستر) سال تھا۔ ایسے میں اگر قرآن نے حضرت نوح کی عمر جو ۹۵۰ سال بتائی ہے تو اس کی صحائی میں کوئی شبہ نہیں۔

### وَسُوْنَتْ مِنْوَا وَمِنْوِسْمِرْتِي

آخر میں یہ حقیقت بھی غور فکر کی طالب ہے کہ وَسُوْنَتْ مِنْوَنَعْ انسانی کے پہلے فرد اس لیے بھی ثابت نہیں ہوتے کیوں کہ منوسمرتی، ساتویں مئو، ویسوت کی تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ ایسا سمجھنے کی کافی وجہ ہیں۔ منوسمرتی کو آریہ سماجی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ منوسمرتی کے (1.61-62) شلوکوں میں سُوَّامَّ بَحْوَمَوْ کے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے ساتویں وَسُوْنَتْ مِنْوَتْ کا تذکرہ ہے۔ پہلے منو کے عہد میں ساتویں منو کا تذکرہ نہیں ہو سکتا لہذا یہ ساتویں وَیوسوت مِنْوَکی ہی کی تصنیف ہے۔ اس سے یہ بات اور بھی موکد ہو جاتی ہے کہ ویوسوت منو سے قبل بھی انسان تھے۔ کوٹلیہ کے ارتحل شاستر (12 پر ۸، آ۔ ۱۳۰-۱۳۲) میں زمانہ قدیم میں عوام کے ذریعہ وَسُوْنَتْ مِنْوَکو راجہ بنائے جانے کا تذکرہ ہے۔ ۱۷۵ء کے ایک کتبہ کے مطابق وہاں ٹیکس کے نظام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ وہ مروجہ منوسمرتی (7.130-132) سے ملتی جلتی ہے لہذا یہ اسرتی ویوسوت مِنْوَکی ہے۔ اگرچہ کچھ اہل علم نے منوسمرتی کو قدیم ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ اسرتی خود کو جدید (یعنی بعد کی چیز) بتاتی ہے۔ اس میں بعد میں آنے والے راجاؤں، اسرتی لکھنے والے مصنفوں یا رشیوں کے نام ہیں اور کچھ ایسے مقامات کے نام اس میں پائے جاتے ہیں جو تاریخی نقطہ نظر سے بعد میں قائم ہوئے ہیں جیسے پانچال، شور سینک (شُورسَنَك)، مٹھیہ (مَطَسَّى)، بُرْهَشِي دیش (بَرْهَشِي دِيش) (دش)، گروشیتر (کُرُشَتَر) وغیرہ۔ منوسمرتی میں کچھ ایسے معقدات بھی پائے جاتے ہیں جو بہت نئے ہیں۔ جیسے: گنگا اور کورشیتر میں گناہوں سے پاک ہونے کے لیے جانا۔ (حوالہ 8.92)

### عقل کہتی ہے

کہ اختلاف زبان کے باعث اگر حضرت نوح، حضرت نوح اور مہرشی مُنَوَّا ایک ہی ہیں تو ظاہر ہے ان سے وابستہ چیزوں میں بھی یکسانیت ہونی چاہیے۔ اوپر کی تفصیل سے یہ واضح ہے

کہ پنڈت رگھونندن شرما بھی حق کا انلہار نہیں کر سکے۔ ورنہ وہ اس نتیجہ پر ضرور پہنچتے کہ پہلے انسان حضرت آدم تھے جو تمام انسانوں کے جدا مجدد تھے۔ جب آپ کسی تعصباً اور ضد سے پاک ہو کر غور کریں گے تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ پنڈت جی نے سچائی کو کتنا اجاگر کیا ہے۔ درحقیقت قرآن کے ذریعہ ہی عقائد انسان کے سامنے سچائی آسکتی ہے۔ یہ بات مذکورہ تفصیلات اور تذکروں سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔ اس کے بغیر انسان سچائی تک نہیں پہنچ سکتا۔ عقائد انسان وہی ہی ہے جس کے سامنے سچائی کھل کر سامنے آئے اور بلا حیل و وجہت اسے تعلیم کر لے۔

## ۶- وراہ (خزیر)

رگوید(۶-۶۱) میں وَرَاهٌ، لفظ ملتا ہے۔ اسی وید میں وَرَاه کو اندر کے ذریعہ قتل کیے جانے کا ذکر موجود ہے<sup>(۱)</sup> تیتھر یہ سنگھٹا: (۷,۱,۵,۱) میں وَرَاه اوتار کی کہانی اس طرح آتی ہے: ابتداء میں دنیا میں پانی ہی پانی تھا۔ اس پر پرجاپتی (برہما) ہوا کی شکل میں گھومتے پھرتے تھے۔ انہوں نے زمین کو دیکھا اور وَرَاه (سُور) بن کر اسے اوپر اٹھالیا۔ انہوں نے ٹشوکرما ((برہمنی) کی شکل اختیار کر کے زمین کو پانی سے پونچھ دیا۔ زمین میں مزید توسع ہوئی۔ ”البته تیتھر یہ برہمن<sup>(۲)</sup> میں یہ کہانی اس طرح ملتی ہے:

”اس دنیا میں پہلے پانی ہی پانی تھا۔ اس پانی کے ذریعہ پرجاپتی (برہما) تپسیا (ریاض) کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اس کائنات کی توسعی کس طرح ہوگی۔ انہوں نے پانی میں کھڑے کنول کا ایک پتہ دیکھا۔ سوچا کہ اس کے نیچے ایسا ضرور کچھ ہے جس پر یہ کنول کا پتہ کھڑا ہے۔ انہوں نے ایک خزیر کی شکل اختیار کی اور ٹھیک کنول کے پتے کے نیچے پانی میں گھس گئے۔ اس کے نیچے انہوں نے زمین کو پایا۔ چنانچہ اس کے ایک حصہ کو توڑ کروہ اور پری سطح پر لے آئے۔ انہوں نے اسے اوپر پھیلایا جبھی سے اس کا نام پڑھوی (یعنی پھیلی ہوئی چیز) پڑا۔

”شَتَّى پتھ بِرَاهْمَن میں بھی وَرَاه کی کہانی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ زمانہ قدیم میں زمین اتی ہی بڑی تھی جتنی بڑی کڑھائی ہوتی ہے۔ ایمس (امس) نام کے ایک کچھوے نے اسے اوپر

(1) ٹھوڑے د : 8-77-10

(2) تی. سं. 1, 1, 3, 5 اور جرمنل اینڈ ریوال ایشیاٹیک سوسائٹی، 1875, پृ. 179

اٹھایا۔ یہ ایشور پر جاپتی کی زمین تھی<sup>(۱)</sup>

گانجھن سنجھنا (کاٹک سہیت) اور تیئر یہ سنجھنا<sup>(۲)</sup> میں وَرَاه (کچوے) کی کہانی اس طرح موجود ہے:

”یکیہ نے وِشنو کی شکل اختیار کی اور وہ دیوتاؤں کے درمیان سے غائب ہو گئے۔ وہ زمین میں گھس گئے۔ دیوتاؤں نے ایک ساتھ مل کر انھیں خوب تلاش کیا۔ اندر نے نیچے اوپر ہر جگہ گھوم کر دیکھ لیا۔ اس پر وِشنو نے پوچھا: کون ہے جس نے ہمارے اوپر سے طوف کیا ہے؟ اندر نے جواب دیا: میں ہوں قلعہ کو منہدم کرنے والا۔ اور تم کون ہو؟ وِشنو بولے: میں ہوں قلعہ کو اٹھالے جانے والا۔“ انہوں نے کہا کہ اس وَرَاه (خنزیر) نے دیوتاؤں کا مال لوٹ کر سات پہاڑوں کے اُس پاراکششوں کے پاس اکٹھا کر رکھا ہے۔ تم قلعہ کو منہدم کرنے والے ہو اس لیے اس خنزیر کو مار ڈالو۔ چنانچہ اندر نے ایک ہنکاٹوڑ کر ساتوں پہاڑیوں میں سوراخ کر دیا اور اسے مار ڈالا۔ تب اندر نے وِشنو سے کہا: تم خود کو قلعہ سے باہر لے جانے والے کہتے ہو الہذا اس کو باہر لے آؤ۔“

مہا بھارت میں خنزیر اوتار کی کہانی اس سے بھی زیادہ مختلف شکل میں سامنے آتی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ جانداروں میں اضافہ کے بوجھ سے زمین دب کر سیکڑوں یو جن (ہزاروں میل) نیچے چل گئی تھی۔ اس نے اپنا بوجھ کم کرنے کے لیے بھگوان نارائن سے درخواست کی۔ وِشنونے ایک دانت والے ختریکی شکل اختیار کر کے زمین کو سو ۱۰۰ ایو جن (سولہ سو میل) اوپر اٹھایا۔<sup>(۳)</sup> دوسری طرف مہا بھارت کے سَھاپَرَب (سَभَا पर्ब) میں خنزیر اوتار کو وِشنو سے متعلق کر کے کہا گیا ہے کہ پانی میں ڈوبی ہوئی زمین کو انہوں نے پریشانی سے نجات دی اور ہر نیا کُشْہا<sup>(۴)</sup> ہیرण्याक्ष<sup>(۵)</sup> کو قتل کر دیا۔ وِشنو پر ان میں اس اوتار کا تعلق پر جاپتی (خالق کا نبات برہما) سے بتایا گیا ہے<sup>(۶)</sup>

(1) ش. گ्रा : 14, 1, 2, 11

(2) تै. ر. 6, 2, 4, 2-3

(3) مہا بھارت 3-142-39-40, 3-142-45

(4) 38-29 کے بارے

(5) 1-4-7

## ۷۔ گورم (پچھوا اوتار)

”مشکل پتھ براہمن میں پڑ جا پتی (برہما) کے گورم (پچھوا) کی شکل اختیار کرنے کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر میور نے اس برہمان (7,5,1,5) کی بنیاد پر کہا ہے کہ پرجاپتی نے گورم (پچھوا) کی شکل اختیار کر کے رعایا کی تخلیق کی۔ تمیزیر یہ آز نیگ (تہیتی ریویو آر ایک 1,23,3) میں یہ حقیقت آشکارا ہے کہ پرجاپتی میں جو بہنے کے قابل جزو و تھا وہی پچھوے کی شکل اختیار کر کے پانی میں جہاں تھاں گھوم رہا تھا۔

پروانوں اور دیگر کتب میں گورنما و تار (کچھوے کے اوتاب) کا تعلق سمندر منطقہ، سے ہے۔ ویدکن لٹرپر میں اس اوتاب کا سمندر منطقہ سے کوئی سرنشیت نہیں ملتا۔ امّر یہ براہمیں (فلسفی) میں الیکی ایک کہانی ضرور ملتی ہے مگر شاید اسے سرنشیت تعلق کی بنیاد تعلیم نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں آیا ہے کہ دیوتاؤں اور راکششوں کے درمیان بھگڑا ہوا۔ دیوتاؤں نے راکششوں کو نکال باہر کیا۔ لہذا راکششوں کے ہاتھ جو کچھ لگا اسے انہوں نے سمندر میں پھینک دیا۔ دیوتا پچھے دوڑے اور کٹپا (بنسی) سے سمندر میں پھینک گئی چریں نکال لیں۔

بھاگوت پر اُن میں گورما و تار (کچھوا اوپتار) کو وشنو کا دوسرا اوپتار بتایا گیا ہے (4-7-13) اور اس اوپتار کا تعلق سمندر منطقہ سے جوڑا گیا ہے۔ سمندر منطقہ کے وقت سمندر سے اجازت لینے کے بعد دیوتاؤں نے کچھو سے اصرار کیا (مہابھارت: 1,11-12, 18, 11-12)۔ پُرانوں میں تھوڑے فرق کے ساتھ کچھوا اوپتار کی جو کہانی ملتی ہے اس کا حاصل خلاصہ اس طرح ہے:

دُز و اسارِ شن نے ایک مرتبہ خوش ہو کر ایز اوت ہاتھی پر سوار ہو کر جاتے ہوئے اندر کو اپنے گلے میں پڑا چکولوں کا ہار دے دیا۔ اندر نے اس کو ایر اور شکی کی پیشانی پر ڈال دیا۔ اس نے اپنی سونٹ سے اٹھا کر اسے نیچے ڈال کر پیروں سے مسل دیا۔ دُز و اسارِ شن بڑے غصیلے مزاج کے تھے۔ وہ اپنی توہین برداشت نہ کر سکے۔ انھوں نے اسے بد دعا دے ڈالی：“تیراغرو اور آناخاک میں مل جائے”， ادھر دیوتاؤں اور راکشوں کے درمیان باہم جنگ ہوئی۔ راکشوں کے راجہ بیل (बालि) نے تینوں جہان پر تقضہ کر لیا تھا۔ دیوتا لوگ برہما کے پاس گئے، پھر وہنبو سے اجتہاد کی۔ اس لیے سمندر متحنے کی تدبیر سویجی گئی۔ پروپیگنڈا کیا گیا کہ سمندر متحنے سے اُمرت (آب حیات)

نکے گا۔ آب حیات ملنے کی لائچ میں راکششوں کے راجہ بلی نے دیوتاؤں سے سمجھوتہ کر لیا اور سمندر متحنے کے کام میں اپنے لوگوں کو بھی ایک طرف لگانے کا فیصلہ کر لیا۔ سمندر متحنے کے لیے مندر راچلن پہاڑ کو متحانی بنانا تھا اور واٹکن ناگ کو رتی۔ جب کوہ مندر راچلن کو سمندر میں لا یا گیا تو اسے سمندر میں متحانی کی شکل میں کھڑا کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا۔ دیوتاؤں اور راکششوں نے لاکھ کوشش کی مگر ناکامی ہاتھ لگی۔ اس لیے وشنو جی نے کچھوے کی شکل اختیار کر کے مندر راچلن پہاڑ کو اپنی پیٹھ پر کھلیاتب جا کر سمندر متحن ہوسکا<sup>(۱)</sup>

### (۸) نر سنگھ (انسان اور شیر کا مشترک جسم)

یہ وشنو کا چوتھا یا چود ہواں، انسان اور حیوان کی مشترک شکل کا اوخار تھا جو ہر نیہ گشیپ (ہیرण्यकشیپ) کے قتل سے متعلق ہے۔ پرانوں کی کہانی کے مطابق راکششوں کے جدا مجدد ہر نیہ گشیپ نے ریاض کر کے برہما سے ورزان (مراد) حاصل کی کہ کسی سے، کسی وقت، کسی مقام پر اس کی موت نہ ہو۔ اسی مراد کے حصول کی بنا پر وہ ظالم بن گیا۔ کہتے ہیں کہ دیوتاؤں سے سورگ (جنت) چھین کروہ انھیں پریشان کرنے لگا۔ ہر نیہ گشیپ کی چار اولادوں میں پر ہلاذ بھی تھا جو وشنو کا بھکت (مرید، معتقد) تھا۔ اس کے باپ اس سے ناراض رہتے تھے کیوں کہ وہ وشنو کی بھکتی میں مستغرق رہتا تھا۔ باپ کے یہ پوچھنے پر کہ خدا کہاں ہے؟ پر ہلاذ نے جواب دیا: ہر جگہ موجود ہے۔ ہر نیہ گشیپ نے کہا: کیا اس کھبے میں بھی ہے؟ پر ہلاذ نے کہا: ضرور! یہ سنتے ہی ہر نیہ گشیپ تواری کرا دھروڑ پڑا۔ اسی وقت وشنو جی نے انسان اور شیر کے مشترک جسم کی شکل میں ظہور کیا اور اس کے سینے کو اپنے ناخنوں سے نوچ کر مارڈا۔

### (۹) وامن (لومڑی)

تیتھر یہ سنگھتا اور براہمن گرنتھوں (لٹرچر) میں وامن اوخار کی کہانی قدرے تفصیل سے بیان کی گئی تھی۔ پرانوں میں اسے مکمل تفصیل ملی۔ تیتھر یہ سنگھتا میں اندر کو وشنو کا دوست بتایا گیا ہے۔ اس سنگھتا میں جو کہانی ہے وہ مختصر اس طرح ہے:

(۱) بھاگوات پुराण 8,5, 7-10، امین پुرाण پو۔ تیسرا اध्याय، پद्मपुराण उत्तरखण्ड अ۔ 260

”شروع شروع میں یہ پوری زمین را کششوں کے قبضے میں تھی۔ دیوتاؤں کو اس کا اتنا ہی حصہ ملا تھا جتنی دور تک انسان بیٹھ کر دیکھ سکتا ہے۔ جب دیوتاؤں نے را کششوں سے زمین پر اپنا حصہ مانگا تو را کششوں نے ان سے پوچھا کہ کتنا حصہ دے دیں؟ دیوتاؤں نے جواب دیا کہ لوہری ۳۳ قدم میں جتنی دور جاسکتی ہے اتنا دے دیں۔ چنانچہ اندر نے لوہری کی شکل اختیار کر کے تین ہی قدم میں ساری زمین ناپ دی۔ اس طرح پوری زمین دیوتاؤں کو کوئی نہیں۔“<sup>(۱)</sup>

آئیجیر یہ براہمن (15-6) میں ہے کہ اندر اور وشنو نے ایک ساتھ مل کر را کششوں سے جنگ کی تھی۔ بعد میں را کششوں اور دیوتاؤں میں باہم یہ طے ہوا کہ تین قدم میں جتنا ناپ لیں گے اتنی زمین دیوتاؤں کو ملے گی۔ وشنو نے پوری روئے زمین، وید اور واک (ویدک ادب) کو ناپ لیا۔ شست پتھ براہمن (1,2,5,) میں آیا ہے کہ را کش اور دیوتا دونوں میں ایک دوسرے سے افضل ہونے کی ہوڑگی تھی۔ اس میں دیوتا پیچھے ہٹ رہے تھے اور را کش پوری دنیا کو آپس میں بانٹ لینے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس لیے دیوتا بھی یگیہ رُوپ و شنو کو اپنا قائد مان کر ان کے پاس پہنچے اور اپنا حصہ ان سے مانگا۔ را کش، دیوتاؤں سے حسد کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ زمین کے جتنے حصے میں ویشنو سو سکتے ہیں اتنی زمین ہم دے سکتے ہیں۔ دیوتا اس بات پر ناراض ہو گئے تاہم انہوں نے ویشنو منتروں کے ذریعہ خوش کیا۔ اس طرح ساری زمین حاصل کر لی۔ مہابھارت میں وامن اوتار (لوہری اوتار) کا تعلق را کششوں کے راجہ بھنی سے بھی ہے۔

بھاگوت پُران (42-3-10, 8-13)، مثنیہ پُران (20-178, 5-196) اور والیو پُران (23-96, 97-196) میں وامن اوتار کو وشنو کا پانچواں اوتار بتایا گیا ہے جو کبھی کوفریب دینے کے لیے اوتی (अदिति) کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ بکی کی حق پرستی سے اندر کا سنگھا سن (منداقتدار) ڈولنے لگا۔ اب دیوتاؤں نے وشنو سے درخواست کی تو وشنو نے لوہری کی شکل میں آ کر بکی کو فریب دیا اور ۳ قدم میں سب کچھ ناپ لیا۔ بکی کو پاتال (تحت الارض) پہنچ دیا۔

## ۱۰۔ کرشن

واسد یو کرشن کا تذکرہ پچھا نہ و گیہ اپنیشاد (उपनیشاد) (छاندے گای) میں ملتا ہے۔ یہ اپنیشاد ۶۰۰ قم

(1) (1) تے۔ سं۔ : 6,2,4 اور 1,6,1

کامانجا تا ہے۔ کرشن کو کسی کتاب میں وشنوکا آٹھواں، کسی میں ۳۳ واں تو کسی میں بیسوں اوخار بتایا گیا ہے۔ ویدک لٹریچر میں بیسوں اوخار بتایا گیا ہے۔ ویدک لٹریچر کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رگ وید (8-74) چوتھے سو گست کے فاعل (کتّی) کے لیے ”کرشن آنگرس ریشی“، کृषنا کے نام کا ذکر ہے۔ اس وید میں اندر کے ذریعہ ہلاک کیے گئے ایک ”کرشناسُر“ کا تذکرہ آیا ہے۔ اندر اور کرشناسُر کے درمیان جنگ کا تذکرہ بھی اسی وید میں ملتا ہے<sup>(۱)</sup> ڈاکٹر ادھا کرشن نے اس کرشن کو اسی گروپ کا خداداد صلاحیت کا حامل ایک بہادر انسان تسلیم کیا ہے<sup>(۲)</sup> لفظی یکسانیت کے نقطہ نظر سے رگ وید میں کرشن، آرجن، رام، اور اتھر وید میں رام اور کرشن کا تذکرہ ملتا ہے<sup>(۳)</sup> (مگر ان کی تاریخی حیثیت پر شاید اہل علم نے غور فکر نہیں کیا۔ جے گوندے شارجین کی آراء کی بنیاد پر مذکورہ کرشن اور آرجن سے رات اور دن مراد لیا ہے<sup>(۴)</sup>) واسودیو کرشن کے علاوہ گوپاں کرشن بھی ہیں۔ ان کے درمیان قدیم تعلقات کے تذکرہ کا اثر دکھائی پڑتا ہے۔ اس زمانہ سے پہلے ہی بھاگوت وغیرہ پُرانوں میں کرشن کا اوخار وادی روپ کافی مشہر ہو چکا تھا۔ لیکن مہا بھارت میں کچھ اہل علم (فرکوہر وغیرہ فارکوہر آدی)<sup>(۵)</sup> نے انھیں صرف انسان کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے۔ بعد میں کرشن کو خدائی روپ بخشنا گیا۔ بالعمون انھیں وشنوکا جزوی اوخار (अंशावतार) ہی تسلیم کیا گیا ہے۔ شنکر نے گیتا کی شرح ”गीताभाष्य“ میں انھیں ”आशाओतार“ کہا ہے<sup>(۶)</sup>

مُہماٹ پُران<sup>(۷)</sup> (3.71.201...209) کے مطابق دیوکی کا چچیرا بھائی کنس اپنے خسر مگدھزیش کی مدد سے اپنے والد مگدھزیش اُنگر سین کو قیدی بنا کر خود را جب بن بیٹھا تھا۔ دیوکی کی شادی کے وقت غیبی آواز آئی تھی کہ دیوکی کے آٹھویں حمل سے پیدا ہونے والا لڑکا کنس کو قتل کرے گا۔ اسی وجہ سے کنس کے حکم پر واسودیو اور دیوکی حوالہ زندگی کر دیئے گئے تھے۔ دیوکی کے آٹھویں حمل

(1) 1-130-8, 2-20-7, 8-25-13

(2) Indian Philosophy, Part I, p. 87

(3) ॠવेद : 6-9-1, अथर्ववेद : 1-23-1।

(4) Aspects of Early Vashnavism, Edition 1954, p. 159.

(5) Outline of the Religion Lit. of India, J. N. Farkuhar, p. 48.

(6) پٽ ۱۴، अंशोन कृष्णः किल सम्बूद्धः।

سے بھادوں کرشن اشٹُنگی کو کرشن جی کا جنم ہوا تھا<sup>(۱)</sup> مہابھارت میں بار بار جس کرشن کا ذکر آیا ہے ان کا برج (برج) سے کوئی تعلق نہیں جوڑا گیا ہے<sup>(۲)</sup>

بھاگوت پُران، بَرْمی وَشُپُران اور وِشُو پُران میں گوپی-کرشن (गोपी-कृष्ण) کی کہانیاں آئی ہیں مگر ان میں رادھا نام کی گوپی (गोपी) کا ذکر نہیں ہے۔ اس لیے رادھا اور کرشن کا تعلق محل نظر ہے اور غور و فکر کا ایشو ہے۔ رادھا۔ کرشن کا قدیم ترین تذکرہ ”پنج تیز“ (پञ्चतंत्र) اور ”گاتھا سپُنْتْ شَتِّی“ (गाथासप्तशती) میں آیا ہے۔ زمانہ قبل مسح سے لے کر نمبارک (निम्बार्क) تک رادھا۔ کرشن کی جن کہانیوں کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں اس سے ان کی تاریخی حیثیت کا پتہ نہیں چلتا۔ بے گوند نے ویدک ”رادھا“ کے معنی لکشمی اور خوشحالی بیان کیا ہے۔ لہذا رادھا۔ کرشن کے زمانہ کا قین مشکل ہے۔

عہدِ وسطیٰ کے سُنپرداۓ (فرقہ) اور ہندی لٹریچر میں رادھا۔ کرشن کے ساتھ گوپال۔ کرشن کی بھی پختہ اور ویجے مہوزت میں نصف شب میں شری کرشن کی پیدائش ہوئی۔ بعض دیگر پُرانوں میں

درج ہے:

”کُش نے انھیں پکڑنے اور ہلاک کرنے کے لیے بہت کوشش کی مگر ناکام رہا۔ بالآخر کرشن نے اسے مارڈا۔ رُمُنی، سنتیّہ بھاما جامبوٰتی، سنتیّا، کالنگدی، مادُری، بَهُندرَا اور مُنتر وندرا سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ کچھ دنوں بعد انھوں نے دوار کا میں جا کر یادوؤں کی حکومت قائم کی۔ رُمُنی وغیرہ ان کی آٹھ پانیاں (شکمی رانیاں) تھیں اور ہر ایک سے دس دس بیٹھے پیدا ہوئے تھے۔ مہابھارت کی جنگ میں انھوں نے پانڈوؤں کی مدد کے لیے دُز یوہنن کے پاس بطور قاصد جا کر جنگ نہ کرنے کی تجویز رکھی تھی۔ انھوں نے جنگ میں پانڈوؤں کا ساتھ دیا۔ شری کرشن ایک پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ اسی وقت ”جرا“ نام کے ایک بھیلیے (شکاری) کا تیر ان کے پیپل میں لگ جانے کے سبب ان کا انتقال ہو گیا۔ (لیکھیے: بھاگوت، باب: 30,31، وشنو: 4,47-75,...4,37-1، وشنو: 0.5-37-1)

(5) Collected works of R. G. Bhandarkar, Part IV, p. 49.

(6) مہابھارت 2-68-41 (شکریتکر د्वारा संपादित مہابھارت مें यह तथ्य नहीं है)।

(1) ‘सर्वहितकारी’ سाप्ताहिक، 21 اگسٹ 2000، پृ. 3 ।

(تفریحی شغل) کرنے والا اور بہت سی شادیاں کرنے والا بتایا گیا ہے۔ پرانوں اور دیگر کتب میں اس ضمن میں متعدد حقائق و مตیاب ہیں۔ ”دواپر کے کرشن: آذھ کھلے پر شٹھ“ (دھاپر کے کھنڈ: اधب خولے پر شٹھ) (دھاپر کے کھنڈ: اধب خولے پر شٹھ)

(قونام کی کتاب میں ان حقائق کی تردید کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آریہ سماج انھیں بھگوان نہیں تسلیم کرتا۔ وہ انھیں مہاپُرش (عظمیم انسان) اور بہادر انسان کہتا ہے۔ اس سلسلہ میں سوامی دیانند کے بھی تاثرات ہیں۔ آریہ سماج کے علاوہ دیگر حلقوں کے لوگ بھی ایسا ہی خیال رکھتے ہیں۔ ”دیانند مٹھ، روہنک“ (ہریانہ) کے شری سُکھدی یوشا شتری ”مهوپدیونک“ رقم طراز ہیں: آریوں کے اس ملک بھارت میں تخلیقِ انسانی کے آغاز سے ہی متعدد بہادر انسانوں اور محبان وطن نے پیدا ہو کر سرز میں ہندو کمزین کرتے ہوئے لافانی شہرت حاصل کی جن میں دو عظیم آئینہ میں انسان مَزِیَا دا پر شوم رام اور یوگی راج شری کرشن تاریخی حیثیت کے حامل عظیم انسان ہوئے ہیں جو ہندوستانی تاریخ راماین اور مہا بھارت کے عظیم ہیر و ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ آج سے پانچ ہزار کچھ سال پہلے یوگی راج شری کرشن کی پیدائش مقرر ایں ہوئی تھی<sup>(۱)</sup>

## ۱۱۔ رام

رگ وید میں اُشْواؤ، دشتری، سینتا اور رام۔ ان چاروں کا ایک ایک بارذ کر آیا ہے۔ مگر ان کا باہمی تعلق ممکن نہیں ہے اور نہ ہی یہ رامائیں کی کہانی سے متعلق ہیں۔ براہمن گرنتھوں میں رام بھار گویہ (رام بھار گویہ)، رام اوپتیونی (رام اپتیونی) اور رام گُرانتھ (رام کراٹو جاتی) (رام کراٹو جاتی) کا تعارف حاصل ہوتا ہے لیکن رامائیں کے رام سے ان کا کوئی بھی تعلق ظاہر نہیں ہوتا<sup>(۲)</sup> (شری رام کے تاریخی ارتقا کا تعارف کرنے والے متعدد رائع کا فقدان نظر آتا ہے۔ جیکوبی اور آر. بی. دٹ وغیرہ محققین نے وہی رامائیں کو رام کھانا کی قدیم ترین تصنیف بتایا ہے اور رام کا تعلق اندر سے قائم کیا ہے<sup>(۳)</sup> اس سے رام کی شکل تاریخی نہ ہو کر پورا را یک (پرانوں پر منی آساطیری) ہو گئی ہے۔ تاہم رام کی تاریخی حیثیت کے مظہر و ایمکی رامائیں اور مہا بھارت محض رہ جاتے ہیں، ایسا کچھ محققین کا خیال ہے۔

(1) کامیل بولکے، رامکथا، س. ۱۹۹۳، پ. ۱۸ ।

(2) History of Classical Sanskrit, p. 13، جیکوبی، آر. سی. دک्ष، کृष्णامचारी کا مات ।

(3) A History of Indian Lit. Winternitz, Part I, p. 506, 508, 509 ।

ان کا یہ بھی خیال ہے کہ ولیمکی راماین اور مہا بھارت میں وارد رام چندر سے متعلق بیانات سنی سنائی جاتی ہیں<sup>(۱)</sup> جہاں تک مہا بھارت اور راماین کو ویشنو مٹ کے مطابق ڈھانے کا سوال ہے تو متعدد متتوں (Hindu Sects) کے تجزیے کے بعد ویشنو مٹ کے مطابق ڈھانے کے عظیم تصنیفی شاہ کاروں کا زمانہ، محقق مستشرق فرکوہر (فرکوہر) نے ۲۰۰ عیسوی قرار دیا ہے<sup>(۲)</sup> کہا جاتا ہے کہ ولیمکی راماین کے کچھ ایسے بیانات مردوج تھے جو رام کھا سے قبل کے حالات پر مشتمل تھے۔ ان کی تائید میں مہا بھارت کے شانتی پرب اور دروز پرب (پرانا پرب) کے مختصر رام چرت اور دیگر رہنماء بدلائیں کیا جاتا ہے۔ جہاں تک ولیمکی راماین کا سوال ہے تو اس کے متن میں کیسانیت نہیں پائی جاتی ہے۔ ولیمکی راماین کے تین طرح کے متن رائج ہیں: ۱- دُشِنَاتِیہ پاٹھ (داک्षिणात्य पाठ)، ۲- گوڑیہ پاٹھ (गौड़ीय पाठ) اور ۳- پُچ्छो تریہ پاٹھ (पश्चिमोत्तरीय पाठ)۔ ہر پاٹھ (متن) میں ایسے بہت سے شلوک ملتے ہیں جو دیگر (راماین کے) متتوں میں نہیں پائے جاتے<sup>(۳)</sup>

”ولیمکی راماین“ کے باب اول، باب کاٹ، اور آخری باب ”آثر کافز“، کو جیکوبی نے الحاقی (بعد کا اضافہ شدہ) قرار دیا ہے۔ مغربی محقق و نظر نے بھی ان دونوں کاٹوں (اباب) کو بعد کا اضافہ شدہ/الحاقی قرار دیا ہے کیوں کہ ان میں اوتا رکا بیان بکثرت کیا گیا ہے<sup>(۴)</sup> پیشتر مورخین کا بھی یہی خیال ہے۔ ولیمکی راماین کی ”آدی رام کھا“، (آادی رام کथا) میں رام کو وشنو کی طرح بہادر کہا گیا ہے<sup>(۵)</sup> پہلے کاٹ (باب) میں انھیں وشنو کا آنساؤ تار (جزوی اوتا) بتایا گیا ہے<sup>(۶)</sup> وشنو پر ان میں بھی وہ آنساؤ تار (جزوی اوتا) ہیں۔

ولیمکی راماین کے ”دُشِنَاتِیہ پاٹھ (داک्षिणात्य पाठ)“ میں ہے کہ بھرگو رishi نے اپنی بیوی کا قتل کیے جانے کے سبب وشنو کو بد دعا دی تھی کہ لمبے عرصہ تک بیوی کے فراق/جدائی کا صدمہ

(1) Primer of Hinduism, p. 83,84 ।

(2) विस्तार के लिए देखिए 'रामकथा', पृ. 20-25 ।

(3) A History of Indian Lit. Part I, p. 496 ।

(4) 1-1-18 ।

(5) 1-15-31 ।

(6) 4-4-27 ।

برداشت کرو گے:(51- سarg۔ عصرکا آن)۔ بآہری پُران (بآہلپوران) میں بھرگو کی بدعا کی وجہ سے ہی وشنو نے رام کے قالب میں اوتار لیا (ص ۷۰)۔ یوگ و سشٹھ (1، 61) (ویراگی پ्रکارण، سار ۱، 61) میں ہے کہ بھرگو نے بدعا دی کہ اپنی بیوی کی جدائی میں بیکل اور بے چین ہو جاؤ گے۔ آندہ راما میں، پذم پُران، لوہیش راما میں وغیرہ میں ورندا کی بدعا کا تذکرہ ہے۔ مختلف کتب میں اس سلسلہ میں مذکور کہانیوں میں یکسانیت نہیں ہے۔

ہندو منہب کے تعارف پر لکھی گئی ایک دیرینہ جامع کتاب ”ہند تو“، مصنف رام داس گوڑ میں متعدد راما میں کا ذکر ہے۔ ان میں سے کچھ راما میں کے نام اس طرح ہیں:

”آڈھیا تم راما میں، مہاراما مائیں (سائز ہے تین لاکھ شلوک)، رام رَهَسْيَة، سُوْرَیَہ راما میں، چاند راما میں، سواکم بُخُوراما میں، دیوراما میں، دُرَنْتَ راما میں، راما میں چمپو، لوہیش راما مائیں، اگستیہ راما میں، سُوپَرَیَہ راما میں وغیرہ (۱)۔

ان تمام راما میں کے شلوکوں میں بہت اختلاف نظر آتا ہے۔ کہانی کے خلاصے میں بھی یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ بودھ جاتکوں (مہاتما بده سے متعلق یادداشتیوں) اور جین گرنتھوں میں جو کہانی ملتی ہے وہ مختلف ہونے کی وجہ سے عجیب و غریب بھی ہے۔ علاقائی زبانوں میں دستیاب مختلف راما میں میں بھی کہانی کے خلاصہ میں یکسانیت نہیں ہے۔ گنین راما میں، مراثی بھاواز تھ راما میں، گنتری تواروے راما میں، ملیالم رام چرتم، تلگو دوی پاراما مائیں، رام چرت مانس مصنفہ تلسی داس وغیرہ راما میں قابل ذکر ہیں۔ رام کتخا جن پر انوں میں تھوڑی یا زیادہ اجزاء کے ساتھ پائی جاتی ہے ان کے قبل ذکر نام اس طرح ہیں:

ہرِی و نش پُران، آگُنی پُران، گُوزم پُران فرستگھ پُران، بھاگوت پُران، اسکنڈ پُران، ولیم پُران، پذم پُران، اُتر پُران وغیرہ۔

بودھوں کی جاتگ کھاؤں میں بھی رام کتخا ملتی ہے۔ جاتک کھاؤں ایک طرح سے گوم بدھ کے زمانہ کے ہندوستان کے سماجی اور سیاسی حالات کی تصویروں کا ایک سلسلہ ہے۔ ان میں ہندوستانی عوام کے ماضی کے وہ تجربات شامل ہیں جو ان کے لکھرا اور تمدن کی شکل اختیار کرتے

(1) پ�۔ 130، جانمَدَل لِتِمِيَّدَ، وَارَانَسَّا۔

چلے گئے ہیں۔ رام کتھا ان تمدنی مظاہر کا ایک حصہ ہے۔ لہذا یہ امر فطری تھا کہ مہاتما بدھ سے متعلق کہانیوں (جاتک کتھاؤں) میں ان کا ذکر آتا۔ جاتک کتھاؤں کے ۲۳ اجزاء ہوتے ہیں: ورثمان گتھا (جو کہانی کہنے کی فوری وجہ ہے)۔ اپیٹھ کتھا (گزشتہ تاریخ کے اس سے ملتے جلنے واقعات اور پس منظروں کا حوالہ)۔ سما منجھیہ (سامانجسخ) (ماضی اور حال دونوں کے امترانج سے مفید نتائج اخذ کرنا۔)

ڈاکٹر فادر کامل بُلکے کے مطابق ”دشتر تھ جاتگن“ جس ”جات گنھ و ڑنا“ (जातकदृष्टव्याणना) میں پایا جاتا ہے وہ ۵ ویں صدی (یعنی ولیمکی رامائن کے بہت بعد) کی ایک سنگھصلی کتاب کا پالی ترجمہ ہے۔ غالباً بھارت سے بہت دور نکا میں یہ جاتک لکھا گیا جس کا پالی ترجمہ بعد میں شال میں لایا گیا مگر لکا میں جا کر رام کی کہانی کیسے بدلتی۔ یہ بتانے کے لیے بدھ مذہب کے ایک اہم گرنتھ ”دیگھ نگائے“ (दीप्ति निकाय) کے ایک حوالے کا تذکرہ یہاں ضروری ہے۔ اس میں رام کتھا کا مختصر ذکر اس طرح ہے:

راجہ اوکا ک (راجا اوسکاک) نے پر یہ مہشی (priy महिषी) کے بیٹے کو حکومت سوچنے کی خواہش کے پیش نظر اپنے چار بڑے شہزادوں کو حکومت سے باہر نکال دیا۔ وہ لوگ ہمالیہ کی ڈھلان پر ایک پوکھرے کے کنارے ساگر کے بڑے درخت کے پاس رہنے لگے۔ تھے جاتی تھے اس سامبھد بھی سکھی اسکا ہی ساتھ ہے۔ اس سامنے اس کے ساتھ ہم بستری کی۔ وہ شاگری کھلائے۔ (3.4.5.)  
پانچویں صدی کے بڑے گھوش نے اس نکائے کی تفسیر لکھی۔ انہوں نے ”سُتْ بِنَاتْ“ (کتاب) میں مذکور واقع کی مزید وضاحت کی۔ اوکا ک (اکشواؤ) راجہ کے چار بیٹوں اور پانچ بیٹیوں کے نام تاکر انہوں نے کہا کہ بھائی بہنوں کو مناسب رشتے نہیں مل سکتے تھے اس لیے ہر ہی بہن (پیا) کو مان قردادے کر باتی بہنوں کے ساتھ (ان کے بھائیوں نے) ہم بستری کی:

जे जाति-सम्बेद भयेन जेदूठ भगिनि मातुदूठाने ठपेत्या अयसेसाहि संवासं कप्पेसुं ।

جن چار بھائیوں نے چار بہنوں کے ساتھ شادی کی وہ ”شاکیہ“ کھلائے۔ جو بڑی بہن ”پیا“ تھی، وہ کوڑھی ہو گئی۔ ”رام“ نام کا کوئی شخص بھی مجبود ہو گیا تھا۔ ( واضح رہے، وہ راجہ

دشتر تھک کا بیٹا رام نہیں تھا)۔ بعد میں وہ صحیتیاب ہو گیا اور اس کی کوشش سے پیا بھی صحت یا ب ہو گئی۔ پھر ان کے یہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے خالہ زاد بھائیوں سے شادی کر کے ”کولیہ“ (کولیلیہ) خاندان کی داغ بیل ڈالی۔

یہ سب واضح کرنے کی ضرورت اس لیتھی کہ غالباً اس کی بنیاد پر ”دشتر تھجاتک“ میں رام کی کہانی وضع کی گئی ہے۔ اور وہ اس طرح ہے:  
موجودہ کہانی: باپ کی موت کے صدمہ سے کوئی کسان بے حال تھا۔ مہاتما بدھ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا کہ زمانہ قدیم میں پنڈت لوگ باپ کی موت کے صدمہ سے بے حال نہیں ہوتے تھے۔

قدیم کہانی: بدھ نے بتایا کہ بنا راس کے راجہ دشتر تھک کی بڑی رانی مہشی (مہیش) سے تین اولاد تھی: رام، لکشمی اور سیتا۔ بڑی رانی کے انتقال کے بعد دوسری رانی نے اپنے بیٹے بھرت کے لیے سلطنت کا مطالبہ کیا۔ راجہ نے جھیلے سے بچنے کے لیے پہلی رانی کی اولاد کو ۱۲ سال کے لیے ہمالیہ پہاڑ پر بھیج دیا۔ نجومیوں کے مطابق راجہ کا انتقال ۱۲ سال بعد ہونا تھا عروہ ۹۶ ہی سال میں چل بے۔ رام کو واپس لانے کے لیے بھرت ان کے پاس گئے مگر وہ نہیں لوٹے۔ باپ کی موت کی وجہ سے بھرت، لکشمی اور سیتا بہت غمگین ہوئے۔ رام نے انھیں سمجھایا۔ ۱۲ سال کی مدت گزر جانے پر رام بنا راس لوٹ گئے اور انہوں نے سیتا سے شادی کی۔

اس طرح گزہ نہست کو سمجھاتے ہوئے بدھ نے کہا: اس وقت سُد و دھن دشتر تھک، میں رام، مہاما یا۔ رام کی ماں، یशودھرا، سیتا اور آندھ بھرت تھے۔

”ویگھ نکائے“ اور ”دشتر تھجاتک“ کی کہانی میں مشترک باتیں اس طرح ہیں:  
(۱) دونوں کا راجہ وارانسی کا ہے۔

(۲) دونوں راجاؤں کی بڑی رانی کے مرنے پر دوسری رانی کی سازشوں سے بچانے کے لیے بڑی رانی کی اولادوں کو ہمالیہ پہاڑ (نہ کہ دنڈ کا رنیہ) بھیجا جاتا ہے۔  
(۳) دونوں کہانیوں میں بھائی بہن باہم شادی کرتے ہیں۔

## (۱۲) ورگش ناراين گتھا : ایک سرکاری کوشش

پنڈت دُرگاشنکر بھٹ نے ۲۵ جولائی ۱۹۶۸ کو اپنی کتاب ”شری مدد ورگش نارائن کتھا“ پر اعلیٰ محبت ہدینہ پیش کی۔ یہ کتاب دیکھ کر مجھے تھوڑا تعجب ہوا کیوں کہ اس مضمون کا علم مجھے پہلے نہیں تھا۔ یوں تو یہ کتاب پوری طرح غیر مذہبی ہے مگر اس کی کہانیوں میں پرانوں کے ناموں کا استعمال کر کے مذہبی بنانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ شجر کاری یا با غبانی کے پروگراموں میں تیزی لائی جاسکے۔ یہ کتاب، ادارہ تحقیق جنگلات و با غبانی اور کالج دہرا دوں کے (جن ان جنگلات و با غبانی کے ذریعہ آتوبر ۱۹۸۳ء میں شائع کی گئی ہے۔ اس ادارہ کے صدر شری کرشن ماری تیواری نے اس کتاب کے آغاز میں پیش لفظ ”دو شब्द“ کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بھارت و رش بندی طور پر ایک مذہبی ملک ہے۔ مذہب کے حوالے سے کیے گئے پبلیٹی کے کام عوام کے لیے آسانی سے قابل قبول ہوتے ہیں۔ با غبانی کے پیغام کو عام آدمی تک پہنچانے کی متعدد کوششیں گزشتہ کئی سالوں سے جاری ہیں۔ اس سمت میں ایک نئی کڑی جوڑنے کی کوشش شری بھٹ جی نے پیش نظر کتاب ”شری ورگش ناراين کتھا“ کے ذریعہ نہایت قبل تعریف طریقہ سے انجام دی ہے۔ اس کتاب کو مذہبی بندیا در فراہم کرتے ہوئے جو تکنیکی مواد داخل کیا ہے وہ زبان و بیان کے عام فہم ہونے کے ساتھ سائنسی نقطہ نظر سے نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے اور کہانی کے مواد میں وہ پوری طرح رنج بس گیا ہے۔

یہ کتاب پنڈت کرشن ماری ہی کی رہنمائی میں تیار کی گئی ہے۔ اس میں ”ستئیہ ناراين ورث کتھا“ کی طرح پانچ ابواب ہیں۔ شروع میں پیش لفظ اور آخر میں ہدیہ تشكیر (پ्रساد) بھی ہے۔ اس کہانی کا حاصل اور خلاصہ درج ذیل ہے:

پیش لفظ میں یہ کہانی بتائی گئی ہے کہ کسن پورگاؤں میں گکا دشہرا کے دن پیپل کے درخت کے نیچے گول چبوترے پر گوپال چوبے، معلمہ جنگلات میں ایک بڑا افسربن جانے کے بعد شری ستئیہ ناراين بھگوان کی پوجا کرنے اور کھا بانچنے (کہانی کہنے) آرہے ہیں۔ گوپال بھی اس

گاؤں کے ہی لڑکے ہیں۔ چوبے دادا کے وہ پوتے ہیں۔ بڑی نوکری لگ گئی تو کیا ہوا؟ آخر ہیں تو برہمن! پوچا پاٹھ، کھنا۔ وارتا کرنا تو ان کا آبائی پیشہ ہے۔ لوگ اس مذہبی تقریب میں شرکت کرنے کے لیے آپکے ہیں۔

گاؤں کے پردھان ٹھاگر رگونا تھ سنگھ نے ماںک کے سامنے کھڑے ہو کر کہا: ”بھائی اور بہنو! آج ہم نے یہاں شری ستیّہ ناراین بھگوان کی کھنا (کہانی) کا اہتمام کیا ہے۔ فرشتہ صفت چوبے جی کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔ بڑھاپے اور آنکھوں کی بینائی اُتنی نہ رہنے کی وجہ سے آج کی پوچا اور کھناوارتا (قصہ خونی) ان کے بد لے ان کے پوتے گوپال بھیا کریں گے۔ ٹھاگر صاحب نے اور بھی کچھ بتیں کہیں۔

وشنو بھگوان کی پوچا ختم کر کے گوپال بھیا اٹھے اور انھوں نے پیپل کے درخت کا پانی، دودھ ہلدی، روپی، آپھث (گھاس-دوب)، پھول، اگرمتی غیرہ سے باقاعدہ پوچا کی اور آرتی کی (ندرو نیاز پیش کی)، پھر حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے بولے: ستیّہ ناراین کی کہانی میں وشنو بھگوان ہی کی پوچا ہے۔ روئے زمین پر عشقی جاندار مخلوقات اور پیڑ پودے ہیں ان سب کی پرورش و پرداخت ایک غلبی طاقت کرتی ہے۔ قدرت (Nature) کی حقیقی شکل کو تسلیم کرتے ہوئے اسے اسی شکل میں رکھنے کی کوشش ہی صحیح کردار اور ستیّہ ناراین کی پوچا ہے۔“

گوپال بھیانے یہ بھی کہا: ہم نے ابھی اس پیپل کے درخت کی پوچا کی۔ یہ پوچا دراصل اس درخت کو قائم و برقرار رکھنے کا عہد ہے۔ اس پیپل کی چھاؤں میں اس گاؤں کی زندگی شادو آباد ہے۔ اس لیے یہی وِشنو ہے اور یہی ستیّہ ناراین بھی۔ اور پیپل ہی کیا، درختوں کی پوری نوع ہی ہمارے لیے ستیّہ ناراین ہے۔“

اس کے بعد گوپال بھیانے حاضرین جلسے سے شری ورکش ناراین کھنا (شیو بخش نارايان کھنا) کا کہنے کی اجازت لی۔ لوگوں کی منظوری مل جانے پر انھوں نے ایک نئی پوچھی (کتاب) نکالی اور لوگوں سے کہا: اب سب بھائی بولیے: شری ستیّہ ناراین بھگوان کی جسے (زندہ باد) اُثری ورکش ناراین بھگوان کی جے!، حاضرین مجلس نے جے جے کارکیا (زندہ باد کے نعرے لگائے)۔ چوبے دادا نے شنکھ اور گھنسہ بجا یا۔

پہلے باب میں گوپاں بھیانے شری مدد و رکش نارائن کی کہانی شروع کی۔ انھوں نے بتایا کہ بہت دن ہوئے ایک بار ملک الموت (یم راج) دوپھر میں کھانا کھانے کے بعد اپنی خواب گاہ میں آرام کر رہے تھے۔ اچانک انھیں محل کے باہر کچھ آواز اور سور شرابہ سنائی پڑا جو دھیرے دھیرے بڑھتا جا رہا تھا۔ یم راج (ملک الموت) نے دربان کو اس سور شرابے کے بارے میں معلومات حاصل کر کے انھیں مطلع کرنے کا حکم دیا۔ دربان نے بتایا کہ آپ سے کچھ روئیں فوراً مانا چاہتی ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کے قاصد بھی ہیں جن سے وہ روئیں الجھڑی ہیں۔ ملک الموت نے حکم دیا کہ انھیں محل کے کیمپس (احاطہ) میں جمع ہونے کی ہدایت دی جائے، میں وہاں حاضر ہوتا ہوں۔“ یم راج (ملک الموت) کیمپس میں بننے اپنے منڈپ (اسٹچ) پر کھڑے ہوئے۔ انھوں نے دیکھا کہ روئیں کافی مشتعل ہیں۔ انھوں نے روئوں کو پرسکون ہوجانے کا اشارہ کیا۔ پھر قاصدوں سے پوچھا کہ میری اطاعت و فرمان برداری میں کون سی رکاوٹ پیش آئی ہے؟ قاصدوں کے جواب دینے سے پہلے دو ایک روئوں نے زور زور سے بولنا شروع کیا: ملک الموت! اپنے اپنے اعمال کے مطابق مختلف یونیوں (قالبوں) میں پیدا ہو کر جزا اوسرا جھیلنے کا آپ نے حکم دیا ہے۔ مگر آپ کے قاصد ہمیں بھوکا پیاسا ادھر ادھر بھٹکا رہے ہیں اور ابھی تک ہمارے لیے رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں بنایا ہے۔ آپ کے قاصد کل پھر لے جانے کا بہانہ بنانے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ ہم آپ سے جانتا چاہتے ہیں کہ یہ کیسی بدانتظامی ہے! اگلے جنم میں کب کس قالب میں پیدائش ہوگی۔ یہ طے کردیے جانے کے بعد ہمیں اس طرح کیوں تکلیف دی جا رہی ہے؟ یہ دو ہری سزا ہے۔ ہم کہیں نہیں جائیں گے اور یہیں دھرنا دیں گے خواہ آپ ہمیں یہاں سے بزور طاقت اٹھوا کر پھکنوا دیں۔ متعدد روئوں نے ان باتوں کی تائید کی۔ قاصدوں کی طرف سے بتایا گیا کہ آپ نے انھیں جو یونیاں (قالب) دیے ہیں وہ ڈھونڈھے نہیں مل رہی ہیں۔ عالم ارواح (بر ZX) میں متعدد حیوانات کی انواع غائب ہو چکی ہیں یا غائب ہونے والی ہیں۔ ایسی صورت حال میں ان ارواح کو آپ کے ذریعہ طے کردہ یونیوں (قالبوں) میں قائم کرنا ممکن نہیں ہو رہا ہے۔ ملک الموت کو یہ بتائیں کچھ ٹھیک معلوم ہوئیں۔ کافی دنوں سے ان ارواح کی کمی کا کچھ کچھ احساس ہو رہا تھا۔ درمیان میں گاہے گاہے وہ کچھ تبادل انتظام کر دیا

کرتے تھے مگر آج وہ گہری سوچ میں پڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک مسئلے کا کوئی حل نہیں نکل آتا تب تک ارواح کو اسی عالم میں رہنے دیا جائے اور ان کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا معقول انتظام کر دیا جائے۔“ یہ راج (ملک الموت) اسی وقت برہماجی کے پاس پہنچے اور اپنی پریشانی کا انھیں احساس کرتے ہوئے درخواست کی کہ وہ عالم فہرست کی گم شدہ یا کم ہو رہی یونیوں (قالبوں) کی حسب ضرورت دوبارہ تخلیق کریں یا زیادہ تعداد میں نئی یونیاں پیدا کریں۔ برہماجی نے اپنے متعینہ شدیوں سے ہٹ کر کوئی کام کرنے سے منع کر دیا اور شیو جی کے پاس بھیجا۔ شیو جی کے پاس جانے پر انہوں نے ملک الموت کو وشنو جی کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ وہ سیدھے وشنو جی کی پناہ میں پہنچے۔ وشنو جی لکشمی جی کے ساتھ چوتھر کھیل رہے تھے۔ ملک الموت نے اپنے آنے کا سبب بتایا تو وشنو جی نے کہا: اے سزادینے والے! آپ فکر نہ کریں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ فی الحال آپ تمام روحوں کو ان کے بقیہ اعمال کی پرواکیے بغیر عالم بزرخ میں نباتات کی شکل دے دیں یا جو بھی جنگلی قابل ملیں ان میں روحوں کو قائم کر دیں۔ ادھر میں مستقل انتظام کا بنڈو بست کرتا ہوں۔ وشنو جی نے نارو جی کو طلب کیا تو وہ ”ناراین۔ ناراین“ کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ وشنو جی نے ساری باتیں بتا کر لوگوں کی فلاح کے لیے انھیں دنیا میں بھیجا۔

دوسرے باب میں نارو جی نے <sup>نہ</sup> جمبو دیپ (جزیرہ) کے نیشا رنبیہ (نیشا رنیہ) علاقہ میں ایک گاؤں کی سرحد پرندی کے کنارے ایک بوڑھے براہمن کے روپ میں اوتار لیا۔ انھیں دیکھ کر گاؤں کے لوگ وہاں آگئے۔ براہمن دیوتا نے پوجا پاٹ کے بعد گاؤں والوں سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ”خدا کی سچی عبادت یہی ہے کہ اس کی کائنات اور مخلوقات کا احترام کریں۔ جانداروں میں حذف و اضافہ کا انتظام خدا نے خود کر کھا ہے کیونکہ اس کا اصول ہے: ”جو وسیع جو وسیع“ (جاندار ہی جاندار کی خواراک ہے)۔ مگر اس کے باوجود انسان نے نظامِ قدرت میں زیادہ مداخلت کر کے فطری نظام کو درہم کر دیا ہے۔“ نارو جی نے نباتات اور حیوانات کو بچانے پر زور دیتے ہوئے کہا: عزیز سامعین! آپ کا دلیش اپنی سنسکرتی (کلھر) بھول بیٹھا ہے۔ بھارت کی سنسکرتی پیڑ پودوں اور جیو۔ جتوؤں (حیوانات) کو ایشور کا اُش (خدا کا جزو) مانتی ہے اور انھیں ایشور روپ (خدا کی شکل) میں دیکھتی ہے اور خدا کی طرح قابل پرستش مانتی ہے۔

چنانچہ پُر ان میں کہا گیا ہے کہ ہر بڑا درخت ایشور کا اوپار سے۔ گیتا میں بھگوان کرشن نے درخت کو اپنا جلال و عظمت فرار دیا ہے۔ اُنی پُر ان میں کہا گیا ہے: جو انسان شجر کاری کرتا ہے وہ اپنے اسلاف کو نجات دلاتا ہے۔ مثیلیہ پُر ان کہتا ہے کہ ایک درخت دس بیٹوں کے مساوی ہے۔“ نارو جی نے آگے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: تیر تھوں (مقامات مقدسہ) میں (ایک اہم مقام) پُریاگ راج میں واقع کلپتھر<sup>(۱)</sup> کے درش (دیدار) کے بغیر کسی بھی ہندوستانی (یعنی ہندو) کے لیے تیر تھا یا ترا (مقامات مقدسہ کی زیارت) کا ثواب ادھوراہی رہتا ہے۔ بھگوان کرشن نے کلد مب (ایک سایہ دار درخت) کی چھاؤں میں گوپیوں کے ساتھ تفریحی شغل کیا۔ شیو جی کی تسلیم بیل کے درخت کے پتوں سے ہوتی ہے۔ نہیں تقریبات میں آم کے پتوں، کیلے کے پتوں، تلسی۔ دل اور دوب (ایک خاص طرح کی گھاس جو لانوں/ہبزہ زاروں اور پارکوں میں لگائی جاتی ہے) لازمی اشیاء میں شمار ہوتی ہیں۔ تہواروں میں کبھی پیلاش کی، کبھی پیپل کی تو کبھی بٹ کے درخت کی پوچا کا نظام ہے۔ اس کے علاوہ ناگ اور بیل کی پوچا کا بھی نظام ہندوستانی تہواروں میں ہے۔ آٹھوں (گوار یعنی اکتوبر) مہینے میں شراڈھ پکش میں کوؤں کو خصوصی درجہ دیا گیا ہے۔ دیوی دیوتاؤں کی سواری شیر، بیل، بھینسا، چوہا، اُلو، مور اور عقاب ہیں۔ قبل پرستش دیوتاؤں کی پوچا کے ساتھ ساتھ ان کی سواریاں یا ان کے محبوب جانوراتنے ہی قابل پرستش ہیں۔ نارو جی نے کہا کہ غلطیوں کی اصلاح کا اب بھی وقت ہے اور اس کی تدبیر ہے: بُری وِرکش ناراین کی پوچا۔ یہ پوچا کیا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ اسے میں کل اسی وقت یہاں بتاؤں گا۔ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروٹ گئے۔

تیسرا باب میں نارو جی شجر کاری کا طریقہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہی وِرکش ناراین (یعنی بھگوان درخت) کی پوچا ہے۔

چوتھے باب میں برہمن دیوتا (نارو جی) ایسے درختوں کے بارے میں بتاتے ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے گھریلو کاروبار اور دھنڈھوں (Cottage Industry) کے لیے کچا مال دینے کی

(۱) کلپتھر (کلپتھر) یا کلپ وِرکش (کلپتھر) سے مراد ہندو عقیدے کے مطابق جنت کا وہ درخت ہے جو منہ مالگی مراد پوری کرتا ہے۔ (مترجم)

صلاحیت ہے۔ جانوروں کا شکار نہ کرنے پر بھی وہ روشنی ڈالتے ہیں۔ آخر میں وہ کہتے ہیں:  
درخت، خدا ہے، وہ خدا کا ہم شکل ہے۔

پانچویں باب میں آیا ہے کہ بھگوان وشنوکی گزارش پر نارو جی ۱۲ اسال تک گاؤں گاؤں شہر  
شہر جا کر مذہب کی تبلیغ کرتے رہے۔ وشنو جی کے پاس جا کر تھکے ہوئے لبھجے میں بولے: پر بھو!  
میں آپ کے حسب الحکم کام کر آیا ہوں، اب آپ جائیے اور آپ کی رعایا جانے۔“

وشنو جی نے بتایا کہ آپ کی کوشش ناکام نہیں ہوئی ہے، نارو جی نے محسوس کیا کہ جو گاؤں  
۱۲ اسال پہلے دور ہی سے بالکل بے رونق دکھائی پڑتا تھا وہ آج ہر ابھر اہے۔ کچھ دنوں بعد وشنو جی  
نے بیم راج (ملک الموت) سے حال چال پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اب کوئی مسئلہ نہیں ہے۔  
روحوں کے آواگمن (تباخ) کا نظام اب باقاعدگی سے چل رہا ہے۔

”پرشاد“ (کتاب کے اختتامیہ) میں یہ بات کہی گئی ہے کہ گوپال چوبے نے کھٹا (کھانی)  
ختم کی اور لوگوں سے شجرکاری کے لیے کہا۔ سارا ما حول جے شری ورکش نارائن، نارائن، نارائن  
جے۔ جے ورکش نارائن، نارائن، نارائن! سے گونج رہا تھا۔



## بودھ مذہب میں اوتار واد

بودھ مذہب کی قدیم کتب میں ویشنو اوتار واد (یعنی وشنو جی کے اوتار لینے کا تصور) نہیں پایا جاتا، اس کے عکس اس میں ”بودھی سنت“ (یعنی مہاتما بدھ کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی خصوصیات اپنانے) کا تصور پایا جاتا ہے جو کہ بودھ اوتار واد ہے۔ بودھی سنت واد (یعنی مہاتما بدھ کی خصوصیات اپنانے کا تصور) ویشنو اوتار واد (یعنی وشنو کے اوتار لینے کے تصور) سے اس معنی میں مختلف ہے کہ اس میں غیر روایتی اور تبکل، خدا کی ذات پر تصور اور تخلیل کو مرکوز کرنے کی طاقت اور خود احتسابی و ترکیبی نفس سے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے جبکہ ویشنو اوتار واد (یعنی برہمنی تصور اوتار واد) کا عقیدہ ہے کہ بھگوان زمین کی اصلاح کے لیے مادی وجود کے روپ میں خود آتے ہیں۔ بودھوں کے ”مہایان“ فرقہ میں بدھ جی کا کمال معرفت کا تعارف زیادہ مروج رہا ہے۔ ایسا عقیدہ ہے کہ وہ عوام کی فلاح و سعادت کے لیے ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں وقفہ و قفقہ سے بار بار نازل ہوتے رہتے ہیں۔ بھاگوت اور دیگر فرقوں کا یہ تصور سابقہ اور مابعد بدھست لٹریچر میں ضرور ملنے لگتا ہے۔ ”مہایانی“ اور ”وجریانی“ فرقوں کے لٹریچر میں یہ تصور ملتا ہے۔ مہایان فرقہ کے قدیم ترین پیشتر حوالوں میں معتبر زیادہ تر کتب پر بھاگوت دھرم کے ایشور وادی (خدا پرستانہ)، اوتار وادی اور مشرکانہ خیالات کا مستقل بڑھتا ہوا اثر نظر آنے لگتا ہے۔ بھاگوت دھرم میں مرجب ”بھگوت“ اور ”بھگوان“ جیسے الفاظ کا استعمال شاید تمام حوالوں میں ملتا ہے۔ ”سدھرم پنڈریک“ نامی کتاب میں مہاتما بدھ کے لیے ہر جگہ بھگوان لفظ کا استعمال ملتا ہے۔

یہ ضرور ہے کہ تیسرا صدی کے پہلے کے جاتکوں (مہاتما بدھ سے متعلق چند یادداشتوں)

اور پالی لٹرپیچر میں رام، کرشن اور بدھست انداز میں ترمیم شدہ کہانیوں کا ذکر ملتا ہے مگر ان میں اوّلار وادی عناصر کا فقدان ہے۔ ”امْبِيَحُ سُتَّ“ (امبھ سوت) (ویگھ نکائے ۱-۳) میں کرشن کی کہانی ایک رشی (سادھو) کے روپ میں پیش کی گئی ہے۔ کہانی کے مطابق انھوں نے جنوبی ریاست میں جا کر راجہ اُشتواؤ سے معمولی شکل و صورت والی ناقبل التفات اڑکی مانگی۔ راجہ ناراض ہو گئے اور انھیں برا بھلا کہا مگر بعد میں اپنی اڑکی سونپ دی<sup>(۱)</sup> دیگر نہ ہی یادداشتؤں میں بھی شری کرشن کی کہانی ملتی ہے۔ رام کی کہانی بھی بدھست لٹرپیچر (جاتکوں) میں موجود ہے۔ ”دشتر جاتک“ ”اور دیودھم جاتک“ (دیوධسم جاتک) میں پوری رام کتھا ملتی ہے۔

### بدھ جی اور ویشنو اوّلار واد

بودھ مذہب کے زوال کے تسلسل میں پُرانوں میں بدھ جی کا شمار اوّلاروں میں کیا جانے لگا۔ بھاگوت پُران: (1-3-24, 6-8-19) میں ہے کہ کلگج کے آغاز میں کیکھوں (کیکھوں) کی سرز میں مایادیوی کیطن سے ویشو کے بیسوں اوّلار کی شکل میں بدھ کی پیدائش ہوئی۔ اسی پُران میں کئی مقامات پروشنوک بودھ کہا گیا ہے۔ متنریہ پُران میں بدھ کو نواں اوّلار تسلیم کیا گیا ہے (47-247) جبکہ والیو پُران (30-216, 54-71) میں بدھ کا شیو جی نام بتایا گیا ہے۔ بودھ مذہب کے لٹرپیچر بھی اس طرح کے اوّلار واد کے اثرات سے پاک صاف نہیں رہے۔ بودھ مذہب کے اہم فرقہ مہایانیوں کی کتاب ”لیلٹ وسٹر“ (لالیت ویسٹر) میں بدھ جی کو باقاعدہ مہانا رائیت کا اوّلار بتا دیا گیا<sup>(۲)</sup> اسی کتاب کے ۳۳ ویں باب میں، ان کو بھگوت سورپ (भगवत स्वरूप) یعنی بھگوت جیسا بتایا گیا ہے<sup>(۳)</sup> بدھ جی کے اوّلار ہونے کے بعد شنکر، بربما، اندر، ویشر ون (वैश्रवण) اور دیگر دیوتا ان کی حمد کرتے ہیں اور ناراین کو بھی بدھ کا پرستار کہا گیا ہے<sup>(۴)</sup> اسی کتاب میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ بدھ نے جب مردھے معبدوں کے باغی کے طور پر مندر میں قدم رکھا تو شیو، گپر،

(۱) پالی ساہتیکا اتھاس، حصہ سوم: ۱۳۹، مصنف بھرت سنگھ اپدھیا یے۔

پالی ساہتیکا اتھاس باغ 3، پ. 139، لेखک: بھرت سنگھ اپدھیا یے۔

(۲) لالیت ویسٹر، اننواراد، پ. 560

(۳) لالیت ویسٹر مول، پ. 473

(۴) لالیت ویسٹر مول، پ. 575

اسکندر، سوریہ، چندر، ویشر وان، شکر، بُرہما اور تمام دیوتاؤں کے ساتھ ناراین بھی ان کے قدموں میں گر پڑے۔<sup>(۱)</sup>

بودھ مذہب کی دوسری کتب میں بھی بدھ اوتار کا تذکرہ موجودہ ملتا ہے۔ لیکن وسٹر کے بعد کے گرنجھ "لَنْجَا وَتَارُ سُوْرَتْ" (لَنْجَا وَتَارُ سُوْرَتْ) میں کہا گیا ہے کہ تھا گٹ (یعنی بدھ) کے دل میں شری وَش (یعنی وشنو کا نشان) موجود ہے۔<sup>(۲)</sup> یہ بھی مذکور ہے کہ تھا گٹ (بدھ) بے شمار شکلوں میں نازل ہوں گے اور چہار سو علم سے بے بہرہ لوگوں میں مذہب کی تبلیغ کریں گے۔<sup>(۳)</sup> بدھ کے بعد بُلی کا اوتار ہو گا جو نوع انسانی کو فلاح و سعادت سے ہم کنار کریں گے اور جو کچھ بھی نہایت مفید اور افضل ہے اس کی حفاظت کریں گے۔<sup>(۴)</sup>

بدھوں کی جو مقررہ ترتیب وار تعداد ہے ان میں سب سے پہلے ۲۳ بدھوں<sup>(۵)</sup> کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس سلسلے میں "مہیان پرستاونا" (مہیان پرستاونا) میں ایک کہانی بھی متی ہے جو اس طرح ہے: "زمانہ قدیم میں سُمیدھ (سُمیدھ) نام کے ایک سُنیاسی (جوگی) تھے۔ انھی کے زمانہ میں دِپنگز (دیپنگز) نام کے ایک بُدھ پیدا ہوئے۔ دِپنگز کے استقبال کے لیے لوگ جس راستے سے جا رہے تھے، اسی راستے میں کچھ دیکھ کر سُمیدھ خود ہر ان کی کھال بچا کر لیٹ گئے۔ اسی راستے سے جاتے وقت سُمیدھ کی عقیدت و احترام اور قربانی دیکھ کر بدھ نے پیشین گوئی کی کہ یہ آگے چل کر بدھ ہو گا۔ بعد میں سُمیدھ نے متعدد جنوں میں ریاض کے تمام مرحل طے کیے اور اسی ترتیب میں انھوں نے مختلف زمانوں میں ۲۳ بدھوں کی بھی خدمت کی۔ بعد میں وہ تیشٹ لوک (ایک جنت کا نام) میں پیدا ہوئے اور پھر وہ دوبارہ لمبینی میں سدھار تھے کہ نام سے پیدا ہوئے۔ (صفحہ: ۱۵)

مُنیتیر یہ (مُنیتیر) کو مستقبل کا اور آخری بدھ بتایا گیا ہے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ جنت میں رہائش پذیر ہیں<sup>(۶)</sup> اور بدھ جی کے انتقال کے ایک ہزار سال کے بعد نازل ہوں گے۔ پنڈت وید پرکاش اپا دھیائے حضرت محمد کی تشریف آوری کو اس پیشان گوئی کا عملی مظہر ثابت

(1) لالیتवیسطر مूل، پृ. 8, 137

(2) ل. سू., پृ. 13

(3) ل. سू., پृ. 229

(4) ل. سू., پृ. 288

(5) بُودھوں کی سلسلہ میں سماں نہ نہیں پائی جاتی । 5,7,24,36 اور اس سلسلہ تک باتا دی گردی ہے ।

(6) Buddhist econography, Vijaytosh Bhattacharya, P.13 A

کرتے ہیں<sup>(۱)</sup>

ہندوستان کی بعض بدهست تنظیموں نے بدھ جی کو وہنہ ہندو پریشند کے ذریعہ و شنو جی کا اوتار بتانے پر کئی بار اعتراض کیا ہے۔ چنانچہ میرٹھ کے آنند پر کاش بودھ کا کہنا ہے کہ بودھ مذہب میں اوتار وادیں ہے۔ ہندو مصنفین نے بودھ مذہب کو توڑ مرور کراس کی اصلاحیت کو ضائع کر دیا ہے<sup>(۲)</sup>




---

(1) نراشंس और अंतिम ऋषि, इलाहाबाद।

(2) دینیک جاگرण, نई دیلیٰ, ۱ دسمبر ۱۹۹۷।

## جَبْنِنْ مَدْهَبٍ مِّلْ اُوتَار وَاد

جین مذهب کی بعض کتب میں جین تیرھنکروں<sup>(☆)</sup> کو قابل پرستش شکل میں پیش کیا گیا ہے مگر ان کے اوتار وادی روپ بطور خاص راماین، مہا بھارت اور ہری دلش پران کے زیر اثر جین پرانوں میں پائے جاتے ہیں۔ رام کتھا پر منقہ پام پڑو (پاتم چریڈ) جینیوں کے یہاں مشہور ہے جو نویں صدی میں جین شاعر سوم بھوکی تخلیق ہے۔ اس میں رام اور لکشمی اوتار کے روپ کا بیان ہے مگر اس کتاب کے ہیرو، رام نہیں، لکشمی ہیں۔ لکشمی کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ لکشمی کو ہری، اور رام کو ”ہلدھر“ کا اوتار بتایا گیا ہے۔ ”پام پڑو“ میں لکشمی کے لیے ہری واسد یو، گویند، کو وہر، وہر وغیرہ نام آئے ہیں۔ انھیں سارے غن وھر، بیر ہر، کیسو، جناؤان (जनाहण) بھری گئے

(☆) تیرھنکر (तीर्थंकर) سے مراد جینیوں کے قابل پرستش دیوبھیں جوان کے عقیدے کے مطابق دیوتاؤں سے بھی زیادہ افضل اور ہر طرح کے عیب اور نقص سے ہمیشہ پاک صاف، نجات یافتہ اور نجات دہنہ سمجھے جاتے ہیں۔ گزشتہ اُترمِ بھنی (عہد) میں ۳۲ تیرھنکر ہوئے تھے جن کے نام درج ذیل ہیں: ۱۔ کیول گیانی، ۲۔ بزر وانی ۳۔ سارگر، ۴۔ مہاشے، ۵۔ ومل ناتھ، ۶۔ سروانو بھوتی، ۷۔ شری وھر، ۸۔ رت، ۹۔ دامودر ۱۰۔ سُنج (सुनेज)، ۱۱۔ سوامی، ۱۲۔ مُنی سُبرت، ۱۳۔ سُکتی، ۱۴۔ شیوگتی، ۱۵۔ اگست، ۱۶۔ نیمیشور، ۱۷۔ اڑل، ۱۸۔ بیٹھر، ۱۹۔ گز تار تھ، ۲۰۔ جھیشور، ۲۱۔ ٹھدھ متی، ۲۲۔ شوکر، ۲۳۔ سیدن (संदेन)، ۲۴۔ سمیرتی۔ موجودہ عہد کے آغاز میں جو ۳۲ تیرھنکر ہوئے ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں: برشید یو، آچنا تھ، سُمیھو ناتھ، سُمیھو ناتھ، اکھنڈن، سمت ناتھ، پدم پر بھ، سپارشونا تھ، چندر پر بھ، سبدھی ناتھ، شیتل ناتھ، شربے یانس ناتھ اُسو پوجیہ سوامی، ومل ناتھ، اُنگت ناتھ، دھرم ناتھ، شانتی ناتھ، کثو ناتھ، امر ناتھ، ملی ناتھ، منی سبرت، نیمی ناتھ، پارشونا تھ، مہا ویرسوامی۔ ان میں سے رشھ و اسو پوجیہ اور نیمی ناتھ کی مورتیاں یوگ آئھیاں میں پیش ہوئی اور باقی سب کی مورتیاں کھڑی بنائی جاتی ہیں۔ (مترجم)

وغیرہ ناموں سے بھی موسم کیا گیا ہے۔

”پُم پِرِو“ میں لکشمی اور رام کو جینی بتایا گیا ہے، انھیں ”جن“ کی حمد و ستائش کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے: (25,8,12)، جیسیں دھرم میں ۲۳ تیر تھنکر ۱۲ چلورتی، ۹ واسد یا ور ۹ پُرتی واسد یو (پ्रاتیوا سودا و) یعنی ۲۳ مہا پُرش قبل حمد و سبیع تسلیم کیے گئے ہیں۔ درحقیقت ۲۲ تیر تھنکر ہی جیسیں روایات کے عظیم انسان ہیں، باقی مہا پُرش و شنو کے پُرانوں میں مذکور اوتا روں کے جینی ایڈیشن بتائے جاتے ہیں۔

پُشپ و نُت کے مہا پُران میں مذکور ۲۳ تیر تھنکروں کو دیگر پورا ٹک دیووں کی بہ نسبت و شنو سے زیادہ موسم کیا گیا ہے۔ یہاں یہ تصور ہے کہ جنپیوں کے عظیم روحانی پیشووا (تیارکار) خود جن کی شکل میں انسانی قالب میں داخل ہوتے ہیں جبکہ وہنؤ کی روایات میں ظہور کرنے (پ्रکار) ہونے کا ذکر جیسیں اسرائیل میں بالعموم نہیں ملتا تاہم مہا پران میں مذکور تیر تھنکروں میں کچھ ایسی علامات اور اشارے ملتے ہیں جن کی بنیاد پر وہ وشنو سے وابستہ محسوس ہوتے ہیں۔ اس طرح جیسیں تیر تھنکروں (عظیم مذہبی روحانی پیشوواوں) میں اوتا روادی عناصر کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

بعض ہندوستانی مذہبی فرقوں کے زیر اثر جیسیں دھرم میں بھکتی اور اوتا روادی عناصر کا داخلہ ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مہا پری اور دیگر جیسیں مذہبی رہنماء (تیر تھنکر) صرف مہا پرش (عظیم روحانی شخصیت) ہی نہیں رہ گئے بلکہ ان کے اندر خدائی صفات تسلیم کر لی گئیں۔ ان کی مورتیاں بننے لگیں اور ان کے مندروں کی تعمیر ہونے لگی۔ وہنؤوں کی طرح ان میں مجسم عناصر کی پوجا ہونے لگی۔

جیسیں پُرانوں میں جسم بتوں اور ان سے متعلق شخصیات کے ظہور سے متعلق جو کہانیاں ملتی ہیں وہ اوتا روادی عناصر سے بھری پڑی ہیں۔ تمام تیر تھنکروں کے ظہور میں دیوتا، اندر، گپر (کوبہر) (1) پرمانند مہا کاؤ یہ (مہا کاؤ) کے ایک شلوک (۱) میں کہا گیا ہے کہ ان کی پیدائش کے وقت آنول نال، خون وغیرہ نہیں گرتے بلکہ صاف شفاف روشن جواہر کی طرح پیدا ہوتے ہیں بالکل ایسے ہی جیسے چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ اسی طرح جن بھگوان کا ظہور ہوتا ہے۔ اوتا روں کی فضیلت ثابت

(1) پرمانند مہا کاؤ 7:329 | شلوک اس پرکار ہے ’’جرا یو नधिर प्रायै तेर मलिना कृति: । निर्धूम इव  
माणिक्यप्रदीपोऽर्दीपि च प्रभुः ॥

کرنے میں جس طرح اندر کا خوف، دیوتاؤں کی آقائی اور اقتدار، اور بربما، وشنوا اور شیو سے افضل ثابت کرنے والی پرانوں سے وابستہ رسم و رواج کا استعمال ہوتا رہا ہے اسی طرح جنین تیزھنکروں پر بھی انھی رسم و رواج (یعنی بندشوں) کا استعمال ہوا ہے۔ جب اندر کا سنتھاسن (عرش) ہلے لگتا ہے تو سمجھتے ہیں کہ جن کی پیدائش ہوئی ہے۔ جنین تیزھنکروں کو بربما، وشنوا اور شیو سے اس بنا پر افضل بتایا گیا ہے کہ یہ تینوں ہمیشہ اپنی بیویوں کے ساتھ رہتے ہیں جبکہ ”جن“ نے ان کو ترک کر دیا۔ شاعر پنچپ وخت نے سمعکھونا تھوکو بربما و شنو اور شیو کی بہ نسبت افضل بتایا ہے۔ امث گتنی (امیت گاتی) نے بربما وشنوا اور شیو کو وینیت راگ (वीतराग) جینیوں کے ایک اہم دیوتا اور ہر جگہ موجود ہے نالے جن کی بہ نسبت یقیق قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ بربما، وشنوا اور شیو نہ تو تارک الدنیا (دنیا اور ان کی نعمتوں سے بیزار) ہیں اور نہ ہر جگہ موجود، بلکہ ان میں خوش، غصہ، لائق اور محبت وغیرہ کے جذبات موجود ہیں ①

(1) न विरागा न सर्वज्ञा ब्रह्मविष्णुप्रहेश्वराः । रागद्वेषमदक्रोधलोभमोहादि योगतः ॥—श्रावकाचार, 4:71

## رسالت

اسلام<sup>(۱)</sup> اوتار واد کے اس عقیدے کے بالکل خلاف ہے کہ خدا خود میں پرنازل ہوتا ہے۔ اس کی نظر میں خدا کسی مقصد سے کسی بھی جاندار کی شکل نہیں اختیار کرتا اور نہ کسی کام کے لیے کسی جاندار کا قلب اختیار کرنے پر وہ مجبور ہے۔ اس نے جب اپنی قوت ارادی سے ہی اتنی عظیم الشان کائنات کی تخلیق کر دی تو پھر کس کام کی انجام دہی کے لیے اسے جسم اختیار کرنے کی ضرورت ہے؟ پھر یہ بات کتنی غیر معقول ہے جس کا کوئی جواز نہیں کہ صرف ایک خط زمین میں اور وہ بھی کچھ خاص لوگوں کو تکالیف اور مصیبتوں سے نجات دلانے کے لیے خدا کو مختلف شکلوں میں اور مختلف طریقوں سے اوتار لینا پڑے اور اس کا بھی ایک لمبا سلسلہ ہو! اسلام کسی بھی طور سے اس کی تائید نہیں کرتا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اوتار (مرجوہ مفہوم میں) کی جگہ پر اسلام کی نظر میں کوئی ایسا نظام/ بناء و بست ہے جس سے سارے انسانوں کی رہنمائی ہوتی ہو؟ اس نظام کو جانے سے پہلے یہ سمجھ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے سلسلہ میں اسلام کا بنیادی تصور کیا ہے؟

### لفظ "اللہ" کا مفہوم

اسلام، خالص توحید کا مذہب ہے۔ یعنی اس کا یہ عقیدہ ہے کہ پوری دنیا کا ایک ہی مالک ہے اور وہی تہما معبد اور قابل پرستش ہے۔ اسلامی اصطلاح میں اس قابل پرستش خدا کو "اللہ" کہا جاتا ہے۔ مگر

---

(۱) اسلام کے لفظی معنی ہیں: حکم ماننا یعنی اللہ کی اطاعت و فرمان برداری کرنا۔ مطیع و فرمان بردار کو "مسلم" کہتے ہیں۔ "اسلام" و "سلم" سے بنتا ہے جس کے لفظی معنی امن و شانست ہے۔ لفظ "سلام" کے معنی بھی یہی ہیں۔

”اللہ“ کے لفظی معنی کیا ہیں؟ اسے بھی جان لینا مناسب ہوگا۔ لفظ ”اللہ“ کے مفہوم کی وضاحت مولانا ابو الكلام آزاد نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر ترجمان القرآن میں ”سورہ فتح“ کے ذیل میں درج ذیل لفظوں میں کی ہے:

”چنانچہ سامی زبانوں کے مطابع سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف و احصوات کی ایک خاص ترکیب ہے جو معبودیت کے معنی میں مستعمل رہی ہے اور عبرانی، سریانی، آرامی، کلدانی، تمیری، عربی وغیرہ تمام زبانوں میں اس کا یہ لغوی خاصہ پایا جاتا ہے۔ یہ الف، لام اورہ کا مادہ ہے اور مختلف شکلوں میں مشتق ہوا ہے۔ کلدانی و سریانی کا ”الاھیا“، عبرانی کا اُوه، اور عربی کا اللہ اسی سے ہے اور بلاشبیہ یہی اللہ ہے جو حرف تعریف کے اضافے کے بعد ”اللہ“ ہو گیا ہے اور تعریف نے اسے صرف خالق کائنات کے لیے مخصوص کر دیا ہے لیکن اگر ”اللہ“ ”الله“ سے ہے تو ”الله“ کے معنی کیا ہیں؟ (اس سلسلہ میں) علماء لغت و اشتقاق کے مختلف اقوال ہیں۔ مگر سب سے زیادہ قوی قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصل ”الله“ ہے جس کے معنی تمیر اور درماندگی کے ہیں۔ بعضوں نے اسے ”ولہ“ سے ماخوذ بتایا ہے، اور اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ اس خالق کائنات کے لیے یہ لفظ اس لیے اسم قرار پایا کہ اس بارے میں انسان جو کچھ جانتا اور جان سکتا ہے وہ عقل کے تمیر اور درماندگی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔“

”ترجمان القرآن: جلد اول ص ۱۸-۱۷ اطیع پنجم، سابقہ اکادمی، بی بی دبلیو ۱۹۹۶ء۔“

لفظ ”اللہ“ کا مفہوم واضح کرتے ہوئے مولانا ابو محمد امام الدین رامنگری رقم طراز ہیں: ”الله“ کا مفہوم ہے: ”قابل پرستش“۔ ”الله“ ہر اس شخص اور بے جان چیز کو کہہ سکتے ہیں جس کی پوجا کی جائے۔ اس اللہ لفظ میں ’الف‘ اور ’لام‘ کو ملا کر ”اللہ“ کر دینے کا مقصد یہ ہے کہ ایک خدا ہی قابل پرستش ہے۔ اس کے علاوہ کوئی پرستش اور عبادت کا حقدار نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup>

لفظ ”اللہ“ میں یہ خاص وصف پوشیدہ ہے کہ اس کا استعمال معبود واحد ہی کے لیے ہو سکتا ہے، علم الائسینہ کے مطابق، اس کے علاوہ کسی اور کے لیے اس کا استعمال نہیں ہو سکتا۔ اس لفظ (اللہ) کی نتویج ہے اور نہ اس کی کوئی جنس (تذکرہ و تابیث) ہے۔ اس کا ٹھیٹ ہندی میں ترجمہ ”ایشور“ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ یہ لفظ (ایشور) بھگوان، دیوی دیوتا، دیو، خاص الخاص آدمی یا

(1) اسلام کا اکے شریعت، پن. ۱، اسلامی سماحتی سدن، رامنگار، باراٹا۔

جاندار معبودوں کے لیے بھی اسم صفت کی شکل میں بالعموم استعمال ہوتا ہے، یہ ضرور ہے کہ کام چلانے یا سمجھنے سمجھانے کے لیے اللہ "کاترجمہ" ایشور کیا جاسکتا ہے۔ یوں، سارے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں۔ ایک حدیث کے مطابق اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے اللہ کے لیے ۹۹ ناموں کا تذکرہ کیا ہے جسے "اسماء حسنی" کہا جاتا ہے، جس کے معنی ہیں "اچھے نام"۔ قرآن میں ہے: کہہ دو کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو، اس کے سب اچھے نام ہیں۔  
(بی اسرائیل: ۲۷، ۱۰)

## اللہ تعالیٰ کی بے مثل صفات

مذکورہ تفصیلات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ "اللہ" میں اس کی وحدانیت کے مفہوم میں متعدد آیات آئی ہیں جن میں سے بعض آیات درج ذیل ہیں:

تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ وَ إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ، لَا إِلَهٌ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔  
تمھارا خدا دراصل ایک ہی خدا ہے، اس رحمٰن اور رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔ (البقرہ: ۲۸، ۲۳)  
فُلُّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ<sup>۱</sup>      "کہہ دو، وہ اللہ ہے یکتا۔" (الاغاث: ۱۱۲، ۱۱۳)

وَ هُوَ اللَّهُ لَا إِلَهٌ إِلَّا هُوَ

وہی ایک اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ (القصص: ۲۸، ۲۷)

درحقیقت اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ اور لب لباب توحید ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ اسلام کی بنیادی اینٹ ہے۔ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ یہ اسلام کے پہلے کلمہ کا ابتدائی حصہ ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ ہم اپنی کھلی آنکھوں اور عقل و فہم اور شعور کے ساتھ جب پوری کائنات پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک سے زائد خدا کے نشان نہیں ملتے۔ خود لفظ "برہمنڈ" (ब्रह्माण्ड) بھی اس عربیاں حقیقت کا مظہر ہے۔ اس کی تائید دوسرے مذہبی صحیفے بھی کرتے ہیں<sup>(۱)</sup> جس طرح کسی ریاست میں دو حکمران نہیں ہوتے اسی طرح پوری

(۱) میگر وید میں ہے: "س اسہ اسک، اسک وڑےک اسک" یعنی وہ ایک ہے اور صرف ایک ہے۔ یقیناً وہ ایک ہے۔" اسی وید میں ہے: "میں ہے: "یہ ایک ہی تمام انسانوں کی عبادت کے لائق ہے۔" دیگر ویدوں میں بھی توحید کی تعلیم پر متعدد متنتر آئے ہیں۔

کائنات میں ایک ہی حکمران کا اقتدار ممکن ہے۔ اگر کسی بھی مقام پر ایک ساتھ دو حکم چلائے جائیں گے تو انتظام ٹھیک نہیں چل سکتا۔ قرآن میں ہے:

**لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا** (الأنبياء: ۲۱)

”اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو انتظام درہم برہم ہو جاتا۔“

اللہ رحمٰن و رحیم ہے۔ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ نے خلقت کو پیدا کیا تو اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ:

**إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ، سَبَقَتْ غَضَبِي**

”یقیناً میری رحمت غالب ہے اور وہ میرے غضب پر سبقت لے گئی۔“

ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

**سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي** (متقن علیہ)

اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میں زمین والوں پر ان کے گناہوں کے سبب کسی وقت عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر جو لوگ میرے گھروں (یعنی مسجدوں) کو آباد رکھتے ہیں اور رات کے پچھلے پھر میں توبہ و استغفار کرتے ہیں انھیں دیکھ کر عذاب کا ارادہ ترک کر دیتا ہوں اور عذاب کو اہل زمیں سے لوٹا دیتا ہوں۔ (حدیث قدسی، یہیقی)

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کہتا ہے کہ اے میرے رب! حالانکہ وہ گناہ کر چکا ہوتا ہے، تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے رب! یہ اس کے لاکن نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے لیے سزاوار تو یہ ہے کہ میں اسے معاف کر دوں۔“

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اسے ہر چیز کی قدرت حاصل ہے اور کھلے اور چھپے کا جانے والا ہے۔ زمین اور آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔ بادشاہی اسی کی ہے۔

وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، ہر ایک کا محافظ ہے۔ وہ سارے عالم کا انتظام و النصرام کرتا ہے۔ وہ روزی دینے والا ہے اور سب کو کھلاتا پلاتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بے

حساب روزی دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ روز جزا کا مالک بھی ہے۔ اللہ فرمائیں برداروں کو جنت میں داخل کرے گا اور کافروں کو جنم رسید کرے گا۔

### رسالت کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان کائنات کی تخلیق کی، اس میں اشرف الخلوقات انسان کو پیدا کیا اور انسانی زندگی کے لیے ضروری چیزوں کا انتظام فرمایا۔ ہوا، پانی، اناج، پھل وغیرہ کا بندوبست کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سارے کام ایک مقصد کے تحت انجام دئے اور یہ بات اس کی عظمت و کبریائی کے خلاف ہے کہ وہ عبث کسی چیز کی تخلیق کرے۔ یہ بات بھی عقل و فہم سے پرے ہے کہ اللہ انسان کو اس مقصد سے آگاہ نہ کرے جن کے تحت اس نے اُسے پیدا کیا ہے۔ انسان کو اپنے علم اور قانون کی جانکاری نہ دے اور اسے زندگی گزارنے اور برتنے کی تعلیم نہ دے اور اسے یوں ہی بھکلتا چھوڑ دے۔

اللہ نے انسانوں پر بے شمار احسانات کیے ہیں۔ انسان کو اشرف الخلوقات بناؤ کر اسے جاننے، سوچنے اور سمجھنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ انسان کو پیدا کرنے کی غرض و غایت بتائی۔ اپنا علم عطا کیا اور صرف اللہ کا بندہ بن کر زندگی گزارنے کی ہدایت کی۔ ساتھ ہی اس نے انسان کو اپنے برے کی سمجھ عطا کی اور انتخاب و ارادے کی آزادی دے کر زمین میں اسے اپنا خلیفہ بنایا۔ یہ خاص اعزاز صرف انسان کو عطا کیا گیا ہے۔ اس منصب پر فائز کرتے وقت اس نے انسان کو اچھی طرح بتایا کہ تمہارا معبود واحد میں ہوں۔ ساری دنیا کے لیے قانون بنانے والا مالک اور بادشاہ میں ہوں۔ میرے اقتدار میں کسی کی کوئی شرکت اور دخل نہیں ہے۔

اللہ نے انسان کو بتایا کہ یہ دنیوی زندگی تمہارے لیے ایک امتحانی مدت ہے جس کے بعد تمھیں میرے پاس لوٹا ہوگا اور میں تمھیں اس امتحان کی جزا یا سزا دوں گا اس لیے تم میرے تابع فرمائیں ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمھیں دنیا میں بھی امن و سکون اور اطمینان حاصل ہوگا اور جب میرے پاس لوٹ کر آؤ گے تو حیاتِ جاوداں اور سرث حاصل ہوگی۔ تمہارا داخلہ جنت میں ہوگا۔ اور اگر میری نافرمانی کی تو آخرت میں تم دکھ، تکلیف اور پریشانی کے اس گذھے میں پھینک دیے جاؤ گے جس کا نام جنم ہے۔

## انسان کتنا ناشکرا ہے!

اللہ نے انسان کو اس کا اصل اور حقيقی مقصد زندگی بتا کر زمین میں نوع انسانی کا آغاز آدم و حوا کو بھیج کر کیا۔ اللہ نے انھیں زندگی گزارنے کے سلسلہ میں وہ بدایات بھی دیں جس کے مطابق انھیں اور ان کی اولاد کو دنیا میں کام کرنا تھا۔ اس طرح زمین پر انسانی زندگی کا آغاز علم کی روشنی میں ہوا۔ حضرت آدم اور حوا کا طریقہ زندگی اسلام تھا۔ وہ اپنی اولاد کو یہی سچائی کا گرسکھا کر گئے کہ وہ اللہ کے مسلم (تابع فرمان) بن کر رہیں۔ اس وضاحت سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ اسلام، انسانی زندگی کے آغاز ہی سے ہے اور اسے مانتے والوں یعنی مسلمانوں کے ذریعہ انسانی زندگی کا آغاز ہوا مگر بعد میں لوگ صراط مستقیم پر ثابت قدم نہ رکھے اور دین حق کی تعلیمات بھلاتے رہے اور از راہ شرارت اسے بگاڑ کر رکھ دیا۔ اس کی اصل صورت مسخ کر کے رکھ دی۔ وہ جہالت میں اتنے غرق ہو گئے کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا اور عبادت کرنے لگے۔

اللہ نے انسان کی رہنمائی اور دینِ حق کی تعلیمات اسے پہنچانے کے لیے رسالت کا بندو بست کیا۔ رسالت پر ایمان لانا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اسلام کے پہلے کلمہ کا دوسرा جزو ”مرسلو اللہ“ ہے۔ اسلام میں یہ کلمہ مسلمان ہونے کا پہلا اعتراف ہے۔ پورے کلمے کا مطلب یہ ہے:

”اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔“

رسالت ہی وہ نظام ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے پانہمار کی مریضی، اس کا حکم اور مقصد زندگی معلوم کر سکتا ہے۔ حضرت آدم سے لے کر حضرت محمدؐ کی رسالت کا سلسلہ پہنچتا ہے۔ جب اس کا انتظام ہو گیا کہ اسلام کی تعلیمات رہتی دنیا تک باقی رہیں گی اور انسانی زندگی کا مطلوبہ ارتقا کمال کو پہنچ گیا تو پھر کسی نبی یا رسول یا پیغمبر یہیجنے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ یہ ساری برگزیدہ ہستیاں انسانوں ہی میں سے تھیں۔ ان سب کی تعلیم اسلام تھی۔ چنانچہ قرآن میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ أَلِإِسْلَامُ ۝  
(سورہ آل عمران: ۱۹)

مزید فرمایا:

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ اثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

الْتُّورَةِ وَأَنَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَ نُورٌ وَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ  
مِنَ التُّورَةِ وَ هُدًى وَ مَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ۝ (المائدہ: ۵، ۶)

”پھر ہم نے ان پیغمبروں کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا۔ تورۃ میں سے جو کچھ اس  
کے سامنے موجود تھا وہ اس کی تصدیق کرنے والا تھا۔ اور ہم نے اس کو انجیل عطا کی  
جس میں رہنمائی اور روشنی تھی اور وہ بھی تورۃ میں سے جو کچھ اس وقت موجود تھا اس کی  
تصدیق کرنے والی تھی اور خدا ترس لگوں کے لیے سراسر بدایت اور نصیحت تھی۔“

اس سلسلہ کی مزید وضاحت درج ذیل آیت میں ملاحظہ ہو:

قُلْ أَمَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ  
وَ إِسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ وَ الْأَسْبَاطِ وَ مَا أُوتِيَ مُوسَى وَ عِيسَى وَ  
النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهُ  
مُخْلِصُونَ ۝ (آل عمران: ۸۳، ۸۴)

”اے نبی، کہو“ ہم اللہ کو مانتے ہیں، اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے، ان  
تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم، اسماعیل، اسحق، یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل  
ہوئی تھیں، اور ان ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موتیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے  
پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں۔ ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے  
اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں۔“

## رسالت کی عظمت

اللہ کی بندگی اور اس کی اطاعت و فرماں برداری پر دنیوی اور آخری زندگی کی کامیابی اور  
 فلاح و سعادت کا انعام ہے۔ ظاہر ہے، حکم کے بغیر اطاعت و فرماں برداری ممکن نہیں اس لیے  
ایک انسان جیسے ہی اپنے پالنہار کا بندہ اور اس کا فرماں بردار ہونے کا فیصلہ کرے گا تو وہ ضرور جاننا  
چاہے گا کہ اللہ کے احکام کیا ہیں؟ وہ کن باقتوں کو پسند کرتا ہے اور کن باقتوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ کون  
سے اعمال انجام دےتا کہ اس کے تین مخلص رہے، اور کن چیزوں سے بچتا کہ اس کی نافرمانی کا  
صدور نہ ہو۔ جب تک ہمیں ان کی جانکاری نہ ہوگی اللہ کی بندگی اور اس کی اطاعت کی سمت میں ایک

قدم بھی آگے نہ بڑھا سکیں گے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہمیں ان سب بالتوں کی جانکاری کیسے حاصل ہو؟ اس کے لیے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ انسان اپنی عقل اور صواب دید سے ان کا حقیقی علم نہیں حاصل کر سکتا۔ وہ اپنے تصورات سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ تصورات میں لازماً سچائی اور حقائق ہوں۔ یہ ضروری نہیں۔ دوسری طرف، ہر انسان کے الگ الگ تصورات ہوتے ہیں، ایسی حالت میں انسان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ شخصی اور اجتماعی کوشش کر کے بھی حقیقت تک پہنچ سکے۔ اللہ نے انسان کی تخلیق کی ہے۔ اس لیے وہ اس کی مجبوریوں سے واقف ہے۔ اس لیے اس نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد یوں ہی نہیں چھوڑ دیا کہ وہ بے مقصد بکھٹکتا پھرے بلکہ اس نے اس پر بے حد وحساب مہربانی کی اور اسے مقصدِ زندگی اور اپنی خواہش اور اپنی تعلیم سے آگاہ کرانے کے لیے رسالت کا انتظام کیا یعنی اپنے نبیوں، رسولوں اور پیغمبروں کو بھیجنے کا ظم کیا۔ رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوتا ہے۔ اللہ نے اس غرض کے لیے انسانوں میں سے ہی اچھے اور نیک لوگوں کو اپنا پیغمبر اور رسول بنایا۔ اب یہ اس کی عظمت اور وقار کے منانی ہے کہ وہ خود میں پرآئے اور تکالیف و مصائب سے دوچار ہو۔

اللہ نے انسانوں پر بے شمار احسانات اور مہربانیاں کی ہیں۔ اس نے دنیا کے تمام جانداروں میں انسان کو اشرفِ الخلق ہاتھ بنا کیا اور اسے سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت دی۔ اسے اپنے علم اور رہنمائی کی روشنی میں بھیجا۔ اولین انسان حضرت آدم اللہ کے پہلے پیغمبر اور اس کے رسول بھی تھے۔ اللہ نے انھیں حکم دیا کہ اپنی اولاد کو اسلام کی تعلیم دیں۔ نصیحت کریں کہ اللہ ایک ہے جو تمہارا اور ساری دنیا کا معبد حقیقی ہے، لہذا اسی کی پوجا اور عبادت و اطاعت اور فرمان برواری کرتے ہوئے بھلائی اور نیکی کے ساتھ زندگی گزارو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمھیں اس کا بہت اچھا انعام ملے گا اور آخرت میں جنت کے مستحق ہو گے۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور ارادے واختری کی آزادی، جو اللہ نے دی ہے، اس کا غلط استعمال کرتے ہوئے اس کی نافرمانی کی اور من مانے طریقہ سے زندگی گزاری تو سزا کے مستحق ٹھہر و گے اور وصال بجهنم کر دیئے جاؤ گے۔

حضرت آدم کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ان کی اولاد نے کچھ دنوں تک اسلام کی

حیات بخش تعلیمات کی پیروی کی مگر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا وہ ان تعلیمات سے منحرف ہوتی چلی گئی۔ آہستہ آہستہ لوگوں میں اخلاق اور عقیدے کی خرابیاں پیدا ہوتی گئیں۔ توحید کی جگہ شرک نے لے لی اور اس نے متعدد شکلوں میں ظہور کیا۔ بت پرستی کے ساتھ ہی مظاہر فطرت کی بھی پرستش شروع ہو گئی اور درخت پیار، سورج چاند، ہوا، پانی وغیرہ کی پرستش ہونے لگی۔ آدم کی اولاد دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل گئی اور اس کے اندر اتنا زوال آگیا کہ اس نے اچھی باتوں کو بُرا، اور بُری باتوں کو اچھا سمجھ لیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی یہ بدحالی دیکھی تو اس نے ان پر کرم فرمایا اور ان کی اصلاح و رہنمائی کے لیے اپنے بنی، رسول اور پیغمبر بھیجے۔ یہ برگزیدہ نفوس اور عظیم انسان لوگوں کو وہی تعلیم دیتے تھے جو حضرت آدم نے اپنی اولاد کو دی تھی۔ دنیا کے ہر گوشے اور ہر خطے میں اللہ کے پیغمبر آئے اور لوگوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا۔ تاریکی سے روشنی کی طرف پھیرا اور انھیں سیدھی را دکھائی۔ مگر انسان کا حال بھی عجیب ہے۔ لوگوں نے اللہ کے نبیوں اور رسولوں کے ساتھ اچھا سلوك نہ کیا۔ جو لوگ ان کی اصلاح و رہنمائی کے لیے آئے تھے انھیں بری طرح ستایا حتیٰ کہ کسی کو ملک بدر کیا تو کسی کو جان سے مار دیا مگر اللہ کے بھیجے ہوئے ان قدسی نفوس حضرات کامشن جاری رہا۔ بالآخر لوگوں کو ان کی باتیں سمجھ میں آنے لگیں اور وہ رسولوں اور بزرگوں کی اتباع میں رہ کر اللہ کی فرمان برداری کرنے لگے۔ اس طرح اسلام دنیا میں پھیلا۔ تمام رسولوں، پیغمبروں اور بزرگوں کی تعلیمات دراصل اسلام ہی کی تعلیمات تھیں۔ ان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ہمیشہ ایسا ہوتا رہا کہ ان کے پیروؤں نے جہل بھری عقیدت اور توهہات کی بنا پر خود انھیں خدا، خدا کا بیٹا یا خدائی میں شریک بناؤالا اور وہ بھی انھی معبودوں میں شامل کر دیئے گے جن کی تردید میں انھوں نے اپنی ساری زندگی لگادی تھی۔ یہ ایک ٹریجڈی ہی ہے کہ جن برائیوں کے خاتمہ کے لیے انھوں نے قربانیاں دیں اور انسانیت کی فلاج و سعادت میں لگے رہے ان لوگوں نے انھی برائیوں کو پھر سے پیدا کر کے انسانیت کو زوال کے راستے پڑا۔ اللہ کے رسولوں اور نبیوں کی تعلیمات میں ترمیم و تحریف کردی گئی اور خانہ ساز باتیں اور غیر مفید چیزیں عام کر دی گئیں۔

انسانی تہذیب کی ترقی کے ساتھ عوامی سہولیات میں بھی اضافہ ہوا۔ آمد و رفت کے راستے بنے، وسائل آمد و رفت بڑھے۔ دنیا کی مختلف قوموں اور مختلف علاقوں میں رہنے والے انسانوں کے درمیان تعلقات میں اضافہ ہوا۔ سمندری راستوں کی تلاش ہوئی اور تجارت کے ساتھی خیالات و افکار کا تبادلہ ہونے لگا۔ اب وہ وقت آگیا کہ اگر ساری دنیا کے لیے الہی نظام حیات بھیجا جائے تو وہ دنیا کے لیے کافی ہو جائے اور ساری دنیا کے لوگوں کو مخاطب کر کے دو ٹوک انداز میں یہ بتا دیا جائے کہ انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ان کا آسان فطری دین کیا رہا ہے اور اب کیا ہے؟ اللہ کی مرضی کیا ہے؟ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے؟ انسان اپنے رب کی خوشی اور اس کا قرب کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ دغیرہ دغیرہ اس کے لیے رب کریم نے اپنے محبوب نبی آخر الزمان حضرت ﷺ کو جزیرہ نماۓ عرب میں مبعوث فرمایا اور سلسلہ نبوت آپ پر ختم کر دیا۔ عرب میں ﷺ کو مبعوث کیے جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ عرب، دنیا میں ایسی گلہ پر ہے جہاں سے ایشیا، افریقہ اور یورپ سبھی قریب ہیں۔ عرب ان تمام براعظموں کے بیچوں بیچ میں واقع ہے۔ یہاں سے پوری دنیا کو مخاطب کرنے کی سہولت بخوبی سمجھ میں آتی ہے۔ اللہ نے آپ کو اسلام کی پوری تعلیم اور نظام حیات اس لیے عطا کیا کہ اب رہتی دنیا تک اللہ کا بھیجا ہوادین۔ اسلام۔ دنیا کے تمام انسانوں کو زندگی کی شاہ راہِ مُنتَقِمِ دکھاتا رہے۔ دنیا میں بہت سے عظیم حکمراء، مصلح، بانیانِ مذاہب اور انقلابی لوگ پیدا ہوئے مگر انسانی زندگی پر ان کے مطلوبہ دیرپا اثرات مترتب نہیں ہوئے۔ دوسری طرف جب ہم بغیر کسی تعصّب کے حضرت ﷺ کی زندگی اور آپ کے کارناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ آپ کی بے مثال شخصیت کے اثر سے انسانی زندگی کے شخصی اور اجتماعی مفاسد اور بری عادات اور رسم و رواج کا خاتمه ہو گیا۔ انسان کے گلے ہوئے مزاج کی مکمل اصلاح ہوئی اور انسانی سماج میں ہمہ گیر تبدیلی رو نما ہو گئی۔ مسجد سے بازار، اسکول سے عدالت اور گھر سے پلک مقامات تک۔ ہر جگہ تبدیلی نظر آنے لگی اور انسان کی ہمہ جہتی ترقی اور اخلاقیات اور محسنِ اخلاق پر منی زندگی کی بنیاد رکھی گئی۔ جب حضرت ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو ساری دنیا پر جہالت اور توهہات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ لوگ اپنے حقیقی خدا کو بھول گئے تھے اور بہت سے قسم کے معبد بنا دیا تھے۔ انسانی تہذیب بہت سی

بدعات و خرافات کے جال میں پھنس کر سک رہی تھی۔ رہنے سہنے کے انداز اور عیش و عشرت کے ٹھاٹ بات نے زیادہ تر لوگوں کو اپاچ اور نکما بنا دیا تھا۔ اہل یورپ سامان تیش جمع کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ اور عیش و عشرت کے چکر میں پڑ کر خود کو تباہ بر باد کر رہے تھے۔ مصر سے ہندوستان تک اور یونان سے لے کر چین تک میں تہذیب و تمدن کا سورج غروب ہو چکا تھا۔ روم اور ایران کی "عظیم تہذیبیں" عوام کے ساتھ ظلم و زیادتی، بر بیت اور حیوانات کے نفرت انگیز سلوک کر رہی تھیں۔ بعض حکمران خود کو خدا کی شکل میں پیش کر کے مذہبی احکام و فرائیں صادر کر رہے تھے اور اپنے گھناؤ نے مفادات کی تکمیل کے لیے عوام سے بھاری بھر کم ٹکیں وصول کر رہے تھے۔ ان سے روشنیں اور نذرانے لیتے اور بلا اجرت جبری خدمت (بے گار) لیتے تھے۔ اس زبوب حالی اور لعنت سے انھیں نجات دلانے والا کوئی نہ تھا۔

رومی اور ایرانی سلطنتوں کے درمیان ہونے والی لڑائیوں کے زیر اثر عام آدمی محفوظ نہ تھا اور نہ محفوظ رہ سکتا تھا۔ وہ ضروریاتِ زندگی کی چیزوں سے محروم تھے مگر اس کے لیے وہ آواز بھی نہیں اٹھاسکتے تھے۔ آزادی نہیں کامل فقدان تھا۔ انسان تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ کسی مذہب کی روشنی اس کے پاس نہ تھی کہ وہ اس کی رہنمائی حاصل کر سکے۔ پیغمبروں اور نبیوں کی تعلیمات اپنی صحیح شکل میں باقی نہیں رہی تھیں اور مذہبی رہنماؤں کا خود ساختہ مذہبی طور طریق ایک فائدہ مند بزرگ بن چکا تھا۔ انھیں حکمران طبقہ کا تحفظ ملا ہوا تھا جس کے نتیجہ میں وہ مذہب کی نت نئی تشریحات پیش کر کے لوگوں کو ٹھنگنے سے نہیں چوکتے تھے۔ یونانی تہذیب پر زوال آ چکا تھا۔ حتیٰ کہ یونانیوں کے مصلح کنفیوشن اور مانی (Mani) کی تعلیمات بھی محفوظ نہ رہیں۔ بودھ اور ویدک مذاہب بھی اپنی تاثیر کھو چکے تھے۔ انسانیت کو اس بخور سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں سو جھر رہا تھا اس لیے یہ حالات فطری طور پر ایک ایسی عظیم تر خصیت کا مطالبہ کر رہے تھے کہ وہ آئے اور ساری دنیا کو انسانیت کا سبق سکھائے اور سیدھا راستہ بتائے۔ اللہ نے انسانیت پر بڑا عظیم احسان کیا اور حضرت ﷺ کو اپنے آخری نبی کی حیثیت سے ساری دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لیے بھیجا اور آپؐ کی خصیت میں اچھا آئندہ میں سمو دیا جو ساری دنیا کے لیے قابل تقاضہ اور پوری زندگی کے لامح عمل کے لیے ترقی اور اعلیٰ تہذیب و تمدن کا حقیقی معیار ہے۔ آپؐ کی بے مثال خصیت اور عظیم

کارناموں کے مدنظر مائیکل ایچ ہارٹ نے اپنی تصنیف "دی ہندریڈ" (The Hundred) میں عالمی شہرت کی حامل سو (۱۰۰) شخصیات میں آپؐ کو پہلا مقام دیا ہے۔ مسٹر ہارٹ ہی پر کیا موقوف ہے، جو شخص بھی بد نیت اور تعصباً سے پاک ہو کر حضرت محمدؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہنچ گا کہ آپؐ ہی کی شخصیت ابھری ہوئی اور نمایاں ہے اور آپؐ ہی تمام انسانوں کے لیے آئینڈیل اور انوہ ہو سکتے ہیں۔ حضرت محمدؐ کی زندگی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آپؐ نے اللہ کی طرف سے آئے ہوئے ہر حکم اور ہدایت کو انسانوں تک منن و عنن پہنچا دیا اور اس میں سے کچھ بھی نہیں چھپا یا۔ آپؐ کی ۲۳ سالہ پیغمبرانہ زندگی میں اس بات کا ایک ثبوت بھی نہیں مل سکتا کہ آپؐ نے اللہ کا حکم بجا لانے میں کوئی کوتاہی کی ہو۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپؐ کو دنیا کے سامنے جو کچھ پیش کرنا ہوتا تھا وہ ماحول کے لیے پوری طرح ناموافق اور سننے والوں کے لیے پوری طرح ناقابل برداشت ہوتا تھا، لیکن ماحول اور مدعو گروہ کے جذباتی رو عمل کا آپؐ نے بھی ڈھنی دباؤ قبول نہیں کیا اور نہ دعوت حق کا مفاد اس میں سمجھا کہ اس کے ان اجزاء کو جن سے لوگوں کے بھڑک اٹھنے کا اندیشہ ہو، انھیں کچھ ہلکا کر کے پیش کیا جائے۔ ایک طرف تو عرب کا خطہ زمین تھا جو سیکڑوں باطل معبدوں کی بنگی میں ملوث تھا۔ دوسری طرف قرآن کا عقیدہ توحید تھا جس میں ایک خدا کے علاوہ دوسروں کے لیے کوئی مقام ہی نہ تھا۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں ہے، لیکن شرک و بت پرستی کا مرکز بن چکے مکہ کے باشندوں کو بھلا کیسے برداشت ہو سکتا تھا؟ مکہ شہر میں، اور کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں) کا اعلان کرنا درحقیقت بڑا کھن کام تھا۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ آپؐ نے عقیدہ توحید کا یہ اعلان ٹھیک انھی الفاظ میں کیا، ہر مقام اور ہر موقع پر کیا اور اس طرح کیا کہ لوگ توحید کے بارے میں کسی غلط فہمی کے شکار نہ ہوں۔ آپؐ نے دیگر خدائی تعلیمات کو بھی دنیا کے سامنے دو ٹوک انداز میں جوں کا توں پیش کیا۔ حضرت محمدؐ کی حیات طیبہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آپؐ نے جس عقیدہ، جس اصول اور جس حکم کی تعلیم بھی انسانوں کو دی اس پر سب سے پہلے خود عمل کر کے دکھایا کیونکہ لوگ سب سے پہلے، خود داعی سے ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہونے کی توقع کرتے ہیں۔ آپؐ نے اپنے قول اور عمل۔ دونوں سے حق کا آوازہ بلند کیا، مذہبی احکام کا کوئی جزو اور عبادت کا کوئی پہلو

ایسا نہیں جس میں آپ کا اپنا عمل دوسروں کی رہنمائی کے لیے آگے آگے موجود نہ رہا ہو۔ اللہ نے اس بات کا حکم بھی دیا تھا کہ:

**قُلْ: إِنَّى أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ وَ أُمِرْتُ لَا نَأْكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ** ۱۲-۱۳ (الرعد: ۱۲-۱۳)

”اے نبی) ان سے کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس کی بنگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم ہوں۔“

